سلوکِ معرفت

سراج السالکین، شمس العارفین، سرتاج الحاذقین، استاذ الحکماء

الحاج سید محبوب علی شاہ
عرف
نور اللہ شاہ قادری نقشبندی

دانیال

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلوکِ معرفت

قادریہ — غوثیہ — محبوبیہ

— من تالیفات —

سید محبوب علی شاہ

سرپرست اعلیٰ انجمن فیضانِ غوثیہ (رجسٹرڈ)

محبوب سنز
آستانہ عالیہ، قادریہ، غوثیہ، محبوبیہ
زیر انتظام انجمن فیضانِ غوثیہ (رجسٹرڈ)
دیپال پور، ضلع اوکاڑہ

مطبع: ندیم یونس پرنٹرز، لاہور
قیمت: ۷۵/- روپے

Marfat.com

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سگ درگاہ پیراں شو چو خواہی قرب یزدانی
کہ شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

فهو الحق محق الحق

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الذین امنو وکانو یتقون ط

اصلحا ثابت وفرعها فی السماء

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء
چوں شوی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

سلوک معرفت

قادریہ — غوثیہ — محبوبیہ

من تالیفات

سید محبوب علی شاہ

سرپرست اعلیٰ انجمن فیضان غوثیہ (رجسٹرڈ)

ناشر

محبوب بکسٹر

آستانہ عالیہ قادریہ، غوثیہ، محبوبیہ
زیر انتظام انجمن فیضان غوثیہ (رجسٹرڈ)
دیپال پور ضلع اوکاڑہ

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

سب سے پہلے واقعہ بیعت جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کو رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ مجاز و ماموں فرمایا:

حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی کتاب "ظاہری اجلال النبوت" میں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی کتاب "ظاہری منتقم الرسالت" میں اور انس بن مالکؓ نے اپنی کتاب "ظاہری اجلال الولایت" میں بحوالہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے کہ ماہِ صفر کی تین تاریخ ۱۱ سنہ ھ بروز شنبہ کو بعد از نماز اشراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چھ جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو ہمراہ لے کر جانبِ مستقطر روانگی اختیار فرمائی۔ اور قریب پانچ ہزار قدم جانے کے بعد ایک درخت کیکر کے نیچے قیام فرمایا۔ وہاں تین درخت خرمہ کے باہمدگر اس قدر فاصلے پر تھے کہ شرق سے غرب ستّر قدم اور غرب سے شمال ۲۷ قدم اور شمال سے مشرق کو ۱۵ قدم پر تھے۔

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپ نے بنابر تعلیم باطن روبرو ئے خود بٹھلا کر ہاتھوں میں ہاتھ لے کر بیعت، امامت وارشاد سے مشرف فرمایا۔ اور کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنایا۔ اور مراتب باطنی حضرت موصوف کو عطا فرماتے۔ اور خطاب باطنی حضرت صدیق اکبرؓ دیگر سب صحابہ کرام کو سُنایا۔ اور پھر آپ صلعم سرکار نے حضرت صدیق اکبرؓ کو تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیتِ باطنی اجازت اسم ذات اور شغلِ نوری کی عطا فرمائی۔ اور چند اوراد مرحمت فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سلسلۂ طریقت کو سلسلہ نقشبندیہ کہتے ہیں۔

ان کے بعد آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمایا۔ اور بیعت فرمانے کے بعد اسی طرح خلافت عطا فرمائی۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعد اتمام تعلیم کیفیتِ باطنی کے حضرت عمر فاروقؓ

Marfat.com

کو اجازت تلاوت درود شریف وہبی کی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا ۔ کہ تم اور تمہارے اہل طریقت سے ہم بہ برکت اس درود شریف وہبی کے عالم رویا و عالم مثال و عالم معال اشیائے ظاہری موالید ثلاثہ میں سے ہیں ہمکلام ہوا کریں گے ۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے سلسلہ طریقت کو سلسلہ اولیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

ان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کو بیعت و خلافت سے مشرف فرمایا اور خرقہ پہنایا ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بعد اتمام تعلیم کیفیت باطنی کے اجازت قرآن مجید کی عطا فرمائی ۔ اور آپؐ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ تمہارے سلسلہ طریقت ہیں صاحب باطن کو ترقی کیفیت عروجی قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا کرے گی ۔ اور جو حافظ بحصول تمہارے شجرۂ اجازت کے تلاوت کیا کرے گا ۔ اس سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوگا اور جو ناظرہ پڑھے گا ۔ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوگا حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے سلسلہ طریقت کو سلسلہ عثمانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔

ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلافت قاعدہ و تاریخ مذکورہ بالا کے عنایت فرمائی ۔ مگر فرق اتنا ہے کہ حضرت سرور دو عالمؐ نے آپؓ کو بعد اتمام تعلیم کیفیت باطنی کے اجازت تلاوت دعا حرز یمانی (دعائے سیفی) شریف کی کہ متقلب بہ سیف اللہ و سلطان الاوراد ہے ۔ بہ تعلیم ترکیب معنوی و روحی شان جلالی اور جمالی کی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ایک ہزار فوائد اس حرز کے جبریل امین سے مجھ کو معلوم ہوئے ہیں ۔ اور قبل اس اجازت کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس حرز کو بہ ترکیب نظری تلاوت فرمایا کرتے تھے ۔ اور اس روز سے اس دعائے ماثورہ کا نام حرز مرتضوی قرار دیا گیا ہے ۔ اور اس حرز شریف کی چودہ اقسام ہیں ۔ سات ظاہری اور سات باطنی ۔

سات ظاہری اقسام یہ ہیں : ۱۔ عملی ۲۔ علمی ۳۔ نظری ۴۔ اورادی ۵۔ غوثی ۶۔ سروری ۷۔ خاتوری ۔

اور سات باطنی اقسام یہ ہیں : ۱۔ روحی ۲۔ معنوی ۳۔ ملکوتی ۴۔ جبروتی ۵۔ لاہوتی ۶۔ ناسوتی ۷۔ ہاہوتی ۔ اور ذکر، فکر، شغل نوری اور ان سب اورادوں کے آپ صاحب مجاز،

مرفوع الاجازت، علوالعزم والمرتبہ ہمہ صفات ولایت کلّی ہوتے ہیں - اور آپ کے بارہ خلفا اکبر و اصغر ہوتے ہیں - اور ہر خلیفہ کو اس کی قابلیت، علم، سمجھ بوجھ کے مطابق ورد عطا فرماتے - چنانچہ اُس وقت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سلاسل مرفوع میں جاری ہیں - اور تا قیامت یہ سلسلہ ہائے ولایت جاری و ساری رہیں گے - اور آپ کے سلسلۂ طریقت کے بزرگانِ صاحبِ ولایت ہو کر رجال الغیب کے فرائض کے ساتھ دیگر کلّی امور بھی سر انجام دیتے ہیں -

آپؓ کے بعد حضرت انسؓ بن مالک کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے موافق قواعد خلفائے موصوفہ بالا کے خلافت عطا فرمائی - مگر اس قدر فرق ہے - کہ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ان کو بعد تمام تعلیم کیفیتِ باطنی کے گیارہ ناموں کی تلاوت عطا فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے سلسلہ تعلیم طریقت میں صاحب باطن کو گیارہ دن کے اعتکاف میں القاد الہام اور ذکر سلطان جاری ہوا کرے گا - اور ان اسما کے عامل کو مکاشفات ارضی و سماوی حاصل ہونگی - اور گیارہ بار تلاوت کرنے سے ذکر سلطان جاری ہو جاوے گا - اور وہ گیارہ حروف یہ ہیں :

۱- ا ۲- ل ۳- م ۴- ی ۵- د ۶- و ۷- ن ۸- ص ۹- ر ۱۰- ف
۱۱- ط - اور ان حروف کا شغل روح سے کرتے ہیں -

اور اگر یہ گیارہ حروف کامل ادا ہوئے تو وہ بے شک کامل و عامل ہو جاتے گا - اور حضرت انسؓ بن مالک صاحب مجاز ان حروفِ مفردات کے تھے - آپؓ نے اپنے تینوں خلفاؒ اکبر و اصغر کو یہ حروف مرحمت فرمائے -

ان کے بعد آنحضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرت عبدالعزیزؓ مکی بن حارث کو موافق قواعد خلفائے موصوفہ بالا کے خلافت عطا فرمائی - فرق صرف اتنا ہے کہ آنحضرت صلعم نے آپ کو بعد اتمام تعلیم کیفیتِ باطنی کے دعائے سریانی کی اجازت مرحمت فرمائی - اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے اہل طریقت کو کفایہ مہمات ظاہری و باطنی اس دعائے ماثورہ کی برکت تلاوت سے حاصل ہوا کرے گی - اور ترکیب صفات جلالی و جمالی کی اس دعا میں تعلیم فرمادی - اور حضرت عبدالعزیزؓ مکی دعائے سریانی کے صاحب مجاز تھے - چنانچہ آپؓ نے اپنے دونوں خلفا اکبر و اصغر کو یہ تعلیم عطا کر دی - جو ان کے سلسلۂ مرفوع میں اب تک جاری و ساری ہے -

Marfat.com

آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یکم محرّم ۱۱ھ ہجری بروز دوشنبہ بعد از وقت تہجد کے جنابہ سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی کو تعلیم طریقت عورتوں کے واسطے عطا فرمائی اور فرمایا کہ جس قدر عورتیں امّتِ مسلمہ کی تمہارے سلسلہ میں داخل ہوں گی ۔ وہ روزِ حشر تمہارے گروہ میں سے اُٹھائی جاویں گی ۔ اور یہ ترجمہ ازل سے خدا نے تمہارے لئے مخصوص فرمایا ہے ۔ اور عنقریب تم کو بحکمِ الٰہی صاحب مجاز کیا جاوے گا ۔ حصولِ اجازت کے بعد تم امام حسن رضی کو صاحب مجاز کر دینا ۔ اس ارشاد کے بعد تاریخ دوم ۱۱ھ بروز پنجشنبہ عصر کے وقت بحکمِ الٰہی جنابہ سیدہ پاک کو مکمل طور پر صاحب مجاز فرما دیا ۔ اور ارشاد فرمایا کہ یا سیدہ جو تمہارے سلسلہ میں اجازت سے درود محمدی تلاوت کیا کرے گا ۔ اسکو ہماری رویئت ہوا کرے گی ۔ اور ردائے مبارک اُونی سبز رنگ کی جو شاہ یمن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو ارسال کی تھی ۔ اس کو حضور اکرم نے مس فرما کر حضرت سیدہ پاک کے سر پر ڈال دیا ۔ اور فرمایا ۔ یا سیدہ مبارک ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے تم کو صاحب مجاز فرمایا اور حضرت انس بن مالک رضی سے مثال ماز منی تحریر کرا کر عطا فرمائی ۔

اِن اصحاب مذکورہ بالا کے علاوہ ایک کثیر تعداد صحابہ کرام کی مختلف علوم میں آپ کے زیر سایہ درجاتِ عالیہ کی مالک ہوئی ۔ لیکن اہلِ صُفّہ اور اصحاب بیعت کی شان دُوسرے صحابہ کرام سے بالاتر ہے ۔

ذکرِ خانوادہ چہاردہم ۱۴

خانوادہ طریقت حق کے ذکر اذکار میں اکثر ہر خانوادہ کا نام لینے کی بجائے مخفف طور پر نو قادر پنج چشت اہل بہشت کہہ کر چہاردہم خانوادہ طریقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ اور سننے والے بھی سمجھ جاتے ہیں ۔ چودہ ۱۴ خانوادہ طریقت جن میں سے نو ۹ خانوادوں کو قادر کے نام سے موسوم کرتے کرتے ہیں ۔ اور پانچ خانوادوں کو چشت اہلِ بہشت سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ ان چودہ خانوادہ طریقت کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ جنیبیہ یا عجمیہ ۲۔ طیفوریہ ۳۔ کرخیہ ۴۔ سقطیہ ۵۔ جنیدیہ ۶۔ گازرونیہ

Marfat.com

۷۔ طرطوسیہ ۸۔ فردوسیہ ۹۔ سہروردیہ۔

ان درج بالا خانوادوں کے سربراہ و سپہ سالار درج ذیل خواجگان ہیں جن کے نام سے یہ سلسلے منسوب ہیں۔

۱۔ خانوادۂ حبیبیہ یا عجمیہ ____________ حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ

۲۔ خانوادۂ طیفوریہ ____________ حضرت طیفور شامی المعروف بایزید بسطامیؒ

۳۔ خانوادۂ کرخیہ ____________ حضرت ابوالمحفوظ معروف کرخیؒ

۴۔ خانوادۂ سقطیہ ____________ حضرت خواجہ سری بن مغلس سقطیؒ

۵۔ خانوادۂ جنیدیہ ____________ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ

۶۔ خانوادۂ گازرونیہ ____________ حضرت خواجہ ابواسحاق بن شہریار گازرونیؒ

۷۔ خانوادۂ طرطوسیہ ____________ حضرت خواجہ شیخ علاؤ الدین ابوالفرح طرطوسیؒ

۸۔ خانوادۂ فردوسیہ ____________ حضرت خواجہ نجم الدین احمد کبیر فردوسیؒ

۹۔ خانوادۂ سہروردیہ ____________ حضرت خواجہ ابوالنجیب ضیاالدین سہروردیؒ

حضرت خواجہ ابوالفرح ابویوسف طرطوسیؒ کو رئیس طرطوسیہ، حضرت ابوالنجیب ضیاالدینؒ کو رئیس سہروردیہ اور حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسیؒ کو رئیس فردوسیہ کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ مندرجہ بالا شیوخ میں سے حضرت ابواسحاق گازرونیؒ، حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسیؒ اور حضرت خواجہ ابوالنجیب ضیاالدین سہروردی تینوں اصحاب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم بغدادیؒ سے خرقہ خلافت، بیعت حوالت، امامت و ارشاد کا حاصل کیا اور باقی جو چھ حضرات بزرگ خواجگانؒ ہیں۔ وہ حضرت غوث الاعظمؒ موصوف کے مرشدوں میں شمار ہوتے ہیں لہذا یہ نو خانوادے قادری کہلاتے ہیں۔ اور پانچ خانوادہ چشتیہ درج ذیل ہیں :

۱۔ خانوادۂ زیدیہ ____________ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ

۲۔ خانوادۂ عیاضیہ ____________ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ

۳۔ خانوادۂ ادھمیہ ____________ سلطان العارفین حضرت ابراہیم بن فخر ادھمؒ

۴۔ خانوادۂ ھبیریہ ____________ حضرت خواجہ ابوھبیرہ البصریؒ

Marfat.com

۵۔ خانوادہ چشتیہ بہشتیہ ــــــــ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رح

واضح ہو کہ یہ پانچوں خواجگان بھی حضرت غوث الثقلین رح کے پیشوایان میں شمار ہوتے ہیں۔ دریں حالات ثابت ہوا کہ نو قادر اور پنج چشت ایسے چودہ خانوادہ طریقت وجود میں آئے جو حضرت غوث الثقلین رح کی ذات بابرکات سے جاری ہوئے۔ جن کے سرمشاد و سرسالار حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی حسنی والحسینی بغدادی ہیں۔ درحقیقت یہی نو قادر "حاضر ناظر" اور "پنج چشت اہل بہشت" ہوئے ہیں۔ اور ان بزرگان کے سلسلہ کے احوال پاک کو ہی زنبیل حق کا نام دیا گیا ہے۔ میرا سلسلہ طریقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خواجہ حسن بصری رح اور حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رح سے سلسلہ وار ایک دوسرے سے ہوتا ہوا خواجہ سید محمود علی عرف قل ھو اللہ شاہ رح کو ملا۔ اور ان سے من فقیر سید محبوب علی شاہ کو تلقین ہوا۔ اب فقیر اپنے پسران نور چشمان سید محمد شاہ صائم، سید عابد علی شاہ موجد ریا، سید ابو صالح شاہ چمن اور سید ابو سعید شاہ گلشن کو تلقین کرتا ہے تاکہ صراط مستقیم اور راہ حق پر چل کر فلاح و کامرانی حاصل کریں اور فقیر بھی اپنا فرض ادا کر جائے۔

مؤلف

سید محبوب علی شاہ

قادری، چشتی، نقشبندی، بالوی

سندِ قبولِ بیعت

یا اللہ تو گواہ ہو کہ ــــــــــــــــــــــــــــ

ــــــــــــــــــ نے تیری طلب اور تیری اطاعت

اور اپنی نجات اور اپنی ترقی روحانی کے لیے تیرے ہاتھ پر بیعت کی۔
اور میں نے اس کو تیرے حکم اور تیرے مقبول بندوں کے دستور
کے موافق قبول کیا۔ تو ہی توفیق عطا کر کہ اس بیعت میں بیعتِ رضوان کی سی
برکت ہو۔ اور بیعت کرنے والا اس سند کی تمام تعلیم و تلقین پر
عمل کرے۔ آمین

یا اللہ تیرا بندہ

ــــــــــــــــــــــــــــ

ــــــــــــــــــــــــــــ

ــــــــــــــــــــــــــــ

تاریخ ــــــــــــــــ سنہ ۱۴ ھ ــــــــــــــــ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

سب تعریف وثنا اللہ جل شانہٗ کے لئے ہے اور صلوٰۃ وسلام اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے واسطے جو باعث مظہرِ عالم اور نائب خدا تعالیٰ ہیں - اُن پر اور اُن کی سب آل واصحاب پر جنہوں نے دریائے توحید میں غوطے لگائے اور گوہرِ نایاب بے تعداد بے حساب تہہ سے نکالے -

علم کی تعریف

ہر درویش کو جاننا چاہیے کہ اس عالم نے کس طرح ظہور پکڑا - کیونکہ اس کے جاننے اور سمجھنے کے واسطے کئی دفعہ تاکید آئی ہے اور نجات بھی اسی میں ہے -

حدیث: اُطْلُبُ الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ (ترجمہ) علم طلب کرو خواہ چین سے ہی ملے - اس بات کو تمام جہان جانتا ہے کہ بغیر علم کے خدا شناسی محال ہے - اور بغیر علم کے کوئی شخص کسی کام میں ترقی نہیں کر سکتا - علم کی بات ہی سب سے نرالی ہے دنیا میں کیا امیر اور کیا فقیر - کیا رعیت اور کیا بادشاہ - کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ - سب ہی علم کے محتاج ہیں - علم کا مرتبہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے - کیونکہ آفتاب تو رات کو آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے - مگر آفتابِ علم دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا ہے -

انسان کو چاہیے کہ جہاں تک انتہائے نظرِ انسانی کام کر سکے اور امکانِ بشری اُس کا ساتھ دے وہ نیک افعال ہی سر انجام دے - وید اور شاستر، حکمت اور فلسفہ کا یہی نچوڑ ہے - اور اسی ایک مطلب کو مختلف آیتوں اور حدیثوں میں طرح طرح سے واضح کیا گیا ہے -

جو لوگ اپنی عمر جہالت میں ضائع کرتے ہیں اور علمائے ظواہر یا جاہل فقیروں کے کہنے پر عمل کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ساربان اُونٹوں کی ناک میں نکیل ڈال کر نکیل کی رسّی کو اپنی گرفت میں لے کر اونٹوں کے آگے آگے چلتا ہے - اور اُونٹ اُس کے پیچھے پیچھے چلتے

ہیں۔ اور بوجھ کی مشقت و محنت اونٹ اٹھاتے ہیں اور نفع ساربان اٹھاتا ہے۔ اور غریب اونٹوں کی قسمت میں وہی کیکر کے کانٹے اور پیلو کے پات۔ یا یوں کہئے کہ ان کی مثال بعینہ بندروں جیسی ہے۔ جن کو قلندر چھڑی کے اشارے سے نچاتا ہے۔ اور وہ ناچتے ہیں۔ اسی طرح بعض مطلب پرست علما طبقہ جہلا کو اپنے اشاروں پر نچا نچا کر ان کی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کر دیتے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اور وہ بیچارے ہمیشہ درجا سے کبھی آزاد نہیں ہو پاتے۔ جو شخص مذکورہ بالا عبارت کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو علم سے محروم نہ رہنے دے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ علم مال و دولت پر کتنی طرح سے فضیلت رکھتا ہے۔ اولاً یہ کہ علم پیغمبروں کا ورثہ ہے اور مال و دولت کافروں کا۔ پیغمبروں کے پاس علم تھا اور فرعون، شداد اور نمرود وغیرہ کے پاس مال و دولت تھی۔ ثانیاً یہ کہ مال و دولت انسان کی نگہبانی کے طالب ہیں اور علم خود انسان کا نگہبان ہے۔ ثالثاً یہ کہ جب انسان مر جاتا ہے تو تمام مال و دولت یہیں چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن علم انسان کے ساتھ جاتا ہے۔ اور ہر منزل و مقام پر اسکی رہنمائی کرتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے خواہ اس کے حاصل کرنے میں کتنے ہی مصائب و آلام برداشت کرنے پڑیں کیونکہ علم آدمی کیلئے زمانہ کی مخالفت میں مددگار ہے۔ اور اسے زمانہ کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچاتا ہے۔ علم ایسا لباس ہے کہ جس کی بناوٹ سرداری اور بلندی سے ہے۔ اور ایسا زیور ہے کہ اللہ کی قسم اس کی قیمت ہی نہیں۔

علم کے ذریعے انسان کا دل بیوقوفی سے محفوظ رہتا ہے۔ جو لبا اوقات اسے موت اور کفن کی طرف لیجاتی ہے۔

علم کے ذریعے ہر انسان اپنے موافق لائق بات (سیدھا راستہ) حاصل کر سکتا ہے۔

علم ہی سے انسان دین اور شرع قدیم کی حقیقت اور فرض و سنت کے معنی پہچانتا ہے۔

علم کے طلب کرنے والے کا حق ہے کہ اس کے راستے میں نفیس چیزیں خرچ کرے اور

Marfat.com

لہو ولعب اور غفلت ترک کرے

اگر علم نہ ہوتا تو جسم کو بیماریوں سے صحت ہی نہ ہوتی اور نہ بدن سے بیماریاں زائل کرنے کا علاج دریافت ہو سکتا۔

علم کے بغیر انسان سمندروں پر، فضا و خلا میں کبھی نہ تیر سکتا۔

اگر علم نہ ہوتا تو انسان معرفت میں جنگل کے وحشی جانوروں سے بوجہ فصاحت گویائی فضیلت نہ رکھ سکتا۔

علم ہی نے انسان کو روشنی و معرفت عطا فرمائی۔ علم سے ہی انسان نے جدید ترین ریسرچ کر کے موجودہ ترقی حاصل کی ہے اور پتہ نہیں جانے کہاں تک انسان پہنچ جائے۔

دوستو! کس وقت کے انتظار میں ہو؟ علم حاصل کر کے عالم کیوں نہیں بن جاتے۔ کیا تمہیں اندھیرے سے نکل کر اجالے کی طرف آنا ناگوار معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کے کلام پاک کا ارشاد بھول گئے؟ اللہ کا فرمان ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ (پ ۲۴) رسول اکرم سردارِ دو عالم نورِ مجسم تاجدارِ عرب و عجم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں معراج کی رات دوزخ میں دیکھا تو اس میں زیادہ تر بے علم فقیر تھے۔ کیونکہ بے علم جیسی کہ عبادت چاہیئے ویسی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عبادت ایسی کرو کہ علم سے بے بہرہ نہ رہ جاؤ۔

سات پیغمبروں کو جیسا جیسا علم تھا ویسا ویسا ثمرہ دکھایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علمِ لغت یاد تھا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (پ۱ - ع۴) حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ اس علم کی بدولت حضرت آدمؑ خلیفہ خداوند بنائے گئے۔

آیت: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (پ۱/ع۴)

ترجمہ: تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے (آدمؑ کو) خلیفہ۔

فائدہ: حضرت آدمؑ میں جب روح داخل ہوئی۔ تو اٹھ کر فرشتوں سے تمام چیزوں کے نام پوچھنے شروع کر دیئے۔ جواب میں ملائکہ نے عرض کی۔ یہ ہم نہیں جانتے۔ ہم تو وہی

Marfat.com

جانتے ہیں جو ہمیں سکھلایا گیا ہے۔ جب حضرت آدمؑ نے صفِ ملائکہ کو حیران دیکھا تو فرمایا "یہ آسمان ہے اور یہ سورج، یہ چاند اور یہ ثوابت اور یہ سیّارے ہیں" پھر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنہ بتائے۔ اور اُنکی تاثیرات بیان کیں۔ یعنی مومن اللہ تعالیٰ کے اسم غفار و ہادی کا مظہر ہے اور کافر اللہ تعالیٰ کے اسم قہّار و مذلّ کا مظہر ہے۔ اور ہر اسم اپنے اپنے مظہر میں ظہور کر رہا ہے۔ کوئی غیر نہیں۔

حضرت خضر علیہ السّلام کو علم فراست یاد تھا۔ اس علم کی بدولت وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کے اُستاد اور ان سے افضل ٹھہرے۔ حضرت یوسفؑ کو علم تعبیر یاد تھا۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ (پ۱۳ س یوسفؑ) یعنی تجھے خوابوں کی تعبیر کرنی سکھائی۔ اسی علم کی برکت سے آپؑ نے عزت پائی۔ بھائیوں نے چاہِ تاریک میں گرا دیا تھا۔ غیروں نے نکال کر عزّت کی اور بالآخر آپ بادشاہِ مصر مقرّر کئے گئے۔ اسی علم کی بدولت آپؑ نے جیل خانہ سے رہائی پائی۔ اور تخت و تاج نصیب ہُوا۔ اُمت محمدیؐ کو علم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت عطا کیا گیا۔ جو اسے حاصل کریں گے ان کو جیل خانۂ دوزخ کا کیا خوف ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اِن کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے گا۔

حدیث: کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَضِیْلَتُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰکُمْ یعنی فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے۔ جیسے میری تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔ اہلِ تصوّف فرماتے ہیں کہ یہاں عالم علم معرفت مُراد ہے نہ محض عالم علم رسمی۔ پس ہر ایک علم کا عالم اس فضیلت کا دعویٰ دار ہے۔

لہٰذا اس بارے میں ہم کو کوئی ایسا معیار و میزان مقرر کرنا چاہیئے جس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اصل منشا معلوم ہو جائے کہ وہ کونسا علم اور عالم ہے جس کو ہر علم اور سب علماء پر فضیلت و بزرگی ہے۔ اور اسکو عقل سلیم بھی تسلیم کر لے۔ پس ہم اسی غرض کیلئے ایک میزان قائم کرتے ہیں جس سے منشائے رسُولِ خداؐ ظاہر ہو۔ وہ میزان یہ ہے کہ جمیع علوم میں جس علم کا عالم باقی علوم کی معلومات پر فضیلت رکھتا ہو۔ اُسی قدر وہ علم اور اس کا عالم باقی اور علوم اور ان کے عُلما پر افضل ہو گا۔ اِس معیار سے پُورا پُورا معلوم ہو جائے گا کہ رسُولِ صلعم

نے کس علم و عالم کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے افضل و برتر ذات باری تعالٰی عزاسمہٗ ہے۔ تو جس علم سے اس ذات کا عرفان ہو وہ علم اور اس کا عالم باقی تمام علوم و علمأ سے افضل ہو گا۔ اور وہ علم علم معرفت الٰہی ہے۔ جس کو تصوف و فقر کہتے ہیں اور اس کے عالم کو عارف و فقیر و صوفی کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے علم معرفت کی اور اس کے عالم یعنی عارف کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور دیگر سب علوم ظاہری ہیں جن میں علم دین بھی شامل ہے۔ اور صرف معرفت ہی علم باطن ہے۔ اور باطن کو ظاہر پر تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ ذات الٰہی البطون سے ظہور میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم معرفت فضیلت میں سب علوم سے اوّل درجہ پر ہے۔ اور علم دین یعنی شریعت دوم درجہ پر اور باقی دیگر علوم اور علما کی فضیلت اسی میزان کے ذریعے سے درجہ بدرجہ معلوم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمدؒ غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جمیع علوم معارف علم معرفت ذات الٰہی کے خادم ہیں اور علم معرفت ذات الٰہی سب سے افضل ہے۔

مالعبد۔ میرے بزرگو، عزیزو، دوستو ہمارے آج کے مادہ پرستی کے دور نے اکثر لوگوں کے دلوں پر کئی قسم کی تاریکی کے پردے ڈال رکھے ہیں۔ اور وہ ایمان کا دعوٰی رکھتے ہوئے بھی سچی ایمانی کیفیت سے محروم اور توحید و رسالت کے حقیقی تصور سے ناآشنا ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے جو سچائی کے طالب ہیں۔ مقدس بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وہ تعلیم جو آپؐ نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے ذریعے فرمائی جس کا خلاصہ شمع ہدایت "تصوف" ہے۔ جس سے ہر مسلمان بلکہ ہر انسان جو سچائی اور روحانیت کی تڑپ رکھتا ہے۔ اپنے دل کا بجھا ہوا چراغ روشن کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے علم شریعت و طریقت و اصلاح باطن باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پورا پورا ودیعت فرما دیا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ وار اصلاح باطن کا علم بزرگان سلف پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ و بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور دیگر بزرگوں سے ہوتا ہوا آج بھی تشنہ روحوں کیلئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ تصوف کے ذریعے ہی سچا طالب حق اللہ تعالٰی اور اس کی کائنات

Marfat.com

کے رموز و اسرار سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

تصوف اس علم کا نام ہے جو اتباع شریعت کے ساتھ ساتھ شیخ کامل کی بیعت کر کے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے دل کو دنیا و مافیہا کی محبت سے خالی کیا جائے۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو کر قلب میں کسی غیرِ حق کی کوئی گنجائش باقی نہ رکھی جائے اور کسی وقت بھی خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہا جائے۔

جس کے دل میں غیر کا کچھ ربط ہے
بندگی سب ضبط اس کو خبط ہے

اس سے سالک صفاتِ حمیدہ اور تزکیہ نفس و تزکیہ باطن کے علاوہ ذکر، فکر، شغل، مراقبہ، معائنہ، مشاہدہ وغیرہ جملہ مراحل سے گزر کر مقبولِ بارگاہ ایزدی ہو کر صاحب مدارج ہو۔ اور اس کا حصول سوائے احکامِ شرعی کی پابندی اور صحبتِ مرشدانِ کامل اور مشائخ کرام کے نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

عربی کا مقولہ ہے: لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ یعنی ہر کام کے لئے اُستاد اور رہبر کی ضرورت ہے۔ یہی سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔ کیونکہ جب تک رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی نہ کرے گا۔ رضائے مولیٰ جو اصل مقصود ہے۔ ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ تمام خلاصہ تمام برکات و فیوض سے معمور ہے۔ جو ایک پاک اور خدا رسیدہ انسان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ جب تک کہ خلوصِ نیت و محبتِ قلبی سے تصوف کے اعمال پر پورا پورا عمل نہ کیا جائے۔ کیونکہ نوعِ انسانی کے لئے تمام روئے زمین پر قرآنِ پاک جیسی کوئی اور کتاب نہیں ہے۔ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ توبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ سچے دل سے توبۃ النصوح کرو۔ اضطراب دکھاؤ۔ تسلی پاؤ۔ بار بار آہ و زاری کرو۔ بارگاہِ الٰہی میں بچے کی طرح بلک بلک کر رونا اور گڑگڑانا شروع کرو۔ رحم کے لائق بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

Marfat.com

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ایک عارف فرماتے ہیں:

آنچہ میشود از پرتو آں قلب سیاہ ! کیمیا الیست کہ در صحبت درویشاں است

یعنی وہ چیز جس کے بر عکس سیاہ دل بھی منور ہو جاتا ہے۔ وہ ایک اکسیر ہے۔ جو درویشوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر تجھ میں حوصلہ ہے تو اپنا سر درویشوں کے قدموں میں رکھ دے۔ وہ اولیا اللہ جنہوں نے اللہ کی خاطر دنیا و مافیہا سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور جن کی حرکت اور ہر سکون اللہ تعالیٰ کی رضا کا پابند ہے۔ اور اپنی زندگی اللہ کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتے۔ یہ لوگ اُن صلحا میں سے ہوتے ہیں جن کے نقش قدم چلنے کی ہم روزانہ ہر نماز میں اور ہر رکعت میں دعا مانگتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ پھر قرآن مجید میں آتا ہے۔ اَلنَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۔ ایسے لوگوں کا وجود جو اکسیر اعظم ہیں۔ ان کی صحبت مس خام کو کندن بنا دیتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو ان سے کامل وابستہ کر لیں۔ یہی سعادت کے اصول کا ذریعہ ہے۔

فرمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الْقَضَآءُ اِلَّا بِدُعَآءِ الْفُقَرَآءِ ۔ فرمایا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ نہیں رد ہوتی قضا مگر فقیروں کی دعا سے رد ہو جاتی ہے۔

اولیا راہست قدرت از الہ ___ تیر جستہ باز گرداند ز راہ !

تمنا درد دل ہو تو خدمت کر فقیروں کی !
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

Marfat.com

طریقہ اورادِ خوانی اور اصلاحِ باطن

اوراد اور وظائف کے متعلق خورد و کلاں بہت سی دعائیں ہر ایک سلسلہ کے معمولات میں جداگانہ ہیں۔ ان سب کا انضباط تو اس جگہ طوالت رکھتا ہے۔ اور اکثر مشہور دعائیں علیحدہ علیحدہ چھپی ہوئی ملتی ہیں۔ اپنے اپنے خانوادوں کے اوراد اور معمولات کے مطابق ورد کیا کریں۔ تاکہ طالب راہِ سلوک و معرفت طے کر سکے۔

اوّل ہر نماز کے بعد آیت الکرسی و تسبیح و تہلیل و اورادِ متعلقہ اپنے سلسلے کے ورد میں رکھیں۔ صبح کو اورادِ فتحیہ، دعائے رقاب، سورۃ یٰسین، درودِ تاج یا درودِ اکبر، دعائے حزب البحر، دعا مغنی، دعا سیفی وغیرہ۔ یا جو ان کے سلسلے میں ہو ایک ایک بار ہمیشہ پڑھتے رہیں۔ ظہر کو سورۃ مزمل و دلائل الخیرات جو اس روز سے تعلق رکھتی ہو، پڑھیں۔ عصر کو سورۃ عم یتساءلون اور مغرب کو سورۃ واقعہ اور عشا کے بعد سورۃ سجدہ پڑھیں۔ اگر تہجد پڑھتے ہوں یا جب اوراد خوانی و مجاہدہ ظاہری، نماز، روزہ میں پختہ ہو جائیں تو پھر اصلاحِ باطن کی طرف رجوع ہوں۔ یعنی تہجد کے بعد ذکر و شغل میں مصروف رہیں۔ اور صبح ہونے سے تھوڑی دیر قبل قیلولہ کر کے تجدیدِ وضو کریں۔ اور بعد از نماز وہی طریقہ اختیار کریں۔ جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ لیکن یہ بات معلوم رہے کہ دعوت اور اوراد خوانی یہ تمام طریقے مقام مقتدی لوگوں کے ہیں کہ معرفتِ عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے آگے بڑھیں اور معرفتِ عالم جبروت و مقامِ حقیقت کو پہنچیں جیسا کہ اکابرین اولیا فرما چکے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی رح اور شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرماتے ہیں:

نظم

تو علمِ ظاہری خواندی بہ بندِ عشق در ماندی
نخواہی تا شوی رندی بروِ اصلاحِ باطن کن

تو علم از کتب خوانی کہ با اوج لبستانی
چرا دائم پریشانی بروِ اصلاحِ باطن کن

میانِ خلق مشہوری ولے از راہِ حق دوری
اگر از علم مغروری بروِ اصلاحِ باطن کن

Marfat.com

پس اصلاح باطن کیلئے تنہائی ڈھونڈے۔ اور جب طالب حق علم ظاہر و دعوت مجاہدات سے فارغ ہو تو لازم ہے کہ طریقہ معرفت الٰہی و علم باطن حاصل کرے تاکہ نتیجہ "تخلقوا باخلاق اللہ" ظاہر ہو۔ اور کیفیت باطن سے ماہر ہو۔ لیکن اس کام میں صفائی باطن مقدم ہے۔ اور واسطے صفائی باطن کے ذکر الٰہی لازم ہے۔

جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یعنی واسطے ہر چیز کے صیقل ہے۔ اور صیقل قلب کی ذکر اللہ تعالیٰ ہے۔ پس جس طرح ممکن ہو خواہ بالجہر خواہ بالخفی ظاہر یا پوشیدہ۔ بہرحال حق تعالیٰ کو اس کے نام و صفت سے پکارنا اور یاد کرنا موجب کشود باطن و باعث قرب الٰہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ یعنی یاد کرو تم مجھ کو پس یاد کروں میں تم کو۔ کوئی دم ذکر اللہ سے غفلت و خاموشی اختیار نہ کرے بلکہ یہانتک خدا خدا کرے کہ سوائے اللہ سے فراموشی میسر آوے۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ حَتّٰی نَسِیْتَ نَفْسَکَ کی مثال بے خود ہو جاتے۔

پس جان لے۔ اے طالب کہ ذکر الٰہی کئی طرح پر ہے۔ لیکن جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زبان وحی ترجمان سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تعلیم و تلقین فرمایا۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ افضل الاذکار ہے۔ چنانچہ

نقل ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے غلبہ عشق الٰہی میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھ کو راہ قرب الٰہی میں ہدایت کیجئے تاکہ سیر الی اللہ سہل ہو جائے اور وہ طریقہ عند اللہ افضل ہو۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؓ! خلوت میں ذکر اللہ کیا کرو۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ طریق ذکر اللہ کیونکر ہے۔ فرمایا کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پس سنا حضرت علیؓ نے اور تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا۔ اور سنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور تعلیم فرمایا طریق ذکر کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو۔ اور حضرت علیؓ نے حضرت امام حسینؓ کو۔ انہوں نے حضرت امام زین العابدینؒ کو تلقین فرمایا۔ پھر وہاں سے درجہ بدرجہ تلقین ہوتا ہوا جملہ مقتدایان سلسلہ و حضرات صوفیہ کو اپنے اپنے پیران طریقت و مرشدان حقیقت سے سینہ بسینہ حاصل ہوا۔ یہانتک کہ سید محبوب علی شاہ بخاریؒ نے بھی

اپنے مرشد سید قل ھو اللہ شاہؒ سے تلقین پائی۔ اور واسطے فائدہ عام مومنین امتِ نبی صلعم کے سینہ بے حجاب سے سفینہ کتاب میں درج کر دی ہے۔ تاکہ کوئی مسلمان اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ رہے۔

یاد رہے کہ اہلِ فقر کے جتنے بھی سلسلے دنیا میں موجود ہیں۔ اُن تمام سلسلوں میں اکثر و بیشتر بہت طوالت اور محنت اور مجاہدہ کرنے کے بعد اگر قسمت یاور ہوتی تو کچھ حصہ ولایت کا مل جاتا ہے۔ لیکن اِن تمام سلسلوں کے علاوہ خاندانِ پیرانِ پیر دستگیر کے سلسلہ قادریہ غوثیہ میں نہ بہت زیادہ مجاہدات ہیں اور نہ کسی قسم کی زیادہ محنت ہے۔ تمام سلسلوں کی جہاں پر انتہا ہوتی ہے۔ وہاں سے سلسلہ قادریہ غوثیہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ قادریہ غوثیہ کے فقیر جلدی اپنی منازل طے کر کے مقصد کی گیند حاصل کر لیتے ہیں۔

اسی لئے اس سلسلہ قادریہ غوثیہ میں جو بھی داخل ہوا کبھی نا اُمید نہیں رہا۔ جو داخل ہوا وہ ہمیشہ کیلئے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور اپنی قابلیت کے مطابق درجاتِ ولایت پر فائز ہوا۔

طالب کو چاہئیے کہ ذکرِ لسانی سے گزر کر ذکرِ قلبی میں قدم مارے۔ اِس کا طریق حسبِ فرمودہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر اسطرح ہے کہ پہلے حرص و حسد، غرور و بخل و ریا سے پرہیز کرے۔ کھانا و بولنا و سونا کم کرے۔ جھوٹ، غصہ، غیبت و وسوساتِ شیطانی کو دل سے نکالے خلوت میں بیٹھے۔ حواس کو معطل کرے۔ آنکھ و دل کو مقابل رکھے۔ زبان کو کلمہ کلام سے روکے۔

اوّل تین بار کلمہ تمجید و کلمہ شہادت دل میں پڑھے۔ پھر دفع تفرقہ و خطراتِ نفسانی و شرکِ نفسانی کیلئے یہ دُعائیں یکے بعد دیگرے دل ہی دل میں پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ خَطَرَاتِ الْاَنْفَاسِ وَالْوَسْوَاسِ وَ النِّسْيَانِ مِنْ تَفَرُّقَةِ الْقَلْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَوَا جِسِهٖ النُّفُوْسِ وَالشَّيْطٰنِ وَالْخَطَرَاتِ وَالنِّسْيَانِ مِنْ تَفَرُّقَةِ الْبَاطِنِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ فِیْ قَلْبِیْ وَعَلٰی لِسَانِیْ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعُجُبِ وَالْکِذْبِ وَالْغَضَبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْغَفْلَتِ وَالْحِرْصِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْاَمَلِ وَالْبُخْلِ وَالْکِبْرِ وَالرِّیَآءِ وَالنِّفَاقِ فِیْ قَلْبِیْ وَعَلٰی لِسَانِیْ مِنْ ذُنُوْبِ الْکِبَارِ وَالصِّغَارِ کُلِّھَا۔

اس کے بعد درازیٔ عمر کیلئے یہ دُعا دل ہی دل میں پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ اللّٰہُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّحَاضِرًا وَّنَاظِرًا مِنْ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَحْبُوْبًا بِحَیَاتِ الْمُحِبِّیْنَ وَبَلِّغْنِیْ وَلْیَشْتِیْ لِیْ عُمْرِیْ بِکَرَمِکَ عُمْرًا طَوِیْلًا اِلٰی مِائَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً بِفَضْلِکَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحْمٰنُ یَا مُجِیْبُ یَا مُجِیْبُ یَا مُجِیْبُ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ بِحَیَاتِ الصُّلَحَاءِ وَاَمِتْنِیْ بِمَوْتِ الشُّھَدَاءِ وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْاَوْلِیَاءِ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مُحِبًّا لَّکَ وَاَمِتْنِیْ مُحِبًّا لَّکَ وَاحْشُرْنِیْ تَحْتَ اَقْدَامِ الصُّلَحَاءِ وَاَحْبَابِکَ۔

واضح ہو کہ ترتیب رابطہ کی مشائخانِ کبار سے چلی آتی ہے۔ اسی طرح کرے۔ بعدہٗ دل کو عالم جبروت کے ساتھ مناسبت دے۔ اوّل پیر و مرشد کو دس بار دل میں یاد کرے۔ پھر اولیائے صاحب ولایت پیران شجرہ کو یاد کرے۔ پھر انبیائے مرسل کو۔ پھر امیر المومنین اسد اللہ الغالب کو دل ہی دل میں یاد کرے اور دس بار حاضر لائے۔ بعدہٗ ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و اسم ذات اللّٰہ اور اسم ھُوَ کا دل میں کرے۔ اور یہ ترتیب پیران کامل سے حاصل ہوتی ہے لکھنے میں درست نہیں آتی۔ غرض کہ اس طرح متابعت و رابطہ پیر کامل سے سالک کو استغراق و مقام شکر حاصل ہو۔ کہ خودی گم کرے اور آوازِ رحمانی ظاہر ہو اور اپنی طرف کھینچے۔ اور پیر و مرشد خواب میں بشارت دے اور نوازشِ ربانی معلوم ہو۔ اور ارواح انبیاء و ملائکہ نظر آویں اور مرتبہ کمالیت کو پہنچے۔

Marfat.com

فصل اوّل در افکار

طالبِ حق کو چاہیئے کہ قبل از صبح یا بین العشائین گوشہ خلوت میں چار زانو بیٹھ کر رگ کیماش پائے چپ کو انگشت پائے راست سے محکم دباتے۔ اور دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر رکھ کر انگلیاں کھول دے۔ اور لَا اِلٰہَ پہلوئے چپ مقامِ دل سے شروع کرے۔ یعنی خم ہو کر سر کو بجانب چپ زانوئے راست سے گزار کر کتف راست پر پہنچاتے۔ اور وہاں سے بجانب پشت قدرے خم دے کر مقامِ دل پر چشم پوشیدہ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگاوے اور وقتِ نفی کے چشم کشادہ رکھے اور ما سوائے اللہ کو نفی کرے۔ اور وقتِ اثبات کے آنکھیں بند کرے۔ اور وجودِ حقیقی کو جانے کہ نہیں موجود مگر واجب الوجود۔ پس اسی طرح ذکر جہر جس قدر ہو سکے کرے۔ اور بعد دس مرتبہ ضرب کے ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔

طریق ذکر اسم ذات

واضح ہو کہ ذکر اللہ، اسم ذات کے تین طریق ہیں:

طریق اوّل بحبس دم بکشادگی چشم اس قدر اللہ اللہ کرے کہ زبان خیرہ چشم تیرہ ہو جائے فائدہ اس کا یہ ہے اوّل یہ کہ بے اختیار دل ذاکر ہو جاتے۔ اس کے بعد تمام اعضائے جسمی اور پھر جمیع اشیائے ممکنات کو ذاکر دیکھے۔ اور کانوں سے سُنے۔ اور تھوڑی مدت میں مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا حاصل ہو۔

طریق دوم پاس انفاس طریق پاس انفاس کا یہ ہے کہ بوقت برآمد نفس کے لَا اِلٰہَ اور وقت درآمد نفس کے اِلَّا اللّٰہُ کہے یا بخلاف اس کے اَللّٰہ اَللّٰہ یا ھُو ھُو کہے۔ کسی حال میں خاموش نہ رہے۔

درره او میتراش و میخراش ۔۔۔ تا دم آخر دمے فارغ مباش

طریق سوم | ذکرِ ہا' ہو وہی کا معمول حضرت غوث الاعظمؒ کا کہ جس کو ذکر آور دبرد کہتے ہیں۔ اور تینوں میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اختصار ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر گردن کو تا شکم خم کرے۔ اور بجانب کتف راست سُنہ لے جا کر 'ہا' کہے۔ اور کتف چپ پر 'ہو' اور سر تحول کر کے بجوف 'ہی' کی ضرب دے۔ اور بجائے 'ہی' کے بعض نے 'حی' بھی لکھا ہے۔ پس اسی طرح جب تک قوت یاری دے مشغول رہے۔ حتیٰ کہ صاحب کشف ہو جائے۔

دیگر طریق پاس انفاس | کہ جب دم باہر آوے۔ تصور لا الٰہ کا کرے اور جب اندر جاوے تو تصور الا اللہ کا رکھے۔ اور بروقت کشید و فرو گذاشت دم کے ناف پر نگاہ رکھے۔ اور یہاں تک ذکر کرے کہ دم ذاکر ہو جائے۔

اسمِ ذات کا پاس انفاس

اسم ذات کا پاس انفاس یہ ہے کہ لفظ اللہ کو باہر کے سانس میں لائے اور ھو کو اندر لے جائے۔ اور ملاحظہ کرے کہ اندر باہر وہی ہے۔ یعنی ھو الظاہر و الباطن کا خیال رکھے اور اس ذکر کی اتنی کثرت کرے کہ سانس ذاکر ہو جائے اور ذکر میں مستغرق ہو۔ اور ذکرِ حیات حاصل ہو۔ سوتے جاگتے ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے دل پاک و صاف ہو جائے۔ اور چونکہ یہ دل کو تمام کدورتوں سے پاک و صاف کرتا ہے اور تجلیات الٰہی کا مورث بناتا ہے۔ اس لیے اس کو پاس انفاس یا صلوٰۃ دائمی کہتے ہیں۔ یہ وہ ذکر ہے کہ جس کی برکت سے ذاکر کو درجۂ عرفان کا حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا ہے:

انفاس پاس دار اگر مرد عارفے ۔۔۔ ملکِ دو کون ملک تو گردد بیک نفس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم" یعنی اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش اور مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے راستے بتلاتے ہیں۔ لہٰذا ہر شخص چلتے پھرتے ہر جگہ اپنا سانس باہر آتے اور اندر جاتے اللہ کا نام اسی طرح لیا کرے کہ جب

سانس اندر سے باہر آتے تو زبان مسوڑھے کے اوپر لگا کر کہے ۔ اَللّٰہ اور جب سانس باہر سے اندر کو جاتے تو کہے ھُو ۔ اسی طرح ہر وقت ہر حالت میں ہر جگہ ذکر کرتا رہے ۔ اور خیال کرے کہ کوئی سانس میرا اندر اور باہر بغیر اَللّٰہ ھُو کے نہ آتے اور نہ جاتے ۔ ہر وقت اپنے سانس کی نگہبانی کرے کیونکہ بزرگانِ دین کا قول ہے کہ ہوش بر دم نظر بر قدم سفر در وطن ہر حال میں اپنے سانس کی نگہبانی ایسے کرے کہ بغیر اسمِ ذات کے سانس اندر باہر نہ آتے جاتے ساس کو "پاسِ انفاس" اور صلوٰۃِ دائمی کہتے ہیں

انسان چوبیس ۲۴ گھنٹے میں چھتیس ۳۶ ہزار سانس لیتا ہے ۔ جب پوری مشق ایسے ہو جاتے کہ کوئی سانس بغیر اسمِ ذات کے خالی نہ جاتے ۔ تو اس وقت پڑھنے والے کی روحانی طاقت اس قدر ہو جاتی ہے کہ وہ خداوندِ عالم کی حضوری میں حاضر ہونے لگتا ہے اور قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے یعنی اللہ اللہ کرنے سے خدا سے نزدیکی ہو جاتی ہے اور وصال کے پیالے سامنے آتے ہیں ۔ اور اسرار کے پردے اُٹھ جاتے ہیں ۔ اور کرامات کی نہریں جاری ہونے لگتی ہیں ۔ اور عقلِ انسانی آسمانِ معرفت پر اڑنے لگتی ہے ۔ کشف اور بھید ربوبیت کی نظر میں گزرتے رہتے ہیں ۔ صورتِ مثالی مراقبہ کرنے میں عرش و کرسی پر جلوہ گر ہونے لگتی ہے ۔ توحیدی قلم لوحِ مجید پر جاری ہونے والی نظر آتی ہے ۔

کر پاسِ انفاس دا ذکر میاں تیرا ضائع دم نہ ہو جاتے
تیری عین نماز ہے دائمی ساہاں دی کیتے یار ختم نہ ہو جاتے
توں بیٹھا ہویا وی پڑھدا رہو توں ستا ہویا وی پڑھدا رہو
توں ہر ویلے پڑھدا رہو ۔ ناراض خصم نہ ہو جاتے
نہ کوئی قید تے نہ کوئی وقت میاں ، نہ کوئی ایڈا ایہنداوخت میاں
بھلے بھاگ ہون جے بخت میاں ویران جنم نہ ہو جاتے
جیہڑا سبق عشق دا لیندا اے اوہ حق حق بہہ کے کہندا اے
سدا غافل نہیں اوہ رہندا اے دردِ عشق دا کم نہ ہو جاتے
کوئی ایتھے ہیرا پھیری ہے گل سدھی سادھی میری ہے ایہہ دل دوہ عبادت کیہڑی ہے محبوب بھرم نہ ہو جاتے

دیگر طریقہ اسمِ ذات

دیگر طریقہ اسمِ ذات یہ ہے کہ دوزانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اپنے شیخ کا تصوّر ایسا کرے کہ میں نہیں ہُوں ظاہر باطن پر میرا شیخ خود ہے اور اپنے آپ کو بھُول جائے۔ اس طریقے سے کامل تصوّر کے ساتھ لفظ اللّٰہ قلب سے اُٹھا کر مقام سِر سِرّی تک لے جاکر ھُو کی ضرب قلب پر مارے۔ اسی طرح پے در پے ضرب لگاتے۔ آنکھیں بند رکھے۔ یہاں تک کہ بے خود ہو جائے اور قلب جاری ہو جائے اور تجھے اپنے آپ کی خبر نہ رہے۔

تُو ہر گز نہ باقی رہے کمال بس یہی ہے
جا اس میں گم ہو جا وصال بس یہی ہے

اور تصوّر صورتاً و معناً انسانِ کامل یعنی مرشد کا تصوّر کرے۔ "اِنَّ اَسرارَ الٰھیّت مُقیدۃٌ بنقشِ المرُشدا"

پس چاہیے کہ ہر وقت اور ہر حال میں نقشِ مرشد یعنی صورت کو برائے العین مشاہدہ کرے۔ جیسا کہ فرمایا نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے "خلق ادمَ علٰی صُورۃِ الانسان بُنیان الربّ والانسان سِرّی وَصِفتی" پس تصوّر مرشد کا فنا فی الشیخ کے مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے۔

صورتِ مرشد بہ سکاہی بہ ببین ـــــ آئینہ حُسنِ الٰہی ببین!

پس جب اس برزخِ کبریٰ و صغریٰ سے گزر جائے تو کبھی کبھی اسمِ ذات کا تصوّر قلمِ فکر سے لوحِ دل پر متصوّر کرے۔ اس تصوّر کو اتنا بڑھائے کہ وجود صاحبِ فکر کا نہ رہے۔ کبھی اس قدر تصوّر کرے کہ اسم با مُسمّٰی معائنہ ہو اور کبھی ایسا مستغرق ہو جائے کہ مسمّٰی اسم حاصل ہو۔ اور استیلائے مسمّٰی اس قدر غالب ہو کہ طالب کا وجود نہ رہے اور شان ھُوَالاوّل ھُوَالآخر ھُوَالظاھر ھُوَالباطن کی ہویدا ہو جائے۔ پس جب طالب راہِ خدا بتصوّر نقشِ اسمِ ذات یعنی اللّٰہ کو حاصل کر لے پھر قدم اس سے آگے بڑھائے تاکہ ذائقہ جامِ فنا الفنا کا چکھے۔ اور تصوّرات سے گزر کر ساتھ شغلِ اسمائے ازلی و ابدی کے مشغول ہو۔

Marfat.com

ذکرِ قلندریہ

ذکرِ قلندریہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو بیٹھ کر دونوں زانوؤں کے درمیان یا حسنؓ ناف پر یا حسینؓ، دائیں شانے پر یا فاطمہؓ، بائیں شانے پر یا علیؓ کی ضرب لگاتے۔ اور یا محمدؐ کی ضرب اپنے وجود میں لگائے۔ پھر از سرِ نو شروع کرے۔ اس ذکر کی مواظبت سے ان حضرات کرام کی ارواح مقدسہ تشریف لاتی ہیں اور امداد فرماتی ہیں۔ اور امداد فرما کر طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس ذکر سے طالب جلدی منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔

طریقہ شُغل سُلطان نصیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے منقول ہے کہ اس کے ثمر سے بہت ہیں خصوصاً خطرہ بندی میں عجیب و عزیب ہے۔ طریق کار اس کا یہ ہے کہ صبح یا شام کے وقت رو بقبلہ دوزانو بیٹھے اور پورے طور سے خاطر جمع کر کے دونوں آنکھوں کی نظر یا ایک آنکھ کی نظر بند کر کے دوسری آنکھ کی نظر ناک کے نتھنے پر ڈالے۔ اور بغیر پلک جھپکاتے چراغ کے نور یا ستارہ کے نور کی طرح غیر معین نور کا ملاحظہ کرے۔ اور ایسا مستغرق ہووے کہ محو ہو جاتے۔ ابتدائی دنوں میں درد ہوگا اور پانی بہے گا۔ چند روز کے عرصہ میں جب مزاولت بڑھ جاتے گی۔ درد جاتا رہے گا۔ اور نظر ٹھہر جاتے گی۔ اور شاغل کو تمام چہرہ اپنا سامنے نظر آئے گا جیسا کہ آئینہ میں نظر آتا ہے۔ اور نور سے منور رہو گا۔ اور نور بے کیف ولطیف ظاہر ہو گا۔ اور مذاق اور کیفیت اس کی استعداد کے موافق حاصل ہوگی۔

طریقہ شُغل سُلطان محمود

جاننا چاہیئے کہ جیسے سلطان نصیر کے شغل میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھتے ہیں۔ ایسے ہی اس میں دونوں بھوؤں کے درمیان میں نظر رکھتے ہیں۔ اس شغل میں شاغل کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے۔ جب سر نظر آتا ہے تو عالمِ بالا کی کیفیت سے مطلع ہوتا ہے۔

شغلِ مُرشد

آنکھیں بند کر کے اِس درجہ تک مُرشد کا تصوّر کرے کہ میں نہیں ہُوں - یہ خود مُرشد بیٹھا ہے - اور عینِ صُورت مُرشد ہو جاتے - اور جو قول و فعل اپنے سے سرزد ہوں - وہ بجانب مُرشد تصوّر کرے - کہ یہ تمام حرکات و سکنات سب مُرشد ہی کر رہا ہے - میں کچھ نہیں ہُوں - اور اپنے شعُور کی یہاں تک علیحدگی اختیار کرے کہ فقط وہی شعُور یعنی مُرشد باقی رہ جاتے -

شغلِ آئینہ

آئینہ رُوبرُو رکھ کر تصوّر کرے کہ یہ شکلِ مُرشد میں خُدا موجود ہے - یعنی جیسا کہ حرکت سکُون عکس کا ہے - بحکم "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ" حرکت و سکون رَبّ وحی جو عکس رَبُّ الاَرباب ہے - بحکم "لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ" اس کے عکس میں موجود ہے - اِس کا تصوّر کرے - اَلْعَاقِلُ تَکْفِیَۃُ الْاِشَارَۃُ -

شغلِ آسمان

اس کی ترکیب یہ ہے کہ ہر روز صُبح کو طلُوعِ آفتاب کے وقت یا بعد از عصر بجانب آفتاب پُشت کر کے جنگل یا تنہا کُشادہ مکان میں کھڑا ہو جاتے - اور ہاتھ بُلند کر کے انگلیاں کھول دے اور نگاہ بغیر پلک جھپکاتے سائے کے سینے پر جماتے رکھے اور پورے جسم کا خیال کرے حتیٰ کہ سایہ طویل ہو اور اُفق کے آسمان پر پہنچے - جب اپنا سایہ نظر میں پختہ معلُوم ہونے لگے - آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھے - وُہی سایہ اُوپر آسمان پر معلُوم ہو گا - پہلے اس کی رنگت سیاہ دھُندلی ہو گی پھر رفتہ رفتہ جس قدر مشق بڑھتی جائیگی - نورانی ہو کر آسمان کو شق کر کے دُوسرے آسمان پر پہنچے گا - اور وہاں سے تیسرے اور چوتھے آسمان کو طے کرتا ہُوا العالمُ المعانی پر پہنچے گا - اور "اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ" یعنی نہ دیکھا تو نے اپنے پروردگار کی طرف کہ کیونکر دراز کیا ہے سایہ - پس اُس وقت انسان گم گشتہ بحقیقتِ انسانی پیوستہ ہو

Marfat.com

جائیگا۔ اور بالیقین معلوم کرلے گا کہ متصرف بعالم وہی حقیقت ہے۔ اور عالم جو نشو ونما ہوتا ہے اسی سے ہے۔ بلکہ تمام ظہور کائنات اُس کا ہی ہے۔ اور انسان کامل مثل شجر ہے۔ پس جو سالک کہ اس اشتغال کے ساتھ اس شغل کو کرے گا۔ اس کو ثمرہ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" حاصل ہو جائیگا

اور اگرچہ جب سایہ آسمان پر بخوبی نظر آنے لگے اور رنگت سیاہ دھندلی سے مثل نورانی ہو جاتے۔ اُسوقت یہ خیال کریں کہ میرے سامنے آکر بات کرے گا۔ تو یہ سایہ نیچے اتر کر مجسم ہو کر سامنے گفتگو کرے گا۔ اور جو بات دور یا نزدیک کی یا دیگر کوئی راز دریافت اس سے کروگے صحیح بیان کرے گا۔ لیکن سالک کو چاہیئے کہ روزانہ گھنٹہ دو گھنٹے مشق ضرور کر لیا کرے۔ یہ شغل اکثر بزرگان سلف سے چلا آتا ہے۔ اور اکثر بزرگان اس شغل کو کرتے آئے ہیں۔ اس شغل کے کرنے والے تمام کائنات کی سیر اور پہلے آسمان سے لے کر عرش کرسی تک بخوبی حوش وحواس کے ساتھ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

شغل سرمدی

اس شغل کو طریقہ صوفیا میں شغل لسالمہ اور اہل ہنود دسواں دوار، دل دور مدور اور سلطان الاذکار، اور شغل انہد بھی کہتے ہیں۔ یہ شغل سلوک معرفت کا انتہی ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ جیسے دونوں ہاتھوں کو ہاتھ پر مارنے سے آواز نکلتی ہے۔ اسی طرح بغیر حرکت جسم کثیف و بالا ترکیب عنصر آتش و باد کی آواز ظاہر ہو۔ اس کو آواز لسبیطہ و لطیف کہتے ہیں۔ یہ آواز بلا واسطہ ایکطرح پر ہمیشہ ظاہر ہو۔ اس کو تغیر و تبدل نہ ہو۔ اگرچہ تمام عالم آواز ہو حق الذکر سے معمور ہے۔ مگر سوائے ابدال کے کوئی اس آواز سے مطلع نہیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از بعثت اور بعد از بعثت ساتھ اس شغل کے مشغول رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی سے مروی ہے کہ رسول اکرم قبل از بعثت قدرے طعام اپنے ہمراہ لے کر غار حرا میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اور یہی شغل کیا کرتے تھے۔ جس کی برکت سے صورت جبرائیل کی آنحضرت پر ظاہر ہوتی۔ اور وحی نازل ہونے لگی۔ جناب سرور دو عالم سے نزول وحی کی بابت کسی نے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کبھی ایک آواز مثل آواز جوش دیگ اور کبھی

Marfat.com

آواز مانند زنبور عسل کے۔ اور کبھی فرشتہ بشکلِ انسان متمثل ہو کر مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور احیاناً میں ایک آواز مثلِ جرس کے سنتا ہوں۔ جیسا کہ حافظ شیرازیؒ نے اشارہ کیا ہے:

کس ندانست کہ منزل گہِ معشوق کجا است — ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے مے آید!

اور کبھی آنحضرتؐ اونٹنی پر سوار ہوتے اور وحی نازل ہو جاتی۔ تو اس قدر زور ہوتا کہ ناقہ بھی خم کھا کر زمین پر بیٹھ جاتی۔

حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ چھ سال تک غارِ حرا میں بشغل سلطان الاذکار مشغول رہے۔ اور میں اسی غار میں بارہ سال تک یہ شغل کرتا رہا۔ جو کچھ فوائد و کشائشِ ظاہری و باطنی اس شغل سے حاصل ہوتے۔ بیان سے باہر ہیں۔

نوٹ اصل طریقہ اس شغل کا یہ ہے۔ کہ جنگل یا کسی مکان تنہا میں جہاں کسی کا گزر نہ ہو اور نہ کسی کی آواز آتے۔ رات کو یا دن کو بطور سہ پایہ بیٹھ کر دونوں انامل سبابتین سے دونوں کان بند کریں۔ اور خیال کرے کہ کانوں میں سے ایک آواز مثلِ ریزشِ چادر یا آب کے معلوم ہوگی۔ اور اکثر درویش فلفل سیاہ کو روئی میں لپیٹ کر کان کے سوراخ میں رکھتے ہیں۔ تاکہ حرارتِ فلفل سے وہ آواز قوت پکڑے۔ اور بعض فقرا مزید حرارت کیلئے فلفل سیاہ کو پارچہ حریرِ سرخ میں لپیٹ کر کان میں رکھتے ہیں۔

پس طالب کو چاہیئے کہ ایک لحظہ بھی اس آواز سے غافل نہ ہو۔ اسی طرف متوجہ رہے تاکہ وہ آواز رفتہ رفتہ ایسی غالب ہو جاتی ہے کہ ذاکر کو جمیع جہات سے گھیرے۔ اور کسی جگہ اور کسی وقت اس آواز سے علیحدہ نہ ہو۔ بلکہ جس قدر حجرہ یا جنگل میں وہ آواز سنائی دیتی تھی۔ اسی قدر بغیر وضع سبابتین بازار و مجمع خلائق میں سنائی دے۔ اور بوقتِ غلبہ اس شغل کے اس کی آواز دہل اور نقارہ پر بھی غالب ہو جاتی ہے۔ جو کیفیت اس شغل میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

طریقہ مراقبات

واضح ہو کہ مراقبہ رقیب سے مشتق ہے جو بمعنی نگہبان کے آتا ہے۔ چونکہ دل کو اس میں سوائے حق تعالےٰ کے دوسری جانب سے نگاہ رکھتے ہیں اور جمیع ماسوائے سے خالی کر کے یادِ الٰہی میں محو کر دیتے ہیں۔ لہٰذا اصطلاحِ صوفیہ میں ایسے استغراق و محویت کا نام مراقبہ رکھا گیا ہے۔ اور جب طالب افکار جہر و خفی سے فارغ ہو جاتا ہے تو اُس وقت اُسکو مراقبات کی تلقین کی جاتی ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو۔ قبلہ کی طرف دو زانو بیٹھ کر نہایت عاجزی اور حقارت اپنی سے اُس آیت کا تلفّظ کرے۔ اور اُس کے معنی اور مضمون پر ایسی خوض و فکر کرے کہ اُسکے تصوّر میں محو ہو جائے۔ مثلاً

اگر آیت "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ" کا مراقبہ منظور ہو تو بطریق مذکور دو زانو بیٹھ کر اپنے نفس کو مردہ و خالی تصوّر کرے۔ اور تمام عالم کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن ہو گا، خیال کرے۔ اور ذاتِ مطلق حق سبحانہٗ تعالےٰ کو موجود و باقی جانے اور یہانتک تصوّر کرے کہ اس میں محو و بیخود ہو جائے۔ یہ مراقبہ ابتدا میں کرتے ہیں۔

مراقبہ نور

اس مراقبہ میں آیت "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کا تصوّر کرے یعنی نورِ الٰہی کو ہر جگہ اور ہر محل پر موجود سمجھے اور محو ہو۔ اور مراقبہ قربت "لَيْسَ فِيْ جُبَّتِيْ مَا سِوَى اللّٰهِ" بلحاظِ معنی کہ تحقیق اللہ دیکھتا ہے اور ہم سے زیادہ قریب ہے مثلِ شہ رگ کے۔ اسی طرح ہر ایک آیت کا مراقبہ علیحدہ علیحدہ کرے۔ یہانتک کہ محو ہو کر بے خود ہو جائے۔

مراقبہ معیّت

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اس کے معنی بلاحظہ سمیت تصوّر کرے۔ اور سمجھے کہ خدائے تعالیٰ ہر حال میں اور ہر جگہ خلوت و جلوت میں میرے ساتھ ہے۔ اور اس میں مستغرق ہو۔

Marfat.com

مراقبہ ہوا

بعض آنکھ کھول کر نظر آسمان کی طرف یا سامنے ہوا میں ڈالتے ہیں کہ پلک نہ جھپکے۔ اس شغل میں انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور پلک سے آگ نکل کر تمام بدن کو گھیر لیتی ہے۔ اور عشق پیدا ہوتا ہے۔ اس کو "مراقبہ ہوا" کہتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اس میں آنکھ ہوا میں ڈال کر برسوں عالم تحیر میں رہے ہیں۔

مراقبہ ہوا دیگر

حجرہ تنگ و تاریک میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا پر ایک جگہ رکھے۔ انوار الٰہی روشن ہوں گے اور حق سے واصل ہو گا۔

مراقبہ ہوا دیگر

بعض چپ رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں نہیں ہوں بلکہ وہی ہے۔ اگر غوص کرے تو بحکم آیت وَجَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ انا وانت دل سے نکل جاتے۔ اور یہ راستہ زیادہ قریب ہے۔ اور سالک کا ارادہ اور فعل الٰہی کے موافق اور وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ اور وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ جو کچھ دیکھے گا حق سے دیکھے گا۔ اور جو کچھ سنے گا یا جانے گا۔ اسی سے تمام اشیاء میں ہستی کو پاتے گا۔

مراقبہ خیر و شر معلوم کرنے کیلئے

جو شخص مراقبہ میں خیر و شر یا دیگر کسی سوال کا جواب معلوم کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ تاریک و تنہا جگہ میں اکیلا بیٹھ کر موم بتی روشن کرے۔ کسی قسم کے تیل کی روشنی کی اجازت نہیں ہے۔ ایک سفید کاغذ پر لفظ "اللہ" لکھ کر اپنے سامنے رکھے۔ جب سانس اندر کو جائے تو کہو "اللہ" اور جب سانس باہر آتے تو کہو "ھُو"۔ اسی طرح کرتے رہے اور اپنی

کاغذ پر لکھے ہوئے لفظ پر رکھو۔ اس لفظ کی تکرار یہاں تک کرو کہ نیند کا خمار غالب آجائے۔ اُس وقت نیند کے خمار میں گردن ایک طرف ڈھلک جائے گی اور ایک غیبی آواز کان میں آئے گی۔ جو تمہارے سوال کا جواب ہوگی۔ جس سوال کے لئے تم نے مراقبہ کیا ہے۔ آواز کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ یہ مراقبہ بالکل درست ہے۔ اور اہل اللہ لوگ اس مراقبہ سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں معلوم کر لیتے ہیں۔

تفکرات بعینہ مشاہدہ

واضح ہو کہ طریقہ صوفیہ میں منجملہ عادات تفکرات بھی بڑی عبادت ہے۔ بلکہ اور عبادات سے افضل تر ہے۔ جیسا کہ فرمان رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ "اَلتَّفَکُّرُ سَاعَةً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ اَوْ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ" یعنی صنائع و بدائع الٰہی کی طرف فکر و تامل کرنا بہتر ہے عبادات جن و انس سے یا عبادات ایک سال سے۔

پس طالب کو لازم ہے کہ دائم الحال متفکر رہے۔ اور غیریت اعتباری کو محو کر کے میدان توحید میں قدم رکھے۔ لہٰذا چند تفکرات اس مقام پر لکھے جاتے ہیں۔ اگر طالب حق موافق اس کے عادات پکڑلے۔ اور ایک دم بھی غافل نہ رہے تو یقین ہے کہ چند روز میں حجاب تعینات و تقیدات و وہم و غیریت اعتباری کا اس کے آگے سے دور ہو جائے گا۔ اور دیدہ باطن ساتھ کُل توحید کے مکحل ہو جائے۔ کیونکہ تفکر سے مراد ایک خیال کو پکڑ کر اسے ترقی دینا ہے۔ انسان جوں جوں کسی بات پر غور کرتا ہے۔ اس کے اسرار و رموز کھلتے چلے جاتے ہیں۔ آج جن میں تفکر کا مادہ موجود ہے وہ ممتاز ہیں۔ جن میں نہیں ہے۔ وہ ممتاز نہیں ہیں۔

تفکر

انسان میں ایک خاصیت ہے کہ اگر کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دیر تک اس کا تصور کرتا ہے تو بالآخر ایسی محویت ہوتی ہے کہ خود وہ چیز ہو جاتا ہے۔ اور اپنے میں اور

Marfat.com

اُس میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ پس انسان میں اس خاصیت کے پیدا کرنے سے مقصودِ خداوندی یہی ہے کہ انسان اُس کی طرف متوجہ ہو۔ اور نقوش غیر اس طرح دل سے دُور کر دے کہ وہی حق جلّ وعلاؔ نظر آئے۔ اور جملہ توہمات فانی فنا ہو جائیں۔ اور ماسوائے اللہ کچھ باقی نہ رہے۔

تفکر جس کے نزدیک دوست دُشمن، نیک و بد، خندہ و گریہ، عطا و غیر عطا، مدح و ذم یکساں ہوں۔ تو تمام رنج و قیود سے فارغ و آزاد ہے۔ اور اس کے واسطے ابدالآباد ہے۔

تفکر جس نے تعلقات ولذآئذ اور آرزو کو قطع نہ کیا۔ واصل بحق نہ ہوا۔ اور یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ دائم متفکر رہے کہ میں کون ہوں۔ اور یہ عالم کیا ہے۔

تفکر جس نے جانا اور فکر کیا کہ تمام اشیا حق سے ہیں اور بجز حق موجود نہیں۔ اور اس فکر پر مداومت کی۔ اُس کے نزدیک بُرا بھی اچھا۔ اور قالب عنصری اُس کا، صفت رُوح کی حاصل کرتا ہے۔

تفکر نسبت مُقیدات کے ساتھ ذاتِ حق تعالےٰ کی ایسی ہے جیسے امواج کی دریا سے۔ عارف موج اور دریا میں فرق نہیں کرتا۔ اور جاہل دونوں کو علیحدہ خیال کرتا ہے۔ گو نام کے لحاظ سے جُدا ہیں۔ مگر اصل میں ایک ہیں۔ پس ہمیشہ متفکر ہو۔ کہ عالم اور حق سبحانہٗ میں مغایرتِ اسمی ہے نہ ذاتی۔ عالم باعتبار تعین و تشخص ممکن ہے۔ اور باعتبار ماہیت و حقیقت واجب۔

فکر معائنہ

سالک یہ خیال رکھے۔ کہ حق موجود ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ اور ماسوائے حق کے کوئی غیر نہیں ہے۔ عالم ظاہر و باطن میں وہی ذاتِ واحد موجود ہے۔ اور بدوں اس فکر کے ایک دم نہ گزرے۔ تو صفائی باطن و قلب حاصل ہو گی۔ اور ایک حالت عجیب ترپیدا ہو گی۔ اور قرارِ نفس اور یقینِ قلبی حاصل ہو گا۔ اور ہر قسم کے غم و الم سے نجات پاوے گا۔

فکرِ مشاہدہ

طالب پر واجب ہے کہ ہمیشہ اپنے تئیں ساتھ اس صفت کے ملاحظہ کیا کرے۔ کہ میں لطیف اللطیف ہوں۔ بلا کیف وکم اور زندہ، دائم، قائم اور عالم ہوں۔ اور بذاتِ خود قائم اور نہ لقالب۔ اور مجھ کو کبھی انتقال و زوال نہیں۔ اور نہ حرکت اور نہ سکون۔ اور میں خود ہمیشہ برقرار ہوں۔ نہ مجھ کو کسی چیز پر اعتماد ہے اور نہ اُمید۔ میں تغیر و تبدّل نہیں رکھتا۔ اور نیز ابتدا اور انتہا نہیں رکھتا۔ پس ہر عیب اور نقصان سے مُبرّا اور ماسوائے اللہ سے معرّیٰ اور کسی سے آمیزہ و اختلاف نہیں ہے۔ میں آسمان و زمین میں از روئے ذات کے موجود ہوں۔ اور سوائے میرے کوئی موجود نہیں۔ اور میں ہی عابد و معبود اور مقصود اور متکلم ہوں۔ جو کوئی اس فکر کی مداومت کرے گا۔ تحقیق وہ واصل ساتھ مطلوب کے ہو جاوے گا۔

ایضاً

تصوّر کرے کہ میں دریائے علمِ معرفت ہوں اور معدنِ عیش و راحت۔ اور دریائے ذخار ہوں کہ ساحل و انتہا نہیں۔ سب ارواحیں اور اجسام حُباب اور امواج میری ہیں۔ اور مجھ سے پیدا ہیں۔ اور مجھ ہی میں فنا ہوتی ہیں۔ جس وقت میں موجزن ہوتا ہوں تمام عالم ظاہر ہوتا ہے۔ اور لعد میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور مجھ کو وجود و عدم سے کوئی تغیر و تبدّل نہیں ہوتا۔ نہ وجود سے زیادہ نہ عدم سے کم۔ الآن کما کان کی شان ہوں

الحاصل (مقصد)

مقصود تمام ذکر فکر سے یہی ہے کہ توجّہ الی اللہ ہو۔ اور ہستی انسانی فانی ہو کر مرتبہ لقا باللہ حاصل ہو جاتے۔

تو مباش اصلا کمال اینست ــــ و لیس رو در و گم شود وصال این ست

اور یہ نعمت اُس وقت نصیب ہوتی ہے۔ جب طالب و سوسہ ماسوا اللہ کو نفی کرے

Marfat.com

اور کوئی دم اور کوئی لحظہ اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔ جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے:

سر رشتۂ دولت اے برادر بکف ——— ایں عمر گرامی بخسارت مگزار!
دائم ہمہ جا باہمہ کس درہمہ کار ——— میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

فقط واللہ ولی التوفیق والہدایت

لطائف ستہ

واضح ہو کہ جسم انسانی میں چھ مقامات نہایت فیض و برکت کے ہیں۔ جو کہ حسب ذیل درج کیے جاتے ہیں۔

۱- اوّل لطیفہ قلب | مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے ہے۔ اور نور اس کا سُرخ ہے۔

۲- دوم لطیفہ رُوحی | جگہ اس کی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے۔ اور نور اس کا سُفید ہے۔

۳- سوم لطیفہ نفس | مقام اس کا زیر ناف ہے۔ اور نور اس کا زرد ہے۔

۴- چہارم لطیفہ سرّی | مقام اس کا درمیان سینہ کے ہے۔ اور نور اس کا سبز ہے۔

۵- پنجم لطیفہ خفی | مقام اس کا پیشانی یا دونوں بھنوؤں کے درمیان ہے۔ اور نور اس کا نیلا ہے۔

۶- ششم لطیفہ اخفیٰ | مقام اس کا اُم الدماغ عین دماغ کے وسط میں ہے۔ اور نور اس کا سیاہ مثل سیاہی کے ہے۔ جیسے آنکھ کی سیاہی ہوتی ہے۔

ان لطائف ستہ کا شغل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دم یا سانس کو زیر ناف کھینچ کر اس لطیفہ پر پہنچاتے جس کا شغل کرنا مقصود و منظور ہے۔ اور ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ

بلحاظ معنی اور نور جیسا کہ اس لطیفے کا ہے۔ ویسا ہی تصوّر کریں۔ اسی طرح جس قدر ہو سکے۔ مشغول ہو۔ اور حبسِ دم اور بلا حبسِ دم دونوں طرح اس شغل کی مشق کرتے ہیں۔ فقط جب طالب ان لطائف ستہ کا شغل کرتا ہے۔ تو سالک کا قلب ذکرِ الٰہی میں جاری ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ تمام اعضائے جسمانی میں سرایت کر جاتا ہے۔ تو کدورت ماسوائے اللہ کے پاک و صاف ہو جاتی ہے۔ اور روحانیت سے ربط اور نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ انوارِ الٰہی نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کبھی اپنے اندر نظر آتے ہیں کبھی باہر۔ پس جو انوار اپنے دل یا سینہ یا سر یا دائیں یا بائیں ہاتھوں میں اور کبھی سارے بدن میں پاتا ہے۔ یہ سب محمودہ ہیں۔

اور جو نور اپنے سے خارج کبھی دائیں بائیں اور کبھی سر کی طرف اور کبھی آگے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ بھی بہتر ہیں۔ مگر ان کی طرف رُخ نہ کرنا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ نور اگر داہنے شانے سے متصل ہے۔ کسی رنگ کا کیوں نہ ہو۔ تو یہ نور ملائکہ کا ہے۔

اور اگر نور سفید ہے تو کراماً کاتبین کا ہے۔

اور اگر آدمی سبز پوش خوبصورت یا اور کسی پاکیزہ صورت میں ظاہر ہوں تو وہ فرشتے ہیں کہ ذاکر کی حفاظت کیلئے حاضر ہیں۔

اور اگر نور دائیں شانے سے غیر متصل ہے۔ یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ نور مرشد کا ہے کہ راستہ کا رفیق ہے۔

اور اگر آگے ہے تو وہ نور محمدی ہادیِ صراطِ مستقیم ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور اگر نور بائیں شانے سے متصل ظاہر ہو جس رنگ کا ہو گا۔ وہ نور شیطان کا ہے۔ اور بعض دُنیا کا نور بھی کہتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس جو صورت یا آواز بائیں طرف یا پیچھے سے ہو گی۔ وہ شیطان ہو گا۔ لاحول سے اسے دفعہ کریں۔ اور معوذتین پڑھ کر پھونکیں۔ اور التفات نہ کرے۔

اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ نور اُن فرشتوں کا ہے جو اُسکے محافظ ہیں

اور اگر نور بلا جہت ظاہر ہو اور دل میں دہشت پیدا ہو۔ اور اس کے زائل ہونے کے بعد کچھ حضوریت باطن نہ رہے۔ وہ نور شیطان کا ہے۔ **لاحول** پڑھنا چاہیئے۔

اور اگر نور بلا جہت ظاہر ہو۔ اور اس کے زوال کے بعد حضوری اور لذت برابر حاصل ہو۔ اور اشتیاق اور طلب غالب ہو۔ تو وہی نور مطلق مطلوب ہے۔ **رزقنا اللہ وایاکم**

اور اگر نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو۔ اور رنگ آگ و دھواں کا سا رکھے۔ وہ خناس خناس و وسوسہ ڈالنے والے کا ہے۔ **اعوذ باللہ** پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر نور سینے کے اندر یا دل کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ نور صفاتی دل کا ہے۔

اور اگر نور دل سے سرخ یا سفید یا زردی آمیز ظاہر ہو۔ تو وہ نور دل کا ہے۔ اور اگر خالص سفید ہو تو وہ نور روح کا ہے۔ کہ طالب کے دل میں تجلی کر کے ظاہر ہوتا ہے۔

اور اگر نور سر کی جانب سے ظاہر ہو تو وہ بھی روح کا نور ہے۔ اور اگر نور آفتاب کی صورت سے دکھائی دے تو وہ بھی روح کا نور ہے۔ اور بعض اس کو نور ذات کہتے ہیں پس اگر یہ نور اوپر سے ہے تو ذات ہے اور اگر مقابل یعنی سامنے سے ہے تو روح کا نور ہے۔

اور اگر چاند کی صورت ظاہر ہو تو دل کا نور ہے۔ بعضوں کے نزدیک مقابل کا نور نور محمدی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور جو نور سلطاناً محموداً اور سلطاناً نصیراً کی طرف سے ظاہر ہو۔ تو وہ بھی نور ذات ہے مگر طالب کو چاہیئے کہ ان انوار میں سے بجز نور مطلوب کے کسی نور میں مشغول نہ ہو۔ اور خوشی اور لذت حاصل نہ کرے بلکہ نور الٰہی میں ترقی کرے۔ کیونکہ تجلیات الٰہی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اور اگر سیاہی کاجل جیسے اور اس کے گرد نورانی خط باریک اور مکدر ظاہر ہو۔ تو وہ نور نفی کا ہے۔ اگر اس کی طرف متوجہ ہو گا۔ تو البتہ نفی حاصل ہو گی۔ اور یہی مطلوب ہے۔ کہ ماسوائے کدورت سے صفائی اور تجلی آثار اور افعال اور صفاتی میں جن کا رنگ سفید، سبز اور سرخ ہے۔ محویت اور فنائے مطلق حاصل ہو۔ اور جب ہوش میں آئے گا۔ تو وہ درد اور عشق اور شوق اور بے قراری میں ترقی پائے گا۔ اور تجلی سے عروج کر کے دوسری قسم کی تجلیات

Marfat.com

سے محظوظ ہوگا۔ اور یہ کیفیت اور حال بیان سے باہر ہے۔ جس پر گزرے وہی جانے۔ اور سیرِ عروجی کے پورا ہونے کے بعد تجلّی ذاتی عارف کے دل پر جلوہ گر ہوگی۔ اور تجلی ذاتی کا نور سیاہ آنکھ کی پتلی کے موافق ہے۔ اور اسی میں عارف کی فنا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں عالمِ ناسوتی کے انوار و اوصاف کی مناسبت سے سالک کے دل پر طرح طرح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سالک بھی اُن انوار کی طرح نورِ مجسّم بن کر اُن انوار میں سیر کرتا ہے۔ پس سالک کو چاہیئے کہ اُن سے لذت نہ اٹھائے۔ اور اُن میں مشغول نہ ہو۔ اور اس کو صنعتِ حق جان کر اس پر تیغِ لا کھینچ کر نہایت شوق سے صانع کی طرف جو در اصل اس سے مقصود ہے متوجہ ہو۔ پس امدادِ الٰہی سے مرشد کی توجہ کے ساتھ سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور وہاں عجائبات و غرائباتِ آسمانی کا ملاحظہ کریگا۔ اور انبیا و اولیا اور فرشتوں کی ارواح سے ملاقات کر کے اور اُن کے طرح طرح کے اجسام دیکھے گا۔ اور فرشتوں کے ساتھ اُن کی طرح آسمان پر چڑھ کر اس کے عجائبات کا معائنہ کرے گا۔

پس مرید کو چاہیئے کہ اس میں بھی متوجہ نہ ہو۔ اور درد، بے قراری و عشق کے ساتھ ترقی کرنا چاہیئے۔ پھر امدادِ الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو عرش کے نور سے بھرا ہوا اور عرش کو آفتاب کی مانند روشن پائے گا۔ اور اس جگہ کے عجائبات دیکھ کر آنکھوں کو روشن کرے گا۔

پس سالک کو چاہیئے کہ اس کے تماشے سے لذت نہ اٹھاوے۔ اور سب کو لا کے تحت میں اور شوق اور دردِ عشق کے ساتھ ترقی چاہیئے۔ اس مرتبہ میں مرید کا نفس صفتِ عنصریہ چھوڑ کر صفتِ اطلاق پیدا کر لے گا۔ مگر پھر بھی اس پر مطمئن نہ رہنا چاہیئے۔ کہ ابھی منزل کا خطرہ باقی ہے۔ اور گوناگوں اوصافِ حق سے اَللّٰہ کے عشق کی آگ مرید کے دل میں غلبہ کرے گی۔ اور اس کے عقل و ہوش کو جلا دے گی۔ جب ہوش میں آئے گا۔ اور اشتیاق میں بے قراری سے بیباکانہ کلمے دل سے نکلیں گے۔ اور نہ جانے گا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اس حال میں غلبہ عشق کی وجہ سے جمیع تعلقاتِ ماسوائے سے مجرّد ہو جائے گا۔ اور طلب اور اشتیاق اور بے قراری بڑھے گی۔ اگر امدادِ الٰہی شاملِ حال اور مرشد کی توجہ رہی۔ تو مریدان تجلیات جہتی اور کیفیتی

Marfat.com

سے عروج کر کے تجلّی حقیقی بے کیف وکم حاصل کرے گا۔ اور اس میں محو اور مستغرق اور اپنے سے بے خبر ہو جاتے گا۔ اور بجز حق کے کچھ نہ دیکھے گا۔ اور یقیناً جان لے گا کہ حق ہے۔ پھر جب ہوش میں آئے گا۔ تو اپنی فنا کی وجہ سے وصالِ محبوب کا درد و اشتیاق اپنے اندر پاتے گا۔ اور بے ہوشی کی حالت میں حق کو اپنے تقلید میں پا کر کلماتِ منصورہ زبان پر لائے گا۔ اور نہ جانے گا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اور یہ تجلّیات افعالی و صفاتی تھیں۔ اس کے بعد امدادِ الٰہی کے ساتھ مرشد کی توجہ سے باوجود دردِ عشق و بیقراری کے مُرید پر مطلوبِ حقیقی کی تجلّی ذاتی روشن ہو گی۔ اس مقام میں مرید اپنی ہستی سے ایسا فنا ہو جاتے گا۔ کہ فناہیت کا بھی علم نہ رہے گا۔ اور فناء الفنا پیش آئے گی۔ اور اس فنائیت کے بعد مُرید کو بقائیتِ حقیقی حاصل ہو گی۔ اور حفظِ مراتب کا خیال رکھے گا۔ اور حسبِ مذکور غلافِ حق میسر ہو گی۔

جب طالب اسمِ ذات کا تصوّر ظاہری و باطنی دونوں آنکھوں سے کرتا ہے۔ اُس وقت طالب کے تمام حجاب اُٹھ جاتے ہیں۔ اور دل اور سر کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔ اُس وقت تمام ظاہری و باطنی پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور مشاہدہ انوارِ الٰہی کا نظر آنے لگتا ہے۔ اور قوتِ روحانی کی طاقت اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ طالب جہاں چاہے آناً فاناً میں پہنچ جاتا ہے۔ اور مجلسِ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور صحابہ رضؓ کبار اور ہر نبی اور ہر ولی سے مُلاقات اور مصافحہ کرنے کا بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تمام مقامات کی سیر جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ اور کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہو کر "قُم بِاِذنِ اللہ" کے مراتبِ روحانی مثلِ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر پہنچ کر ہر وقت نورِ الٰہی کی روشنی میں غرق رہتا ہے۔ یہ مقام "اہلِ غرق" کا ہے۔ نہ کہ خود فروش مقلّدوں کا۔ اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات اور ہر ایک عالم اور آسمانی و زمینی ہر ایک طبقہ کے مقام اسمِ ذات "اللہ" کے ظاہری و باطنی آنکھ کے تصوّر سے ظاہر ہو کر طالب پر آشکار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب طبقہ و مقام اسمِ ذات "اللہ" کی طے میں ہیں۔ اور اسمِ ذات "اللہ" طے قلب میں ہے۔ اسی واسطے قلب کو "مخزنِ اسرارِ الٰہی" کہتے ہیں۔

نہ ہر دل تواں گفت گنجِ الٰہی۔۔! نہ ہر سر بود لائقِ بادشاہی

معلوم ہو کہ تمام کائنات عالم کا علم اور راز و اسرار الہی جو بھی کچھ ظاہر و باطن ہے۔ کُلّہُم اسم اعظم کے دائرہ کار میں ہے اور جو اسم اعظم کے دائرہ میں داخل ہوا۔ تعینات کی قید سے نکل کر قدرت پر قادر اور صاحب وصل ہوا۔ اسم اعظم درج ذیل ہے:

ھُو یا ھُو یا من لا یعلمُ یا ھُو

تفصیل اپنے اپنے شیخ سے معلوم کریں۔ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔
جو بھی سلسلہ قادریہ غوثیہ میں داخل ہوا۔ وہ بامراد ہوا۔ اس سلسلے میں نامرادی نہیں ہے۔

غزل در مدح حضرت غوث الاعظم جیلانی رح

جاری ہیں فیض رات دن در دستگیر کے
مخفی خزانے بٹ رہے ہیں پیران پیر کے

سائل جو در پہ آگیا خالی نہیں پھرا
چوروں سے ہو گئے ولی گھر آکے فقیر کے

قبروں سے زندہ کر دیتے مردے کئی ہزار
اوصاف کون گن سکے اُس بے نظیر کے

درگاہ ایزدی میں ہے کچھ ایسی دسترس
تیر واپس کر دیتے راہ سے تقدیر کے

عاقلوں کی عقل یا ہو کے رہ گئی دنگ
حیرت میں دیکھ کام ہیں مانند تصویر کے

لاکھ کوسوں پر کریں اپنے مریدوں کی مدد
رہنے والے ہوں عرب کے یا کشمیر کے

محبوب علی وہ تیرے مایۂ ناز ہیں!
محبوب دو جہاں ہیں وہ ربّ قدیر کے

جمیع حاجات کی کنجی

جمیع اقسام کی دنیاوی حاجات، مشکلات و مصائب، تنگدستی دور کرنے، وسعت رزق، محبت، مقدمہ، یا کسی دشمن کے نرغہ سے نکلنے کے لیے، یا کسی ایسے مرض یا تکلف

سے بچاؤ کیلئے کہ جس سے بچنا ممکن نظر نہ آتا ہو، یا کاروباری اور دینی و دنیاوی آفات سے بچاؤ کے لئے قادری اسمِ اعظم، کبریت احمر اکسیر اعظم ہے

چاہیئے کہ بعد نمازِ عشاء سو سو مرتبہ اول و آخر درود شریف پڑھکر درمیان میں یہ اسم ایک ہزار ایک ۱۱۱۱ سو گیارہ مرتبہ پڑھیں خوشبو اور عطریات وغیرہ بھی پاس رکھیں۔ اور یہ خیال رکھیں کہ حضرت غوث پاک میری حاجت روائی فرمائیں گے۔

اسم مذکور درج ذیل ہے:

اَغِثْنِیْ اُمْدُدْلِیْ یَا سَیِّدْ مُحْیِ الدِّیْنَ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ لِلّٰہِ

اور اگر کسی مفرور کو بلانا ہو تو اس اسم کے ساتھ مفرور مع اُسکی والدہ کا نام لکھ کر ہوا میں لٹکائیں۔ فوراً مفرور واپس آجائے گا یا اُس کا پتہ چل جائے گا۔

ایضاً

حل برائے جملہ مقاصد و مشکلات

اگر کسی شخص کو کسی قسم کی مشکل دینی یا دنیاوی درپیش ہو یا کوئی مقصد کام وغیرہ ایسا ہو جو حل نہ ہوتا ہو تو درج ذیل اسمائے غوث پاک یازدہ کو روزانہ بعد از نمازِ عشاء رو بقبلہ ہو کر دل میں اپنے مقصد کا تصور پختہ کر کے اوّل و آخر درود شریف سو سو مرتبہ پڑھ کر گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح روزانہ گیارہ روز تک گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کرے۔ گیارہ روز نہ گذریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے اُس کی حاجت روا فرمائے گا۔

"اسمائے غوث پاک یازدہ"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِجَمَالِکَ وَ بِجَمَالِ حَبِیْبِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ شَفِیْعِکَ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَ بِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ

Marfat.com

غَوْثُ الْاَعْظَمِ الْحَسَنِیْ وَالْحُسَیْنِیْ قُطْبِ رَبَّانِیْ غَوْثُ الصَّمَدَانِیْ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ سَرْچَشْمۂ عِرْفَانِیْ حضرت میراں سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰئِکَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

(۲) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت شاہ سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ شَیْخُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَمَلٰئِکَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

(۳) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت سلطان سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

(۴) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت بادشاہ سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

(۵) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت مخدوم سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْجُنُوْبِ وَالشِّمَالِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

(۶) اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت مولانا سید محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ النُّجُوْمِ وَالشِّھَابِ رَضِیَ اللّٰہُ

Marfat.com

تَعَالیٰ عَنْهُ ۔

(۷) اِلٰهِی بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَةِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت اولیاء سیّد محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ ۔

(۸) اِلٰهِی بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَةِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت خواجہ سیّد محی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ ۔

(۹) اِلٰهِی بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَةِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت درویش سیّد مُحی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ ۔

(۱۰) اِلٰهِی بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَةِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت فقیر ولی سیّد مُحی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ قُطْبُ الْفَوْقِ وَالْاَرْضِ اِلیٰ تَحْتَ الثَّرٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ ۔

(۱۱) اِلٰهِی بِعِزَّتِ وَبِحُرْمَةِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمِ حضرت غریب مسکین سیّد مُحی الدّین شیخ عبد القادر جیلانیؒ رَاکِبُ الْمَلٰٓئِکَةِ وَصَاحِبُ الْمِعْرَاجِ وَالتَّابِعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

یَا هَمْرَائِیْلُ یَا لُوْمَائِیْلُ یَا شَتْغِیْلُ بِحَقِّ سَیِّدْ مُحی الدّین شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ یَا مُحَمَّدُ

Marfat.com

یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ اِفْتَحْ لِیَ الْاَبْوَابَ کَذَا وَ کَذَا تصوّر کرکے یہاں

پر اپنی حاجت کا نام لیں۔ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یَا شَیْخ

یَا سَیِّدِیْ مُحْیِ الدِّیْن عَبْدَالْقَادِر جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہ

گیارہ دفعہ پڑھنے کے بعد بدرگاہ رَبُّ الْعِزَّت ملتجی ہو کر اس طرح دعا مانگے:

الٰہی بحرمت و برکت ان گیارہ اسمائے معظم و مکرم حضرت شیخ محی الدین

عبدالقادر جیلانی رح کے میری حاجت پوری فرما۔ اور میرے تمام مقاصد کو بخیر و

خوبی جلدی انجام کو پہنچا۔ بحرمت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَ بِحُرْمَتِ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ و چہار یاران و خاندان

و دودمان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ

وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

ہر قسم کی حاجت بر آئے گی۔ بسیار مجرب ہے۔

ضروری معلومات

پہلے مُرید کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ تصوّف کی تعلیم کا خلاصہ کیا ہے؟ اور تصوّف کی مشہور اِصطلاحات کا کیا مطلب ہے؟

یاد رکھو! کہ سب سے پہلے اللہ کی ذات و صفات کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تصوّف اور مذہبِ اسلام کی بُنیاد ہے۔

ذات

ایک ہستی مُطلق ہے جس کو واجب الوجود کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ بغیر اجزاء کے کُل ہے۔ وہ سب پر محیط ہے۔ لیکن خود احاطہ سے باہر ہے۔ وہ کسی علم میں نہیں سما سکتی۔ وہ کسی قید میں نہیں آسکتی۔ اس کو زوال و تغیّر نہیں ہے۔

سب چیزیں اُسی سے موجود ہیں۔ مگر وہ کسی سے موجود نہیں ہے۔ اور زمین و آسمان میں اُس کے سوا اور کچھ بھی اُس کے غیر نہیں پایا جاتا۔ اس واسطے بس وہ ایک ہی ہے۔ اور کوئی اُس کا شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوئی اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہُوا۔

مگر اُس کی شناخت بغیر ناموں اور صفات اور اُن کے مظاہر کے محال ہے۔ اس واسطے صفات و اسماء کا عرفان مقدّم ہے۔

صفات

جب وہ ہستی مطلق مرتبہ ظہور میں کسی خاص تجلّی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے تو اسی شان ظہور کو صفت کہتے ہیں۔ مثلاً جب مخلوق ظاہر ہوتی تو معلوم ہوا کہ ذات کی صفت خالقی نے تجلّی کا جلوہ دکھایا۔

ذات کی بے شمار صفات ہیں۔ مگر وہ سب ذات سے جدا اور غیر نہیں ہیں۔ گو ہر صفت دوسری صفت سے اور ذات تمام صفات سے جدا اور علیحدہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ حقیقت میں سب ایک ہی ہیں۔ جدا بالکل نہیں۔ مثلاً پھول کی خوشبو اس کی صفت ہے جو چمن کی ہوا کو معطّر کرتی ہے۔ مگر وہ پھول کی ذات سے جدا نہیں کہی جا سکتی۔

او درمن و من دروے چوں بو بگلاب اندر

جس طرح ذات قدیم ولا زوال ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم و ازلی و بے زوال ہیں۔ نہ ذات کا ادراک حقیقی ممکن نہ صفات کا۔

ذات میں وحدت ہے اور صفات میں گونا گوں کثرت۔ مگر چونکہ صفات ذات سے جدا نہیں۔ اسلئے ان کی کثرت بھی صرف دید و شنید کی ہے۔ ورنہ وحدت ہی وحدت ہے

ہمہ اوست

ہمہ اوست اسی کو کہتے ہیں کہ سب کچھ وہی ایک ذات ہے۔ اسکے سوا اور غیر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور یہ جو کچھ نظر آتا ہے۔ ذات یکتا کے غیر نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے "وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ" (اور وہ اللہ ہر چیز پر احاطہ کیے ہوتے ہے) اور دوسری آیت میں ہے "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" (اور وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ تم کہیں بھی ہو) اور تیسری آیت میں ہے "اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (تم جس طرف بھی دیکھو۔ اللہ کی ذات ادھر ہی موجود ہے)

تعیّنات وتنزّلات

صُوفیوں کی اِصطلاح میں الفاظ تعیّنات وتنزّلات اکثر بولے جاتے ہیں۔ اِن کا مطلب یہ ہے کہ موجودات کی یہ جسقدر شکلیں اور صُورتیں نظر آتی ہیں۔ یہ ذات کی صفّات اور ان کی تجلیات کے جلوے ہیں۔ مگر ان کی اصلیت بغیر ذات وصفات کے پرتو کے کچھ بھی نہیں ہے۔

مثلاً ایک ڈورے میں چند گرہیں لگی ہوئی ہوں۔ اِن گرہوں کو ڈورا نہیں کہتے ہیں بلکہ ان کی شکل وصُورت کے سبب گرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ گرہ کے اندر سوائے ڈورے کے اور کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ پس اس گرہ کو تعیّن کہیں گے۔ جب گرہ لگ گئی تو گرہ ہے۔ اور کھل گئی تو ڈورا ہے۔ گرہ کو ڈورا نہیں کہتے۔ اور ڈورے کو گرہ نہیں کہہ سکتے۔

اِسی طرح تمام موجودات کی شکلوں اور صُورتوں کو تعیّنات کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اگرچہ وہ ذاتِ الٰہی سے جُدا اور غیر نہیں ہیں۔ مگر جب تک ان کی صُورتیں قائم ہیں۔ اور تعینات کی قید میں ہیں۔ اُن کو ذاتِ الٰہی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ کہنا یا سمجھنا شرک ہے۔

پس جب ایک اصلیّت وحقیقت سے مختلف قسم کی صُورتیں نمودار ہوتی ہیں۔ تو ان شکلوں کو تعیّنات کہتے ہیں۔ اور جب کسی اعلیٰ حقیقت کی شکلیں ادنیٰ درجوں میں تقسیم ہونے لگتی ہے تو ان کو تنزّلات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی اس حقیقت کا ظہور اشکالِ تنزّل میں ہو رہا ہے۔

مثلاً ہوا ایک اعلیٰ حقیقت ہے۔ حرارتِ آفتاب زمین کی رطوبت کو ہوائی ابخرے کی شکل میں زمین سے فضائے آسمانی میں لے جاتی ہے۔ اور پھر ہوا پانی زمین پر برساتی ہے۔ اور وہ پانی کھیتوں میں بھی جاتا ہے۔ اور گندی موریوں اور نالیوں میں بھی۔ پس ہوا کی حقیقتِ اعلیٰ نے جب شکل تعیّن یعنی ابخرے کی صُورت اختیار کی تو پانی بنا اس کا تنزّل ہے۔ اور پھر برسنا اور زمین پر رواں دواں پھرنا دُوسرے تنزّلات ہیں۔

یہ سب مجازی مثالیں ہیں اُس ذاتِ حقیقی کی کہ وہ بھی تعینّات و تنزّلات میں اسی طرح اپنی صفات کی تجلّیات دکھایا کرتی ہے۔ اور انہی تعینات و تنزلات سے اِس کائنات کا یہ تمام کارخانہ گہما گہمی سے چلتا نظر آتا ہے۔

اسی سلسلے میں ضرورت ہے کہ ناسوت، ملکُوت، جبرُوت، لاہوت اور ہاہُوت کی حقیقت بھی تھوڑی سی بیان کر دی جائے۔ جب انسان اِن درج ذیل درجات کو طے کرتا ہے تو اہلِ باطن کے درجات "رجال الغیب" کے حلقہ میں پہنچ جاتا ہے۔ چونکہ یہ الفاظ اکثر فقرا کی بول چال اور ان کی کتابوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا حسبِ ذیل درج کیے جاتے ہیں۔

ناسُوت

جب طالب نیّت پختہ کے ساتھ سچائی اور توکّل و اُمید اور اللہ کے بندوں کے ساتھ نیک گمان کرتے ہوئے عبادت و مُجاہدہ میں پختہ ہو جاتا ہے تو موجودہ محسوس نظر آنے والے عالمِ ظاہری ناسُوت کا مُشاہدہ کرتا ہے۔ یہ اہلِ باطن کا پہلا درجہ ہے۔ اس کو دربارِ باطن میں کسی کو حاضر کرنے والا، چوب دار مقرّر کیا جاتا ہے۔ اور اِسے اولیاء نقیب کہتے ہیں۔

ملکُوت

جب ناسُوت کے عالم سے طالب عرُوج کرتا ہے۔ تو ملکوت کا منظر سامنے آتا ہے۔ اس وقت انسان اپنی حمد و ذکر کا لطون مُشاہدہ کر کے اللہ کی رضامندی پر راضی رہتا ہے۔ اُس وقت اُس کو دربارِ اہلِ باطن کا "نجیب" (یعنی پہرہ دینے والا، دربان) مُقرّر کر دیا جاتا ہے۔ اس درجہ کو "نجیب" کہتے ہیں۔

جبرُوت

جب طالب پر ملکُوت کے بطون کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اُس لطون کے ظاہر ہونے کو جبرُوت کہتے ہیں۔ گویا ناسُوت کا تیسرا درجہ اور ملکُوت کا باطن جبرُوت ہے۔ یہاں طالب کو اپنے وجُود

Marfat.com

کی پوری شناسائی ہو جاتی ہے۔ اور ناسوت و ملکوت کے درجے اس عرفان کے تحت دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسرارِ باطن اس پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ درجہ "ابدال" کا ہے۔ جو کہ تمام عالم میں صرف چالیس ہیں۔ ایک ابدال کے وصال کے بعد دوسرا اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ ابدال کی ڈیوٹی یہ ہوتی ہے۔ کہ پوری دنیا کے حالات خیر و شر کی رپورٹ اپنے "قطب" کو پہنچاتے یا پیش کرے۔

اکثر آپ کے مشاہدہ میں آیا ہوگا کہ رات کے وقت ایک پرندے کے گذرنے کی آواز آتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میرے اوپر سے کوئی پرندہ پرواز کر کے جا رہا ہے۔ دراصل وہ پرندہ نہیں بلکہ وہ ابدال ہوتا ہے۔ جو کہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ اور ابدال کا تصرّف اس قدر ہوتا ہے کہ جب وہ آپ کو اپنے شہر یا علاقے سے گزرتا محسوس ہوتا ہے۔ اسی وقت میں وہ کئی مختلف جگہوں اور علاقوں سے پرواز کر کے جاتا محسوس ہوتا ہے۔ یہ درجہ "ابدال" کا ہے یعنی دنیا کے حالات خیر و شر کی مفصّل رپورٹ دینے والا۔

لاہوت

جب جبروت کا باطن نمودار ہوتا ہے۔ اس کو "لاہوت" کہتے ہیں۔ یہاں طالب کو اپنی حقیقتِ تعیّن کی صرف حس باقی رہتی ہے۔ اور قربِ الٰہی کا جام پینے لگتا ہے۔ اور ذاتِ الوہیّت کے سوا کچھ موجود نہیں رہتا۔ یہ درجہ "قطب" کا ہے۔ یہاں پر یہ بات واضح ہو کہ ایک کچہری "رجال الغیب" کے نام سے روزانہ کائنات کی مختلف سمتوں اور گوشوں میں لگائی جاتی ہے۔ اس کچہری میں تمام کائنات کے حالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کچہری کی کرسئ عدل پر "غوث" عدالت کرتا ہے۔ یعنی جج کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اور "اقطاب" بطورِ وکیل ابدال کی لائی ہوئی رپورٹوں کو غوث کے آگے پیش کرتے ہیں۔ یہ مقام لاہوت قطبیت "کا ہے۔

ہاہوت

لاہوت کا بطون "ہاہوت" ہے۔ جب طالب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو نہ اپنی

خبر رہتی ہے اور نہ خبر کی حس رہتی ہے۔ نہ ہمہ کا نشان نظر آتا ہے۔ نہ ہمہ اوست کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس درجے کی حقیقت جاننے کو نہ لفظ کام دیتا ہے۔ اور نہ کوئی فہم۔ بس یہی کہہ دینا کافی ہے کہ وہ "مقامِ ھُو" ہے۔ یا مثلاً انسان کا جسم ظاہر ناسوت ہے اور اس کے حواس باطن ملکوت ہیں۔ اور ان حواس کا جسمانی قوائے ادراک سے معلوم کرنا جبروت ہے۔ اور خود ادراک و علم کی ذات جبکہ اس کا تعلق کسی محسوس سے نہ رہے۔ اور صرف شانِ ادراک اور علم ہی باقی ہو۔ تو وہ مقامِ لاہوت ہے۔ اور جب ادراک و احساس اپنی ہستی سے بھی بے خبر ہو جائیں۔ اور اس بے خبری کا حس بھی اِن میں باقی نہ رہے۔ تو وہ مقامِ ہاہوت ہے۔ یہ مقامِ ہاہوت درجہ "غوث" کا ہے۔

معلوم ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے کائناتِ عالم کو بنایا تو تین سو ساٹھ ۳۶۰ ملائکہ کائناتِ عالم کیلئے مقرر فرمائے۔ جن کو "رجال الغیب" کہا جاتا تھا۔ یہ ملائکہ رجال الغیب کائنات کے وجود میں آنے سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اپنی ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب میں سے مختلف صحابہ کو لگا ہے ملائکہ رجال الغیب کی جگہ ڈیوٹی انجام دینے کا فرض سونپا جاتا رہا۔ اور ملائکہ رجال الغیب مختلف اوقات میں واپس اپنی پہلی پوزیشن پر جاتے رہے۔ یہاں تک کہ تمام رجال الغیب سرکارِ دو عالم ؐ کے صحابہ میں سے مقرر فرما دیئے گئے۔ اور ان رجال الغیب میں سے جس کا وصال ہو جاتا تھا۔ اِن کی جگہ حضور ؐ کی اُمت کے اولیاء جو کہ اس درجے کے قابل ہوتے ہیں۔ مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ملائکہ کے بعد تمام رجال الغیب یعنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ رجال الغیب حضور ؐ کی اُمت کے اولیاء میں سے ہی منتخب کیے جاتے ہیں۔

یہ بات پہلے واضح کی جا چکی ہے کہ کائنات کی مختلف سمتوں اور گوشوں میں ایک کچہری باطنی لگتی ہے۔ اور یہ کچہری ہفتہ یا مہینہ میں ایک بار غارِ حرا میں بھی لگتی ہے۔ اور کبھی کبھار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ کرام ؓ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ تو غوث حج کے فرائض انجام دینے کی بجائے بطور وکیل ابدال کی لائی ہوئی حالات و واقعاتِ عالم پر مبنی رپورٹیں آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ اس کچہری میں کبھی کبھار وصال شدہ بزرگ مثلاً حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی ؒ اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری ؒ اور دیگر

اکابر بزرگان کرام کبھی تشریف لاتے ہیں۔ لیکن وصال شدہ بزرگ کوئی ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتے۔

معلوم ہو کہ رجال الغیب میں ایک "غوث الوقت" (جو کہ تمام دنیا کا ہوتا ہے) اور سات اوتاد (جو ہر اقلیم کا ایک ایک ہوتا ہے) اور چالیس [۴۰] ابدال اور ستر [۷۰] نجیب اور دو سو بیالیس [۲۴۲] نقیب ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ان تمام رجال الغیب کی تعداد تین سو ساٹھ [۳۶۰] ہے۔ یہ مقدس ہستیاں روزانہ مختلف سمتوں میں جمع ہو کر ایک کچہری لگاتی ہیں۔ غوث عدالت کرتا ہے۔ اور قطب بطور وکیل تمام کائنات کی رپورٹیں غوث کے آگے پیش کرتا ہے۔ اگر کبھی غوث حاضر نہ ہو تو قطب عدالت کرتا ہے۔ اور ابدال بطور وکیل اپنی اپنی رپورٹیں پیش کرتے ہیں۔ رجال الغیب کا نقشہ درج ذیل ہے:-

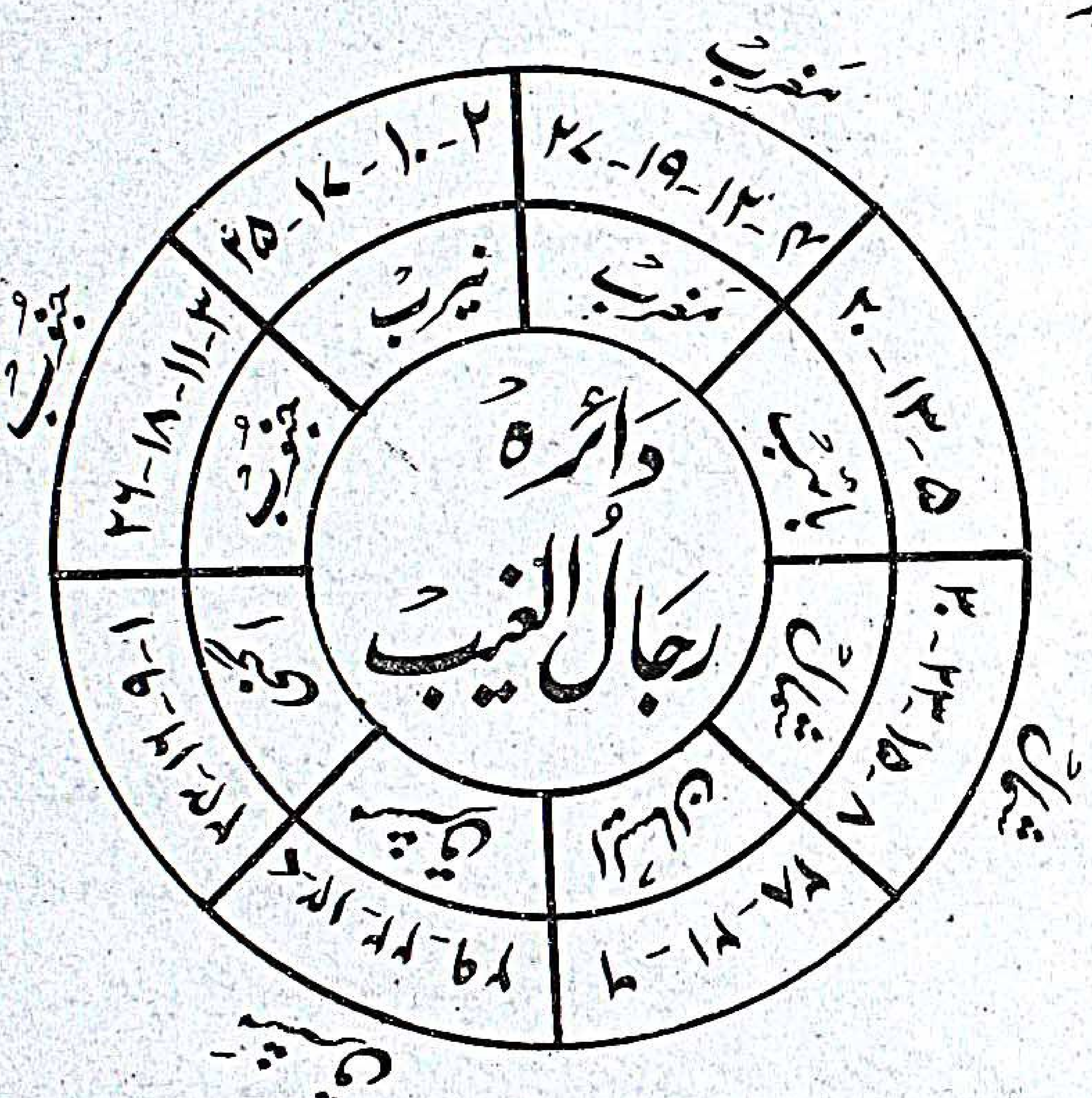

سلام رجال الغیب

کوئی بھی عمل کرنا ہو۔ نقشہ رجال الغیب دیکھ کر اسی تاریخ کو رجال الغیب کی طرف منہ کر کے سات بار سلام پڑھیں۔ اس کے بعد رجال الغیب پشت کی جانب یا بائیں جانب آئیں تو

پھر عمل شروع کریں۔ سلام درج ذیل ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رِجَالَ الْغَیْبِ وَیَا اَرْوَاحُ الْمُقَدَّسَۃ اَغِیْثُوْنِیْ بِغَوْثَۃٍ وَّانْظُرُوْنِیْ بِنَظْرَۃٍ یَا رُقَبَاءُ وَیَا نُقَبَاءُ وَیَا نُجَبَاءُ وَیَا اَبْدَالُ وَیَا اَوْتَادُ وَ یَا اَقْطَابُ وَیَا قُطْبُ الْاَقْطَابِ اُمْدُدُوْنِیْ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ بِحَقِّ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

رُوح

قرآن مجید کی زبان میں روح امرِ رب ہے۔ یعنی قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (کہدے کہ روح امر رب ہے) یہی روح کی کامل شرح ہے۔ لیکن اہل معرفت کہتے ہیں کہ امر چیز دل کا پیدا کرنیوالا ہے۔ پس روح بھی آمر ہونی چاہیئے۔ اور آمر آمر ہوتا ہے نہ مامور۔ فاعل ہوتا ہے نہ مفعول۔ قاہر ہوتا ہے نہ مقہور۔ یہ بھی زیادتی کی ہے۔ اگر شریعت دیوانگی کی قید اُٹھا لیتی تو میں پوچھتا کہ روح کیا چیز ہے۔ لیکن غیرت الوہیت اس بات کی اجازت نہیں دیتی چنانچہ کہا گیا ہے " اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ " (تحقیق خدا غیرت والا ہے) غیرت کے باعث روح کی شرح کرنا منع ہے۔ کیونکہ خدا کے رازوں کا ظاہر کرنا کفر ہے۔

اے بھائی جب کُنْتُ کَنْزًا (میں پوشیدہ تھا) کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (یعنی جس نے پہچانا اپنے آپ کو اس نے پہچانا پروردگار اپنے کو) اہل بصیرت پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اور نیز فرمایا گیا کہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (جب میں نے اسے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی) یہ کہاں کا پتہ دیتا ہے اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (تحقیق خدا تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اپنی صورت پر) حالانکہ خدا تعالیٰ کی کوئی صورت نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت "روح" سے مراد ہے کہ ذات الٰہی جان ہے اور روح اسکی صورت ہے۔ پس نہ ذات کی کوئی شکل ہے اور نہ اس کے امر یعنی روح کی کوئی صورت ہے۔ جس طرح ذات مخفی ہے روح بھی پوشیدہ ہے۔ جس طرح ذات دیدۂ فہمیدِ خاکی و بشری صورت سے ممکن نہیں۔ اس طرح اسکے امر روح کی دید د

فہمید بھی ناممکن ہے۔

روح ایک ہی چیز ہے۔ اس کی تقسیم محال ہے۔ مختلف اجسام میں جو ارواح ہوتی ہیں۔ یہ سب روح الاعظم کا پرتو ہیں۔ جس طرح سورج ایک ہے۔ اور اس کی شعاعیں بے شمار ہیں۔ کہ صاف مقام پر آتی ہیں تو تمام آفتاب کی شکل ان کے اندر آجاتی ہے۔ حالانکہ سورج خود وہاں نہیں ہوتا۔ اور جب میلی کثیف چیزوں پر آفتاب کی شعاعوں کی جھلک پڑتی ہے تو وہ اپنی جسمانی کثافت سے نور تو قبول نہیں کر سکتیں مگر حیات ونشو نما کی قوت ان چیزوں میں بھی انہیں شعاعوں سے پیدا ہوتی ہے۔ پس روح ذات کا آئینہ ہے۔ جس میں اس کے حسن وجمال کی شکل نظر آتی ہے۔ پس سمجھو فَهِمَ مَنْ فَهِمَ (سمجھا جس نے سمجھا) اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کا اظہار کرنا کفر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور معرفت کے احوال پر جس کسی کو عنایت ہوتے ہیں۔ اسکے لیے فرمایا سَنُرِيهِمْ (عنقریب ہم دکھا دیں گے انکو) لیکن اس میں غور وخوض کرے تو حرام ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مدت یہ کیفیت رہی کہ جب میں اسے ڈھونڈتا تو اپنے آپ کو پاتا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ میں اپنے آپ کو ڈھونڈتا ہوں۔ تو اُس کو پاتا ہوں۔

یاد رکھو۔ کہ مطلوب طالب سے دور نہیں وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) لیکن اس طالب کو اُس سے دوری نہیں جو اپنے آپ میں محجوب نہیں اُس طالب کو دوری اس سے دوری ہے۔ جو اپنے آپ میں محجوب ہے۔ جب اپنے وہم وگمان سے باہر نکلتا ہے تو مطلوب کو ظاہر دیکھ لیتا ہے۔ اور فرمایا کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (اور ہم اس کی طرف زیادہ نزدیک ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں)
وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تم خود میں غور بھی کرو۔ کیا تم کو نہیں سوجھتا)
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ط (جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اور ازروئے رستہ وہ زیادہ گمراہ ہوگا۔

؎ دو چشم خویش را بربند چوں باز — درونت تا دہد گم گشتہ آواز!

علمِ طبؒ کی رُو سے رُوح کی تعریف

حکما کے نزدیک رُوح کی تعریف یہ ہے :

اَلرُّوحُ جَوھَرٌ مُجَرَّدٌ عَنِ الْمَادَّۃِ فِیْ ذَاتِہٖ وَمُتَعَلِّقٌ بِھَا فِیْ صِفَاتِہٖ یُشِیْرُ اِلَیْہِ کُلُّ وَاحِدٍ بِقَوْلِ اَنَا وَاَنْتَ ۔ رُوح ایک جوہر ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے مادے سے خالی ہے ۔ اور اپنی صفات کے اعتبار سے مادے کو اپنا گھر بنا رکھا ہے ۔ ہر شخص اس کی طرف سے اپنے ہر کام میں میں اور تُو کے ساتھ اشارہ کرتا ہے ۔

افلاطُون کا قول ہے کہ رُوح (نفسِ ناطقہ) کی جگہ عالمِ بالا ہے ۔ یعنی وہ کوئی مادی یا دُنیاوی چیز نہیں ہے ۔ رُوح بذاتِ خُود غیر فانی ہے اور خدائی صفات رکھتی ہے ۔ لیکن مادی جسم سے متحد ہونے کی وجہ سے اکثر اس پر پابندیاں وارد ہو گئی ہیں ۔ نفسِ ناطقہ کے غیر فانی ہونے پر افلاطُون نے مختلف دلائل قائم کیے ہیں ۔ جن پر مابعد فلاسفروں نے حسبِ لیاقت حاشیہ آرائیاں کی ہیں ۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ مُفرد ہے مرکّب نہیں ہے ۔ اس لیے فساد یعنی موت سے محفوظ ہے ۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ رُوح کا مبدا ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ۔ اس نے رُوح کو بھی صفتِ بقا عطا کی ہے ۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ رُوح زندگی اور حیات کا سبب ہے اور وجودِ حقیقی معدُوم نہیں ہو سکتا رُوح اگرچہ جسم میں مقیّد ہے ۔ لیکن اسکا میلان ہمیشہ عالمِ بالا کی طرف پایا جاتا ہے ۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مادی دنیا اس کا اصلی وطن نہیں ہے ۔ اور اپنی اصلیّت کی طرف رجوع کرنا ہر شے کی طبیعت کا فطری تقاضا ہوتا ہے ۔ رُوح کا مبدا الوہیّت ہے ۔ پس وہ ہمیشہ الوہیّت سے وابستہ ہونے کی خواہش رکھتی ہے ۔

حدیثِ مبارکہ میں وارد ہے کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے ۔ جس طرح ابدی اور غیر فانی ہے ۔ اسی طرح ازلی اور قدیم بھی ہے ۔ یعنی جسم انسان سے وابستہ ہونے سے پہلے بھی موجود ہوتی ہے ۔ اور جدا ہونے کے بعد بھی قائم رہتی ہے

Marfat.com

افلاطون چونکہ صوفی مشرب حکیم تھا۔ لہٰذا وہ صوفیائے کرام کے خیال کے موافق ہی رہا۔ دیگر حکماء بقول حافظ شیرازیؒ

؎ چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند ۔۔۔!

یعنی جب ان کو حقیقتِ حال کا پتہ نہ چلا تو عقل کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے۔ لیکن بقول مولانا رومؒ

؎ پائے استدلالیاں چوبیں بُود ——— پائے چوبیں سخت بے تمکیں بُود

یعنی دین دلیلوں سے نہیں پہچانا جاتا البتہ دین کے رموزِ عشق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں روح یعنی نفسِ ناطقہ یا طبیعتِ مدبّرہ بدن کے بارے میں گیارہ مذہب ہو گئے۔ کوئی جوہر قائم بذاتہ ہونے کا قائل ہوا۔ کوئی عرض غیر قائم بذاتہ کا راگ الاپنے لگا۔ بعض کی رائے مادی ہونے پر قائم ہوئی۔ اور بعض غیر مادی ہونے پر جم گئے۔ ایک اس کو بسیط کہنے لگا تو دوسرا مُرکّب بتانے لگا۔ علیٰ ہٰذا القیاس ان اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام حکماء کسی قطعی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکے۔ اور روح کی حقیقت متفق طور پر ان کو معلوم نہیں ہو سکی۔ لہٰذا ہمارے خیال میں روح ایک قائم بذاتہ شے ہے۔ اس کی ذات مادہ اور مادیات سے مُبرّا ہے۔ البتہ مادیات یعنی ابدان کی تدبیر کرتی ہے۔ نہ یہ کسی مکان میں ہے نہ زمانہ میں۔ بلکہ روح ایک جسم لطیف بخاری ہے۔ جو ابخرہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پیدائش اس طرح پر ہے۔ کہ جگر سے خونِ لطیف بذریعہ وریدِ شریانی قلب کے دائیں کان میں جا کر دائیں بطن میں جاتا ہے۔ وہاں سے پھیپھڑوں میں پہنچ کر صاف ہونے کے بعد قلب کے بائیں کان میں اور پھر بائیں بطن میں نفخ یعنی پختگی پا کر حباب بن جاتا ہے۔ یہی حباب روح کہلاتی ہے۔ اور اسکی غرض و غایت قویٰ کو اعضائے رئیسہ سے تمام اعضا تک پہنچانا ہے۔

جالینوس اور اس کے متبع روح کی پیدائش ہوا سے بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہوا بذریعہ سانس وغیرہ کے دل میں پہنچتی ہے۔ تو حرارت عزیزی کو ٹھنڈک پہنچا کر اور خود اس سے گرمی کا اثر پا کر روح بن جاتی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ انسان کو سانس اندر داخل کرتے وقت ہوا نہ ملے تو وہ مر جاتا ہے۔ تحقیقاتِ جدیدہ میں بھی اسی کو صحیح جانتے ہیں۔ اور بعض علمائے ہنود (آریہ) کہتے ہیں کہ مادہ اور ایشور آکاس میں غیر اور قدیم ہیں۔ پس یہ محض غلط اور لغو ہے۔ اور علمائے

Marfat.com

ظواہر اہلِ اسلام بھی انہیں کے پیچھے ہو لیے۔ کیونکہ یہ بھی رُوحِ قدسی کو ممکنات و مخلوقات میں شمار کرتے ہیں۔ یہ ان کی فاش غلطی ہے۔ بلکہ وہ روحِ قدسی جس کیلئے اللہ تعالیٰ عزّوجل ملائکہ کو حکم فرماتے ہیں: فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۝ (پ۱۴۔ ع ۳) یعنی اے ملائکہ جب میں انسان کی شکل و صورت ٹھیک بنا چکوں اور اس میں اپنی جان داخل کر دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود ــ آب گِل را کے کنند ملکاں سجود

یعنی اگر خدا کی ذات انسان میں نہ ہوتی صرف پانی اور مٹی کا انسان ہوتا تو فرشتے اس کو سجدہ نہ کرتے۔ اور "نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ خاکی ڈھانچے کو نہ تھا بلکہ رُوح اللہ کو تھا۔ جو مخلوق نہیں۔ ورنہ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۝ سَوَّیْتُهٗ کے بعد آتا اور نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے بعد نہ ہوتا۔ اب اگر غور کیا جائے تو ضرور معلوم ہو جائے گا کہ اس خاکی طلسم میں کوئی راز پوشیدہ ہے جس وجہ سے فرشتے اسے سجدہ کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ عالم دو ہیں۔ عالمِ خلق اور عالمِ امر۔

کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (پ۸، ع)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلق امر نہیں اور امر خلق نہیں۔ عالمِ خلق جسم و صورت محسوسہ و غیر محسوسہ ایک طلسم ہے جس کو ظاہر و آخر کہتے ہیں۔ اور عالمِ امر رُوح و حقائق اشیاء ہے جس کا نام باطن و اوّل ہے۔ اور کتبِ عقائد میں لکھا ہے کہ حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ ثَابِتَةٌ ثابت وہ ہے جس کو فنا نہ ہو۔ اور رُوح کو اللہ تعالیٰ اپنی جانب منسوب فرماتے ہیں یعنی میری رُوح۔ تو قوتِ متخیلہ نے پھر کس طرح اپنی خام خیالی سے بغیر دیکھے بھالے اور سوچے سمجھے رُوح اللہ کو ممکنات و حادثات میں شامل کر لیا ہے۔ حالانکہ اس کی منادی پہلے ہی ہو چکی ہے۔ جبکہ یہود نے رُوح کی حقیقت کا سوال کیا تھا اور فرمانِ الٰہی صادر ہوا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (پ۱۵، ع۱۰) ترجمہ: فرما دیجیے کہ رُوح میرے پروردگار کا ایک ذاتی اور مخفی راز ہے (چونکہ کفار کو اس رازِ مخفی سے

Marfat.com

محروم رکھنا تھا اس لیے فرمایا) کہ تمہارا تھوڑا سا علم اس راز کی تفہیم سے قاصر و عاجز ہے۔

~ راز بجز راز داں انبار نیست ___ راز اندر گوشِ مُنکر راز نیست

پس تم کو اتنا بتا دینا ہی کفایت کرتا ہے کہ یہ رُوح ہمارا ایک مخفی راز ہے۔ چنانچہ حدیثِ قُدسی اس مخفی راز کی حقیقت کی خبر دے رہی ہے۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرِفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ۔ یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس جب میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں تو پھر میں نے اپنے اسرارات کو اس طلسماتی مخلوقات میں پوشیدہ تر و ظاہر تر کر دکھلایا اور انسان کو مظہرِ اُتم بنا دیا۔ وائے بر حالِ ما۔

~ سراپا آرزو ہونے سے بندہ کر دیا ہم کو ___ وگرنہ ہم خدا تھے گر دلِ بے مدعا ہوتا

اور جمیع صوفیائے کرام شہودیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اتفاق ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ قلب و رُوح و سِرّ و خفی و اخفی کہ ان کی قرارگاہ عرشِ معلی پر ہے۔

آیتِ کریمہ: قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (پ۱۵، ع۱۰)

ترجمہ: فرما دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رُوح خدا کا امر ہے۔ اس کا علم عام لوگوں کو نہیں مگر تھوڑا سا۔ ان ہی کی شان میں ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رُوح عالمِ امر میں سے ہے۔ جو عرشِ معلّٰی پر ہے۔ عالمِ خلق میں سے نہیں۔ جو عرش سے تحت الثریٰ تک ہے۔ اور شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ قُلِ الرُّوحُ مِن اَمرِ رَبِّیۡ (پ۱۵ ع۱۰) کی تفسیر میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ رُوح چونکہ عالمِ امر میں سے ہے نہ کہ عالمِ خلق میں سے۔ اس لیے محجوبین یعنی علمائے ظواہر کے علم و ادراک کی رسائی وہاں تک ممکن نہیں ہے یعنی غیر ممکن ہے۔ کیونکہ عالمِ امر ایک ذاتِ مجرّدہ ہے۔ ہیولیٰ و جوہر ہے۔ اور وہ منزّہ و مقدّس ہے شکل و صورت و جہات سے۔ پس محال ہے کہ محجوبین کا ناقص علم و ادراک اس کی تعریف و توصیف بیان کر سکے۔ بلکہ عالمِ خلق کے محسوسات میں بھی ان کا علم و ادراک ناقص و بے قدر ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ظاہری جسم و صورتِ آدم حکمتِ ظہور و احکامِ اسماء ذات صفاتِ الٰہیہ ہے۔ اور رُوحِ آدم یعنی باطنی حالت حکمتِ ربوبیت و خلافت ہے۔ پس آدم ربوبیت و اتصاف صفاتِ الٰہیہ کے اعتبار سے عالم کیلیے حق ہے۔ اور باعتبارِ جسم و صورت خلق۔

Marfat.com

پس اگر کسی شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ ممکنات و حادثات میں سے ہے تو رُوح اللہ بھی سہی ۔ ہمارا اس میں کیا حرج ہے ۔ لیکن ملت ابراہیمی میں عملاً و نقلاً ثابت ہو چکا ہے کہ ذات واجب الوجود وحدہٗ لاشریک لہٗ ازل الازال سے قائم و واجب و قدیم ہے ممکن و حادث نہیں ۔ اور تم کو بھی اس بات کا کامل یقین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رُوح قدسی کیسے ممکنات و حادثات میں سے ہو سکتی ہے ۔

؎ اتّفاقے بے تکیف بے قیاس ــــ ہست اندر حیرت اندر حیرت است

اے یارانِ تصوّف و طریقت : اگر تم تھوڑی دیر کے لیے ہی اپنی خام خیالی کو چھوڑ دو ۔ اور چشم ظاہر بین کو بند کر کے چشم باطن کو کھول کر دیکھو کہ ذاتِ واجب تعالیٰ ظاہر ہوتی ہے یا نہیں ۔ اگر تم میں اتنی اہلیت نہیں تو پھر کسی مردِ کامل کی صحبت اختیار کرو تاکہ وہ تمہاری چشم باطن کو پُرنور کر کے اس کو حق بین بنا دیں ۔ تاکہ تم کو حق ہی حق نظر آنے لگے ۔ اور تم چشم بینا والے ہو جاؤ ۔ اسی کو نُورٌ علیٰ نُور کہتے ہیں

مسئلہ بعد از موت رُوح کا آنا جانا

رُوحیں انسان کے مرنے کے بعد کسی گناہ کے سبب گرفتار نہیں ہوتیں مگر اللہ کے بندوں پر ظلم کرنے سے گرفتار ہو جاتی ہیں ۔ کیونکہ "حقوق العباد" کا مطالبہ اللہ تعالیٰ کے رُوبرو پیش ہوتا ہے ۔ وہ اللہ جو نہایت عادل حاکم ہے ۔ مسلمان ہو یا کافر ۔ نیک ہو یا بد ۔

رُوح خاکی وجود کی قید سے آزاد ہو کر ہمیشہ خوش و خرم رہتی ہے ۔ اس کو کوئی فکر لاحق نہیں ہوتا ۔ رُوح ہمیشہ زندہ رہتی ہے ۔ موت صرف خاکی جسم کو ہے ۔ جدھر ان رُوحوں کا جی چاہے ۔ بلا خوف و مزاحمت چلتی پھرتی ہیں ۔ جو شکل چاہیں اختیار کر لیتی ہیں ۔ جیسے نیک بندوں کی نیک رُوحیں مثلاً اولیاء اللہ کی ارواح اپنے پکارنے والے کی مدد کو فوراً پہنچتی ہیں ۔ اور اس کی ہر طرح کی مدد و معاونت کرتی ہیں ۔ پکارنے والے کی فریاد کا حوصلہ افزا جواب بھی دیتی ہیں اور طالبین کو خواب میں بھی زیارت سے شرف یاب کرتی ہیں ۔ اور انکی ہر قسم کی مشکلات کا مداوا کرتی ہیں ۔ اور ہر طرح سے دستگیری فرماتی ہیں اور چمکنے والی بجلی کی طرح ایک لمحے میں پوری دُنیا کا چکر لگا لیتی ہیں ۔ جس کام کا ارادہ ہو ۔ وہی کر لیتی ہیں ۔ اور ارواحِ خبیثہ جن کو لوگ چڑیل یا

Marfat.com

بھوت وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ تمام ارواح غیر مسلم ہوتی ہیں۔ یہ روحیں جسم کی قید سے آزاد ہو کر کائنات میں آوارہ پھرتی رہتی ہیں۔ مثلاً کبھی جنگلوں میں جمع ہو کر تالیاں بجاتی ہیں۔ گاتی ہیں اور کبھی بر سر راہ راہگیروں سے مزاحم ہو کر ان کا تمسخر اڑاتی اور پریشان کرتی ہیں۔ اور ان کا نام بلکہ ان کے باپ دادا کا نام لیکر پکارتی ہیں۔ اور کبھی کسی ڈراونی شکل میں آکر راہگیروں کو دہشت زدہ کرتی ہیں۔ اور یہ ارواح مختلف جانوروں کا روپ بھی دھار لیتی ہیں۔ غرضیکہ ارواح جسم سے آزاد ہونے کے بعد ہمیشہ قائم اور زندہ رہتی ہیں۔ اور جو صورت چاہے اختیار کر لیتی ہیں جہاں چاہے جا سکتی ہیں اور کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری بھی اپنے پکارنے والے کو پہنچاتی ہیں۔ اور ہر ایک بات دنیا کے ہر ایک کونے سے سن لیتی ہیں۔

حدیث: حدیث شریف میں وارد ہے کہ روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں۔ اگر اپنے رشتہ داروں کو نیک عمل کرتے دیکھتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہیں اور اگر برے کام کرتے دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں کہ لوگو دنیا کے فریب میں نہ آؤ۔ جیسا کہ اس کے فریب میں ہم آگئے تھے۔

اے انسان! طفلِ نادان! تو درویشوں کی خاک پا ہو جا۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت جان تیری زندگی پاک و صاف ہو جائے گی اور تو موت و بقا کے اصل جلووں کا مشاہدہ کرے گا پھر نہ موت تیرے لیے ہیبت ناک رہ جائے گی اور نہ تو موت سے خوف و نفرت کرے گا۔ اس وقت اس کا دروازہ تیرے لیے کھول دیا جائے گا۔ اور وہ خواہش جو ہر لمحہ تیرے دماغ کو ستاتی ہے کہ کاش میں نہ مٹتا۔ اور ہمیشہ باقی رہتا۔ پھر پوری ہو جائیگی۔ اگر تو بقاء کا خواہشمند ہے تو موت کی آرزو کر۔ کیونکہ موت کا دروازہ ہے۔ درویشوں کی صحبت سے تو اپنے پوری جسم و روح کا مشاہدہ کر کے بقا کے راز کو پالے گا۔ اور بغیر اہل اللہ کے بقا کا راز حاصل ہونا مشکل ہے۔ جب تو اپنی بقا کے راز سے آشنا ہو جائے گا۔ تو تیرے دل و دماغ سے موت کا خوف نکل جائے گا اور تجھے حیاتِ ابدی حاصل ہو جائے گی۔

Marfat.com

تقدیر

اے نادان انسان! اس بات کو خوب یاد رکھ کہ جس چیز کی تمنّا تیرے دل کو ستا رہی ہے وہ چیز یا تو ازل سے تیری قسمت میں لکھّی جا چکی ہے یا نہیں لکھّی گئی۔ اگر لکھّی جا چکی ہے تو وہ چیز تجھے ضرور ملے گی۔ اگر نہیں لکھّی گئی تو ہرگز نہیں ملے گی۔ تیرا غم کھانا عبث ہے۔ جس چیز کا کھانا تیری قسمت میں لکھا ہے۔ اس کو کوئی دوسرا کھا نہیں سکتا اور نہ اوڑھنے کی کوئی چیز اوڑھ سکتا ہے۔ اس کو تو ہی اوڑھے گا۔ پھر تیرا خداوند کریم پر بے اعتبار ہونا کس لیے ہے۔

؎ سب کام کبریا رے تقدیر کے حوالے ــــ نزدیک عارفوں کے تدبیر تو یہ ہے
؎ مقدر میں جو ہے وہ مٹتا نہیں ــــ بس یہاں کچھ عقل کا چلتا نہیں

آیت: قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۔ ترجمہ: اے محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) فرما دیجیے کہ جو قسمت میں لکھا جا چکا ہے۔ اس سے زیادہ کسی کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اسی پر مومن کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

سورۃ کہف: وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ..
ترجمہ: کسی کام کیلئے یہ مت کہو کہ میں کل کو کروں گا۔ اگر خدا کو منظور نہ ہوا تو وہ کام ہرگز نہ ہو گا

سوال: نیکی اور بدی کرانے والا کون ہے؟

جواب: قولُ اللّٰہ تعالیٰ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۔ یعنی بندے کا ہر ایک فعل اس کی نسبت مجازی رکھتا ہے اور حق تعالیٰ سے ہر ایک فعل کی نسبت حقیقی ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

گرت دیدہ بخشید خداوند امر ــــ نہ بینی دگر صورت زیدؓ و بکرؓ

یعنی اگر اللہ تعالیٰ تجھے دیکھنے والی آنکھ عطا فرما دے تو تیری نظر زیدؓ و بکرؓ کے ظاہری افعال پر کبھی نہ جاتے۔

Marfat.com

انسان اپنے فعل میں مختار ہے یا نہیں

انسان کو مطلق اختیار نہیں محض معذور و مجبور ہے۔ انسان کی نیکی و بدی۔ ہدایت و ضلالت حرکات و سکنات تمام قبضۂ قدرت میں ہیں۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (پ۵، ع۸) یعنی اے محمدؐ فرما دیجیے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حدیث: وَلَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ یعنی بغیر اللہ کے حکم کے ایک ذرہ بھی جنبش نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ہم نے کسی کو کچھ اختیار نہیں دیا۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کسی کو طاقت نہیں جو بغیر ہمارے حکم کے کچھ کر سکے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ۔ (پ۲۰، ع۹) یعنی تحقیق تو راہ پر نہیں لا سکتا (اے نبیؐ) جسے تو چاہے مگر اللہ راہ پر چلاتا ہے جسے چاہے۔ اس جگہ عام لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کے کام کو اپنا فعل قرار دیا ہے۔ یعنی اے محبوب جن کو ہدایت کر کے آپ راہ پر لاتے ہیں۔ ان کو گویا میں ہی راہ پر لایا ہوں۔ کیونکہ تمہارا جو کام ہے وہ درحقیقت میرا ہی کام ہے۔ تو اور میں حقیقت میں دو نہیں ایک ہی ہیں۔

حدیث: قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ الْاِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ۔ یعنی مومن کا دل اللہ کی انگلیوں کے درمیان ہے۔ اللہ جس طرف چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔

آیت: اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری ذات اور افعال کا خالق ہے۔ یعنی انسان اپنے فعل کا فاعل خود نہیں بلکہ فاعل صوری ہے اور فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حدیث قدسی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ یعنی میں اپنے بندے کے خیال کے مطابق ہوں۔ جیسا کہ وہ مجھے سمجھے اور خیال کرے۔ ویسا ہی ہو جاتا ہوں۔

~ کارساز ما بفکر کار ما ——— فکر ما در کار ما آزار ما

یعنی ہمارے سب کام اللہ ہی کرتا ہے۔ ہمارا فکر محض فضول ہے۔

خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو جس کام کیلیے بنایا ہے جب چاہتا ہے۔ اس مخلوق سے وہ کام لے لیتا ہے۔ کیونکہ جس کام کیلیے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس کام کی رغبت اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

ہر چہ آید در نظر از خیر و شر ___ جملہ را از حق بداں اے بے خبر

یعنی جو کچھ نیک و بد نظر آرہا ہے خدا کیطرف سے ہے۔

اُمّتِ محمدیہ ﷺ کے اولیاءٔ

یعنی غوث، قطب، ابدال اور دیگر اولیاءٔ کی قوّتِ ولایت و تصرّف بنی اسرائیل کے انبیاء اور تمام ملائکہ کی قوّت سے بڑھ کر ہے

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپّڑ مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال دی تھی۔ نبوت و ولایت ایک دوسری کی پرتو ہیں۔ جو کام سابقہ نبی کر سکتے تھے۔ ان سے بڑھ کر امّتِ محمدیہ ﷺ کے ولی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود کلیم اللہ ہونے کے حضرت خضر علیہ السلام کی بات نہ سمجھ سکے۔ اور غوث الثقلین رضؓ سے حضرت خضر عؑ نے فیض پایا۔ اور جو اسرار حضرت غوث الاعظم رضؓ سے ظہور میں آتے ہیں۔ دیگر اولیاء اللہ تو بجائے خود رہے۔ انبیائے بنی اسرائیل بھی اس سے آگاہ نہیں۔ حضرت غوث الاعظم رضؓ کا ارشاد ہے کہ اے گروہ انبیاءؑ تم کو تو انبیا ہونے کا لقب ہی دیا گیا ہے اور ہم پر وہ عنایات کی گئی ہیں کہ تم کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔ منبر شریف پر بیٹھے وعظ فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا "اے خضر عؑ! محمدی کی کلام ٹھہر ٹھہر کر سن تاکہ تیری سمجھ میں آجاوے"۔ حضرت غوث الثقلین رضؓ کے تصرّفات جیساکہ حیاتِ جسد میں اور قبل از ظہورِ جسد تھے۔ ویسے ہی اب بھی ہیں۔ آپؓ کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ ولی کو علم غیب اور قدرتِ تکوینِ اشیاء باذن اللہ عطا ہوتی ہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ "اے غوث الاعظم رضؓ! تو میری عبادت کر۔ پھر تو ایسا ہو جائے گا کہ جب تو کسی چیز کو کہے

گا کُن، پس وہ چیز فوراً ہو جاتی ہے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں کو میں نے سچا پایا۔

طریقہ توجّہ

مُرشد کو چاہیے کہ مرید کو اپنے نزدیک رُوبرُو دو زانو بٹھائے اور کہے کہ آنکھیں بند کر کے بجانب دِل متوجّہ ہو اس کے بعد اپنے دِل کی طرف متوجّہ ہو کر بہمت الفاتی نسبت کی کرے تاکہ مرید کے دِل پر فیوضِ غیبیہ کا اثر ہو اور ایک طرح کی محویت اور بے خودی اُس پر طاری ہو۔

یہ طریقہ توجّہ کا اہلِ نقشبندیہ روزانہ یا تیسرے روز کرتے ہیں اور جس پر توجّہ اثر نہ کرے یا قلب اس کا سخت ہو تو اُس کے لیے یہ تدبیر ہے کہ توجّہ کے وقت اُس کے دِل کے پاس چراغ روشن کر کے رکھ دے تاکہ حرارتِ چراغ سے قلب میں بھی حرارت پیدا ہو۔

بعض فقراء کے ہاں اس توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مُرشد اور مسترشد دونوں آنکھیں بند کر کے متوجّہ ہوں اور دیر تک مراقب رہیں۔ بعد پیدا ہونے والی گرمی کے دل میں باہم دیگر محویّت پیدا ہو جاتی ہے گی۔

لیکن طالبِ توجّہ پر لازم ہے کہ قبل توجہ کے دل کو بذکر اللہ جاری کرے تاکہ جلد تاثیر ہو اور قلب جاری ہونے کی شناخت یہ ہے کہ جس وقت بجانب باطن توجّہ کرے تو بقدر اپنی استعداد کے انوار زرد، سفید، سیاہ، سُرخ و سبز اپنے میں مُشاہدہ کرے۔ اور کسی بزرگ کی قبر پر واسطے زیارت و دریافت نسبت اُس بزرگ کے متوجّہ ہو۔ اور ہمت اُس کی طرف مصروف کرے تو اس وقت بھی انوارِ سرخ، سفید مثلِ اس کے ظاہر ہوں تو معلوم کرے کہ وصلِ اس بزرگ متوجہ الیہ کا بواسطہ لطیفہ قلب یا رُوح کے ہے۔ اور اگر نور دو لطیفہ یا زیادہ مخلوط ہو کر ظاہر ہوں تو وصل اسکا ان لطائف یازدہ (یعنی گیارہ کے) ہو گا۔ اس لیے کہ وصل ہر بزرگ کا بوساطت ایک لطیفہ کے لطائفِ سبعہ کے ہے۔ جو اس کے جسد سے مُتعلق ہے۔

قلب درمیان راہِ حق

اللہ تبارک وتعالےٰ سے ملنے کی راہ جانب شرق یا غرب یا شمال یا جنوب میں نہیں ہے۔ اور نہ زمین وآسمان میں ہے بلکہ اللہ کو ملنے کی راہ مومن کے دل میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَفِیۡٓ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ" اور فرمایا نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے "مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ"

؎ در ہر دلے کہ زآتشِ عشق تو داغ نیست ۔۔ تاریک خانہ ایست کہ در وے چراغ نیست

اور یہی عارف لوگ کہتے ہیں مُشَاہِدَۃُ الۡقُلُوۡبِ اِیۡصَالُہَا بِالۡمَحۡبُوۡبِ یعنی دل کا مشاہدہ محبوب سے ملتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ترجمہ: میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔

پس اے طالب! خوب اچھی طرح سے سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کو ملنے کی راہ دل سے ہی چلتی ہے نہ کہ پاؤں سے۔ جس طرح رُوح ذات کا آئینہ ہے۔ اسی طرح قلب اسماء وصفات کا آئینہ ہے جو تجلّی ذات کی رُوح میں مجمل ہے وہ قلب میں درخشاں ہو کر مُفصّل ہو جاتی ہے۔

تصفیہ قلب

اے طالب! خدا کی پہچان کیلئے دل سے ہی چلا کرتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے قلب کی صفائی اور باطن کی درستی بہت ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہارے جسموں اور تمہارے چہرہ ولباس کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ صرف تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے اعمال کو قبول نہیں کرتا جو فقط ظاہر میں اچھے معلوم ہوں لیکن اخلاص ومحبت اور توجہ قلبی سے خالی ہوں۔

مثلاً کوئی شخص بظاہر تو عبادت میں مشغول رہے مگر دل میں غفلت چھائی رہے اور دل میں یہ تمیز نہ ہو کہ خدا حاضر وناظر ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہو تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے۔ کیونکہ قلب خاص محل واللہ کا گھر ہے اور سلطان البدن ہے۔ اور روحانی اور باطنی ملک الجوارح ہے جب

تک دِل کی حالت درست نہ ہوگی۔ کوئی صورت فلاح اور نجات کی حاصل نہیں ہوتی۔ غرض کہ بغیر توجہ اور اخلاصِ قلبی کے نماز، روزہ، صدقہ یا زکوٰۃ وغیرہ ادا کرے تو وہ کسی درجہ میں بھی شمار نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ فلاحِ دارین اور مقبولِ عند اللہ کا دار و مدار اصلاحِ قلب پر ہے۔ کیونکہ جب قلب درست ہوگا تو حتی المقدور ہر وقت طاعتِ الٰہی میں مصروف رہے گا اور یہی علامت قلب کے درست ہونے کی ہے۔ کیونکہ مقصود و اصلاحِ قلب سے یہی ہے کہ طاعتِ الٰہی ہو۔ اور اُس کا شکر کیا جائے۔ اور اللہ کی نافرمانی اور ناشکری نہ ہو۔ بزرگانِ دین نے اصلاحِ قلب کیلیے برسوں مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔

نفس

رُوح اور قلب عالمِ امر سے ہیں مگر نفس عالمِ خلق سے تعلق رکھتا ہے۔ ذات کی صفات اور اسماء کی تجلیاں رُوح اور قلب کے واسطے سے نفس تک آتی ہیں۔ مگر یہ چونکہ عالمِ خلق سے تعلق رکھتا ہے۔ اس واسطے اس میں وہ لطافت نہیں جو رُوح اور قلب میں ہے۔ اس لیے اس میں بغیر تربیتِ ناسُوتی کے ان تجلیات کی قبولیت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ نفس اپنی فطرت کے تقاضے سے ان تجلیوں سے گریز کرنا چاہتا ہے۔ اور حواسِ جسمانی کو ایسے احکام دیتا ہے جن سے کثافت میں ترقی ہو اور قلب و رُوح کے آئینوں تجلیاں نہ چمک اُٹھیں۔

جب انسان مجاہدات و عبادات کے ذریعے سے نفس کو ترقی دیتا ہے۔ تو پہلے اس میں ایک کثافت ملامت کی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی وہ خود اپنے آپ کو تجلیات کی عدمِ قبولیت پر نفرین کرتا ہے مگر اپنے جذبات کی مغلوبیت کے سبب اصلاح نہیں کر سکتا ہے۔ اس کو نفسِ لوّامہ کہتے ہیں۔ اور جب انسان مجاہدات کی قوت سے نفس کو جِلا دیتا ہے تو وہ ترقی کر کے بالکل آئینہ بن جاتا ہے اور اس (آئینے) میں رُوح و قلب کی تجلیاں مکمل طور پر چمکنے لگتی ہیں۔ اور کوئی حجاب کثافت کا نفس میں باقی نہیں رہتا۔ اس وقت اُس کا نام نفسِ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو نفس کا مرنا یا نفس کا قابو میں کر لینا کہتے ہیں۔

Marfat.com

بقول اہلِ معرفت: بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیرِ نر کو مارا تو کیا مارا

مسئلہ

انسان کا نفس متعدد صفات سے موصوف ہے قرآنِ پاک میں اسکو تین ناموں سے پکارا گیا ہے
۱۔ نفسِ امارہ ۲۔ نفسِ لوامہ ۳۔ نفسِ ملہمہ یا مطمئنہ

(۱) نفسِ امارہ

نفسِ امارہ وہ ہے جو بری صفات رکھتا ہو۔ اور ان صفات سے انسان میں نقص پیدا ہو کر انسان نیک لوگوں کی نظروں سے گر جائے اور وہ نقائص دور کرنے کے قابل ہوں۔

آیت: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔۔ ترجمہ: جو شخص اپنے نفس کو پاک کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اسے درست نہ کرے گا۔ وہ ہلاک ہوگا۔

آیت: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ۔۔۔۔ ترجمہ: نفسِ امارہ انسان کو بدی کی طرف راغب کرتا ہے۔ اسے درست کرو۔

حدیث شریف: اُقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاهَدَةِ۔ ترجمہ: نفس کو مجاہدہ کی شمشیر سے قتل کرو۔

حدیث شریف: اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ۔
ترجمہ: سب دشمنوں سے بڑا دشمن انسان کا نفسِ امارہ ہے جو انسان کے اندر ہے۔

حدیث شریف: وَجَعَلْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (روایت ترمذی)
ترجمہ: جنگِ احد کی واپسی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ لڑائی جو کافروں سے ہو چکی ہے چھوٹی تھی۔ اب ہم بڑی لڑائی شروع کریں گے جو نفسِ امارہ کے ساتھ ہوگی۔

اہلِ طریقت فرماتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ سے نفسِ امارہ کو درست کرو۔ اور حکماء نے اس نفس کا نام قوتِ شہوانی رکھا ہے۔ اور معدن و مبداء اس کا جگر ہے۔ اور کام اس کا شہوت کو برانگیختہ کر کے لذاتِ فاسدہ حاصل کرنا اور نیک و بد افعال میں تمیز نہ کرنا۔ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا وغیرہ۔

Marfat.com

ہندوؤں کے بزرگوں نے اس کا نام تاسسی ورتی یا تموگن رکھا ہے۔

(۲) نفسِ لوّامہ

جو بری عادات اور بری خواہشات سے اپنے آپ کو روکتا ہے اور عبادتِ الٰہی میں سستی ہونے پر پچھتاتا ہے۔ اور نفسِ امّارہ پر اعتراض کرتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کو نفسِ لوّامہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ نفس امّارہ کو عبادت الٰہی میں قاصر پا کر ملامت کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک بوڑھا شخص کبھی تو بچوں کے غول میں شامل ہو کر ان کا تماشا دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ اور کبھی اپنے مرتبہ پر نظر کر کے شرمسار ہو کر چلتا ہوا بچوں کو بھی کھیل کود سے روک دیتا ہے۔

آپ کو جاننا چاہیے کہ ہر شخص جس وقت کوئی فعلِ ذمیم کرنا چاہتا ہے تو اس کے اندر سے ایک غیبی آواز (جس کو کوئی گروہ آوازِ ضمیر کہتا ہے اور کوئی دل کی آواز کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور کوئی الہامِ ربانی کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ بہرکیف) اس کو فعلِ ذمیم سے رک جانے کیلیے مجبور کرتی ہے جس طرح کہ کسی خطرہ کے موقع پر الارم دیا جاتا ہے یا خطرہ کی گھنٹی غفلت سے بیدار کرنے کے لیے بجائی جاتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح کسی فعلِ ذمیم کے مرتکب ہوتے وقت ہر شخص کو اس کا ضمیر اس فعل سے روکتا ہے۔ یہی نفسِ لوّامہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح اس کا ذکر بیان فرمایا ہے:

آیت: وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ..... ترجمہ: اور قسم ہے مجھے نفس ملامت کرنے والے کی۔ اور حکماء نے اس کا نام قوتِ حیوانی رکھا ہے۔ اور معدن و مبداء اسکا دل ہے۔ اور کام اس کا نفسِ امّارہ کی نسبت نیک ہوتا ہے۔ اور نفسِ مطمئنہ سے کم درجہ ہے۔ اور ہندوؤں کے بزرگوں نے اس کا نام راجسی ورتی یا رجوگن رکھا ہے۔

(۳) نفسِ مطمئنہ

یعنی اطمینان یافتہ نفس۔ جب شہوات سے مزاحمت کرتے کرتے لوامہ کا اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ اور فرمانبرداری میں ٹھہر جاتا ہے تو اس کو نفسِ مطمئنہ کہتے ہیں۔ آپ کو جاننا چاہیے کہ نفس کو مطمئنہ اس وقت تک نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وہ افکار و افعال ذمیمہ سے بری نہ ہو جائے۔ اور اس کا برائیوں سے اس وقت تک بری ہونا محال ہے بلکہ ناممکن ہے۔ جب تک کہ اسے کوئی دلی

Marfat.com

ہمدرد اور یارِ غمگسار نہ مل جائے جو کہ اس کی ہر تکلیف اور ہر مصیبت کو نہایت ہمدردانہ طریقہ سے دُور کرنے کی کوشش کرے اور دُنیا میں کوئی ولی ہمدرد اور یارِ غمگسار نہیں ہو سکتا سوائے اللہ والوں کے

بقول مولانا روم ؒ :

• ہمنشینے اہلِ معنی باش تا ——— ہم عطا یابی و ہم باشی فتا

کامل درویشوں کے پاس بیٹھو تو خداوند کریم تم پر رازِ پوشیدہ آشکار کر دے گا

• جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں ——— ہست دانا رحمتُ اللعالمین

تمام داناؤں نے فرمایا ہے کہ انسانِ کامل (کامل درویش) خدا کی رحمت ہیں ۔

• دست زن در ذیلِ صاحب دولتے ——— تا ز افضالش بیابی رفعتے !

کسی صاحب دل (مرشد) سے اپنا دامن پیوستہ کر لے تاکہ اسکی مہربانی سے سر بلند ہو جائے

• پیر باشد قاضیٔ حاجاتِ ما ——— پیر باشد رہبرِ ہر دو سرا

مرشد ہمارا حاجت روا ہے اور مرشد ہی دونوں جہاں کا رہبر ہے ۔

• مرشدِ کامل چو باشد رہنما ——— با خدائے خویش گردی آشنا

جب مرشدِ کامل تیرا رہنما ہوگا تو تجھے خدا کی معرفت حاصل ہو جائیگی ۔

• صحبتِ صالح ترا صالح کند ——— صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبتِ صالح تجھے صالح کرے ۔ صحبتِ صالح تجھے صالح کرے

• ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر ——— دامنِ آں نفس کُش محکم بگیر

سوائے مرشدِ کامل کے کوئی چیز نفس کو ہلاک نہیں کر سکتی ۔ اس لیے تو مرشدِ کامل کا دامن مضبوطی سے تھام

• یک زمانہ صحبتِ با اولیاء ——— بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی عبادت سے بہتر ہے ۔

• گر تو سنگِ خارا و مرمر شوی ——— چوں بہ صاحب دل رسی گوہر شوی

اگر تو پتھر کی طرح سیاہ ہے تو مرمر کی طرح سفید ہو جائے گا جب ولی اللہ کے پاس پہنچے گا تو لعل بن جائیگا

الغرض طالبِ صادق اسی طرح مقاماتِ عشق کے نشیب و فراز کو طے کرتا اس مقام پہ پہنچ جاتا ہے کہ اس پر روحی کیفیات طاری ہو جاتی ہیں ۔ اور اس کے قلب پر ہر وقت انوار و تجلیاتِ الٰہی کا نزول

Marfat.com

ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سالک بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

؎ جب کھلی چشمِ حقیقت تو یہ دیکھا ہم نے ـــــ کہ تماشا بھی وہی ہے جو تماشائی ہے

اور اس مقام والوں کی نسبت اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (پ ۳۰/ سورۃ فجر) ترجمہ: اے چین و تسلی پکڑے ہوئے نفس اپنے ربّ کی طرف رجوع کر۔ تو اس سے راضی ہو کیونکہ وہ تجھ سے راضی ہے۔ میرے خاص بندوں میں شامل ہو اور جنت میں رہ۔ بس یہی نفسِ مطمئنہ ہے کیونکہ اس مقام پر پہنچ کر سالک کے تمام افعالِ اضطراب و بے چینی مثلاً گریہ و زاری آہ و بکا وغیرہ اطمینان میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اب اس سے روحی افعال صادر ہونے لگتے ہیں (مثلاً تمام روئے زمین کا ایکدم طے ہو جانا اور امورِ غیب سے اطلاع پانا وغیرہ وغیرہ)

بعد ازاں جب سالک اس مقام سے بھی ترقی کر جاتا ہے تو اس سے خواطرِ محمودہ بھی منقطع ہو جاتے ہیں اور یہ (عارف) اوصافِ الٰہیہ سے متصف ہو جاتا ہے۔

بقول حضرت امیر خسروؒ:

؎ خسرو رین سہاگ کی جاگی پی کے سنگ ۔ تن میرا من پیو کا دونوں ایک ہی رنگ

اور اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ عارف کا نام معروف کا نام بن جاتا ہے۔ اور اس کی ذات اس کی ذات ایک ہو جاتی ہے۔ اور یہ انتہائی مدارج کو طے کرتا ہوا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ہو کر پکار اٹھتا ہے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔۔۔!

یعنی میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا۔ میں تن اور تو جاں بن گیا۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں میں کوئی فرق ہے۔ کا مصداق بن جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر میں اور تو کا فرق اُٹھ جاتا ہے اور ذات میں ذات مل جاتی ہے۔ باقی فقط ھُو ہی ھُو رہ جاتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔ حکما نے نفسِ مطمئنہ کا نام قوتِ انسانی اور قوتِ ناطقہ رکھا ہے معدن و مبداء اس کا دماغ

ہے۔کام اس کا معرفت حاصل کرنا۔نیک افعال کو پسند کرنا اور برے افعال سے گریز کرنا و پرہیز کرنا ہے۔ ہندوؤں کے بزرگوں نے اس کا نام ستوگنی ورتی یا ستوگن رکھا ہے۔

جس کا نفس نفسِ مطمئنہ ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص آئینہ کو سیدھے رخ سے دیکھے اور اس میں دیکھنے والے کو اپنی شکل و صورت صاف نظر آوے۔اور نفس لوامہ والے کو یوں سمجھو جیسے کوئی اپنی صورت کو آڑے رخ آئینہ میں دیکھتا ہو تو کچھ حصہ بدن کا نظر آوے۔اور جس پر نفسِ امارہ کا غلبہ ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص شیشہ کو پشت کی طرف سے دیکھے اور اسے اپنی شکل نظر نہ آوے۔

محاسبۂ نفس

سب گناہوں سے پکی توبہ کر کے کوئی چھوٹی بڑی نافرمانی بھی نہ کرے۔تمام وقت دن رات اللہ تعالیٰ کے دھیان اور اس کے خوف میں گزارے۔اور کوئی حکم خدا کا نہ چھوڑے۔نیک کام کرے اور جو چیز تجھ سے مر کر چھوٹنے والی ہے۔یعنی دنیا کی لذت اور بری عادتیں تمام کو چھوڑ دے۔جس میں خدا اور رسول راضی ہے وہ کام کرے اور خواہشاتِ نفسانی کی مخالفت کرے۔یعنی جو چیز نفس مانگے اس کا بدل مخالف چیز نفس کو دے۔جس کام میں نفس خوش ہو وہ کام نہ کر۔ہر وقت نفس کی مخالفت کرتا رہ۔اور نیک کام کر اور ہر وقت ذکر، فکر، اشغالِ قلبیہ میں دھیان رکھے تاکہ نفس اطاعتِ الٰہی کا عادی ہو کر تمام خواہشات ختم کر کے بے تعلق ہو جاتے۔یہ ہے تزکیۂ نفس جو وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔

حدیث شریف سے ثابت ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے تحقیق اپنے رب کو پہچانا۔کیونکہ تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس سے ہی معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔اور باقی تمام عبادتیں اور طاعتیں صرف تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کیلیے کی جاتی ہیں۔پس اس طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش کرتا رہے تاکہ اُسے معرفتِ الٰہی حاصل ہو۔

Marfat.com

آدابِ شیخ و مرید

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اَدَّبَنِیْ فَاَحْسَنَ اَدَبِیْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور تعلیم دی۔ الغرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سالک کیلئے مؤدب ہونے کی سخت ضرورت ہے اور اسی کا نام اصطلاح میں معلّم اور شیخ ہے۔

طالب کو چاہیے کہ ہر وقت باوضو رہے اور اپنے آپ میں کم کھانے، کم سونے اور کم کلام کرنے کی عادت ڈالے اور شیخ اگر دینی امور میں کچھ حکم کرے تو اس کو ترک نہ کرے۔ اگر شیخ کی خدمتِ مالی کرے تو اس کا اظہار کبھی نہ کرے۔ اور اس بات کا طمع یا مطالبہ نہ کرے کہ شیخ مجھ کو کچھ دلوے۔ اور اپنا احسان شیخ پر نہ جتائے۔ بلکہ شیخ کا احسان مانے کہ اس نے میری چیز کو قبول کیا۔ اور رد نہیں کیا۔ اور شیخ کے حضور میں لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یعنی دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور شیخ اگر کسی کی تعظیم کو اٹھے تو مرید کو بھی شیخ کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور شیخ سے جب کلام کرے تو نرمی اختیار کرے۔ با آوازِ بلند نہ بولے اور شیخ کے روبرو قہقہہ نہ لگائے اور شیخ کے متعلق بداعتقادی کو اپنے سینے میں نہ آنے دے اور اگر کوئی وسوسہ آئے تو استغفار کرے۔ شیخ کے قرابت داروں اور عزیزوں سے صلح رحمی سے پیش آئے۔ اور جو کچھ واقعہ طالب کو پیش آئے۔ شیخ سے بیان کرے اور شیخ کے فرمان کو رد نہ کرے۔ اور شیخ کے مریدوں اور طالبوں کی رعایت کرے۔ اور شیخ کی ہر چیز کا ادب و احترام کرے۔ جو کچھ شیخ کرے اس پر حجت نہ کرے اور جو کچھ شیخ حکم کرے اسکو دلیل سمجھے۔ اگر شیخ اس جہاں سے رحلت کر گیا ہو تو اس کیلئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔ شیخ کے روبرو بیہودہ باتیں نہ کرے۔ نہ کسی کے عیب بیان کرے۔ اور جب شیخ ناراض ہو تو برا نہ مانے۔ اور اپنے تمام حالاتِ زندگی، کاروبارِ دنیاوی اور اپنے آپ کو

Marfat.com

شیخ کی محبت کے اور خدمت کے سوا اور کسی کی محبت کو دل میں جگہ نہ دے۔ اسی میں فلاح دارین اور نجات و ترقی باطنی ہے فقط۔

محبت کے تین اسباب

محبت کے تین اسباب ہیں: نوال، کمال اور جمال نوال یعنی عطا اور احسان۔ کسی کو کچھ دینا یا کسی کا کوئی کام کرنا۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ آج کل لوگ پوست پرستی کے محبت میں اور عاشق بمصداق جب تک حسن شباب رہا معشوق رکھا۔ جب حسن ڈھل گیا اور جھریاں پڑ گئیں تو خدا حافظ۔ یہ مردہ عشق ہے پائیدار عشق نہیں ہے۔ بلکہ عشق اصل وہ ہے جو محبت پیر و مرشد کے ساتھ رکھی جاتے۔ گو پیر و مرشد کا چہرۂ مبارک سانولے رنگ کا ہو۔ مگر نورانیت اور جلال کی وجہ سے جچ نہیں بھرتا۔ نظر نہیں تھکتی۔ اسکا سبب ایمان اور عملِ صالح ہے۔ اگر پیر جان بھی مانگے تو حاضر ہے۔ یہ حق تعالےٰ کا مقرب ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ نے کسی بندے کو مقرب بنالیا۔ اس کے اعمالِ صالحہ کی وجہ سے تو خدا جبرائیلؑ کو حکم کرتا ہے۔ کہ فرشتوں میں اور زمین میں یہ اعلان کردو کہ ہم نے فلاں بندے کو مقرب بنالیا اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس کو دوست رکھو۔ تصوف پر چلنے سے ہی خدا کی محبت بڑھتی ہے۔ جس کیلیے مشائخ کامل کی راہبری ضروری ہے۔ جب طریقت کا پورا عامل ہو جاتے تو تب تصوف مکمل ہوتا ہے۔ فنا فی شیخ، فنا فی الرسولؐ اور فنا فی اللہ۔ یہ وہی آخری مقام ہے جو سالک کی منزل مقصود ہے اور جس سے سالک منہ مانگی مرادیں حاصل کرتا ہے۔

طالب جب کسی مرشد کو مان لے تو پھر مرشد کے عیوب کی طرف بالکل خیال نہ کرے اور یہی خاص النخاص مرید کی علامت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ۔ یعنی مرید وہی ہے جو کسی بات کی خواہش نہ کرے۔ گو بظاہر شیخ جو بھی کرے اس پر نکتہ چینی نہ کرے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے عین مناسب ہوتا ہے۔ اگرچہ طالب کو ظاہر میں برا معلوم ہوتا ہو۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کو توڑنا، بچے کو قتل کرنا اور دیوار کو بنانا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی نگاہوں میں گناہ معلوم ہوتا تھا۔ اسی لیے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ (پ۱۶/ع) اب مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہے۔

Marfat.com

پس باطنی معرفت کا کام باطن سے تعلق رکھتا ہے گو خلقت کی نگاہوں میں وہ گناہ معلوم ہوتا ہو۔ اور لوگ اس سے انکار کرتے ہیں۔ باطن کو ظاہری آنکھ سے سنوار اور جو کام ہو اس کو شریعت کے مطابق پرکھ تاکہ وہ تیرے کام آسکے۔ پس طالب اور مرید وہی ہے جو مرشد کے موافق ہو۔ اور عیب بین، کور چشم اور بے یقین نہ ہو۔ مرشد میں پیغمبروں والی چند ایک صفات ہوتی ہیں۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا سا خوف رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ... اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ والی قربانی، حضرت ایوب علیہ السلام کا سا صبر، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا سا شوق، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی ہمکلامی، حضرت خضر علیہ السلام کی سی سیر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کی سی سیف زبانی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سا خلق اور فقر۔ مرشد ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ مرشد اور ہادی ہونا سِرِّ الٰہی ہے۔ اللہ بس ماسوی ہوس۔

فوائد و فضائل درود شریف

واضح ہو کہ کوئی ذکر بہتر و افضل درود شریف سے نہیں ہے۔ پس ہر مسلمان مومن کو چاہیے کہ جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھا کرے کہ اسکے فوائد دارین حاصل ہوتے ہیں اللہ بھی خوش، رسولؐ بھی راضی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ ترجمہ: تحقیق اللہ تعالےٰ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر۔ اے مومنو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو۔ اور حدیث نبوی میں ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ یعنی کوئی مجھ پر صلوٰۃ ایک بار بھیجے خدا تعالیٰ اس پر دس بار رحمت کرے اُس پر اور محو کرے اس سے دس گناہ اور بلند کرے واسطے اس کے دس درجے بہشت میں۔

جذب القلوب میں آیا ہے کہ درود شریف میں یہ نکتہ ہے کہ سب اوراد و افکار سے اعلیٰ اور

Marfat.com

افضل ہے کیونکہ ہر ذکر و عبادت الٰہی کی خوبی یہ ہے کہ اقرار بالایمان اس ذکر و فکر میں آوے اسی کو افضل عبادت کہا گیا ہے۔ اور درود شریف وہ مضمون ہے ایمان پر مشتمل ہے۔ کیونکہ ایمان سے مراد اقرار الوہیتِ الٰہی و نبوت و رسالت پناہ سے اور درود میں درخواست ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے نزول رحمت خاصہ کاملہ کی جناب صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ پس اس میں اقرار الوہیت و نبوت کا بے شک ہوا۔ اور اس کے تفرع و اظہار حاجت ہے جناب الٰہی میں۔ اور ظہور محبت کا ہے ساتھ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اب انصاف کرو کہ کون سا ذکر اور وظیفہ ایسا ہے جو سب باتوں میں محتوی ہو۔

اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ اور دیگر علماء سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ساتھ کلمہ اَللّٰھُمَّ کے یاد کرے گویا جملہ اسمائے حسنیٰ کو پڑھ لیا۔ لہٰذا لفظ اَللّٰھُمَّ صَلِّ سے رتبہ تکریم ذکر الٰہی کے درود خواں پہنچ جاتا ہے۔

دیگر

ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی بھیجے مجھ پر درود بہت جلد گزرے پل صراط سے مثل برق درخشاں کے۔ اور فرمایا ہے کہ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو دن جمعہ کے زمین پر اور ہوتا ہے ان کے پاس کاغذ اور قلم دوات نور کے تاکہ لکھیں ثواب کہنے والے درود کا برابر ریگ بیابانوں کے۔

نقل ہے کہ حضرت رابعہ عدویہؒ جس شب کو پیدا ہوتی تھیں، اُن کے باپ کے گھر میں کوئی سامان جو ایسے موقع پر ہونا چاہیے موجود نہ تھا۔ ہر چند سعی کی مگر کچھ بہم نہ ہو سکا حتیٰ کہ کپڑا تک پہنانے کو نہ تھا اور نہ روغن کہ ناف چرب کی جاتی۔ ناچار یونہی چھوڑ دیا گیا۔ پس رابعہؓ کے باپ اسی فکر میں تھے اور درود شریف ورد زبان تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں فرماتے ہیں کہ اے پدر رابعہؓ یہ دختر سیدہ ہے۔ قیامت کے دن کو ستر ہزار گنہگار میری امت کے اسکی شفاعت میں ہوں گے۔ تو عیسیٰ امیر بصرہ کے پاس جا اور اس نشانی کو بیان کر کہ تو ہر شب سو بار درود مجھ پر بھیجتا ہے اور شب جمعہ کو چار سو بار۔ لیکن اس جمعہ کو تم نے فراموش کر دیا۔ پس کفارہ اسکا یہ ہے کہ چار سو دینار مجھے دے۔ جب صبح ہوئی پدر رابعہ یہ خواب کاغذ پر لکھ کر دروازہ عیسیٰ پر لے گیا۔ اور

Marfat.com

حاجبانِ شاہی کے ہاتھ اُسے بھجوایا۔ عیسیٰ نے دیکھتے ہی حکم دیا کہ دس ہزار دینار بعوض شکرانہ کے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ صدقہ دیں۔ اور چار سو دینار حسب فرمودہ حضرت صلعم پدر رالبعہ کو دیں۔ اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں۔ لیکن روا نہیں رکھتا کہ جو شخص پیغام لایا ہو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسے اپنے روبرو بلاؤں۔ بلکہ میں خود اس کی قدم بوسی کیلیے دروازے پر حاضر ہوتا ہوں۔

دیگر

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ تین چیزیں ہیں جو دعائے مومن کو سُنتی ہیں اور جواب دیتی ہیں اوّل بہشت، دوم دوزخ اور سوم فرشتہ موکل روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

چنانچہ جس وقت کہتا ہے مومن اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ..... یعنی اے بارِ خدایا چاہتا ہوں میں تجھ سے بہشت چاہتا ہوں پس بہشت سنتی ہے اور کہتی ہے اَللّٰھُمَّ اَسْکِنْہُ اِیَّایَ یعنی اے بارِ خدایا ساکن کر اس کو مجھ میں۔ پس خدا تعالیٰ دعا بہشت کی قبول کرتا ہے۔ اور جب مومن کہتا ہے اَللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ یعنی اے بارِ خدایا نجات دے اس کو میرے عذاب سے۔ تو دوزخ جواب دیتی ہے اَللّٰھُمَّ نَجِّہٖ مِنِّیْ..... اے بارِ خدا نجات دے اس کو میرے سے۔ اللہ تعالیٰ دعا دوزخ کی زیرِ حق اس بندے کے قبول کرتا ہے اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ اور جب مومن کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سنتا ہے فرشتہ موکل روضۂ مطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اور کہتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں بن فلاں تجھ پر درود بھیجتا ہے۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے مومن پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے۔ خدا تعالیٰ اور فرشتے اُس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔ اور جو کوئی مجھ پر دس بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس سو بار درود بھیجتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر سو بار درود بھیجے خدا تعالیٰ اور فرشتے اس پر ہزار بار درود بھیجتے ہیں اور جس پر خدا اور ملائکہ درود بھیجیں۔ ملائکہ مشغول ہوں واسطے لکھنے ثواب کے اُس بندے کے دن قیامت تک۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی مجھ پر بھیجے ہزار بار درود۔ اُس کا جسم دوزخ میں

Marfat.com

نہ جلے گا۔ اور کتاب "جذب القلوب" میں ہے کہ جو کوئی شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار سورۃ الاخلاص پڑھے اور بعد سلام ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:۔

درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلِّمْ۔

پس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے گا۔ اگر پہلے جمعہ تک زیارت نہ ہو تو تین جمعوں تک پڑھے۔ انشاءاللہ العزیز ضرور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو گا۔ اکثر بزرگان دین نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔

اور حضرت سیدنا قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین والملت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا ارشاد ہے کہ درود کو اتنا پڑھا کرو کہ حالت بیہوشی اور غفلت اور سوتے جاگتے میں بے اختیار تمہاری زبان و قلب سے نکلے۔ اور تمہاری وضع و حالت شارح و معنی و مضامین درود کے ہو جاوے اور رنگ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً ط سے رنگین کر دیوے۔ عرض کیا گیا کہ کس صورت سے یہ کیفیت حاصل ہو۔ ارشاد ہوا کہ ہر لحظہ و لمحہ ذکر الٰہی اور حبیب اس کے کا زبان پر جاری رہے اور بجز اس تذکرہ کے اور تذکرہ اسے اچھا معلوم نہ ہووے۔ اور نہایت متواضع اور رقیق القلب ہو جاوے۔ اور رنج و بلا اور فراخی و راحت میں زبان شکر اور درود سے تازہ رہے۔ پس اگر اس حالت میں درود پڑھ کر کسی دیوانے پر نظر کرو گے ہوش میں آجاوے گا اور ہر قسم کے مرض کو شفا ہو جاتی ہے گی۔ اور اولیاء مقبول بارگاہِ الٰہی کی زیارتیں نصیب ہوں گی۔ اور انکو تم پہچانو گے اور وہ دیکھنے سے خوش ہوں گے۔ اور ہمیشہ حضور کی مجلس شریف سے مشرف ہوا کرے گا۔ اور قیامت کو تم کو ایسا درجہ ملے گا کہ دیکھنے والوں کو رشک ہو گا۔

درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ دَائِمًا اَبَدًا کَثِیْرًا بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ۔

یہی درود شریف درود ہزارہ کہلاتی ہے۔ اگر اس درود شریف کا ورد رکھیں تو جب تک انسان اپنی زندگی میں جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے نہیں مرے گا۔ یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

Marfat.com

عمل برائے زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جو شخص یہ چاہے کہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں اور آپ کے اصحاب اور ازواج طیبات کو دیکھوں تو اس کو چاہیے کہ صحیح عقیدہ سنت والجماعت اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور ہر قسم کی بدبو دار چیزوں سے پرہیز کرے۔ مثلاً پیاز، لہسن، مولی اور ہینگ، ہر قسم کا گوشت، انڈہ، مچھلی وغیرہ عمل سے چالیس دن پہلے ترک کر دے اور اکل حلال اور صدق مقال اختیار کرے اور کلام کذب و تکسیب، مال حرام سے بچے اور درود شریف کثرت سے پڑھتا رہے تاکہ طالب کی ہر قسم کی ظاہری و باطنی صفائی ہو جائے۔ اس کے بعد شہر سے باہر جائے اور لب دریا یا حوض یا تالاب جائے پاکیزہ پر بیٹھ کر غسل کرے اور سر ننگا کر کے دو رکعت شکرانہ تحیۃ الوضو ادا کر کے بعدہٗ دو رکعت صلوٰۃ ارواح پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اکیس ۲۱ بار سورۃ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اکیس ۲۱ بار معوذتین پڑھے۔ اور سلام پھیر کر سجدے میں جائے۔ اور تین بار یہ دعا عجز و انکساری سے کہے:

اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ ۔ اس کے بعد سات ہزار بار یہ اسم پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ اَقْوَاہُ یَا اَللّٰہُ ۔ جس وقت طالب اس اسم کو پورا پڑھ چکے تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر تین قدم آگے۔ پھر تین قدم پیچھے۔ پھر تین قدم دائیں۔ پھر تین قدم بائیں چلے۔ مگر قبلہ کی طرف سے منہ نہ ہٹائے۔ پس جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لے آنکھیں کھول دے اور ازواج پاک حضرت رسالت پناہ اور سب اصحابہ کی اور ان کے ماسواسب کو دکھلاتی دیں گے۔ عرض حاجت کرے۔ جو مقصود ہو۔ بر آئے گا۔ یہ خاص عمل بزرگان سلف کا معمول ومجرب ہے۔ اس کے بعد یہ مناجات پڑھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰہی آنچہ بد کردم ندانستم خطا کردم ببخش بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نوٹ: سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی چیز نہیں ہے۔ پس جس نے سرکار دوعالم کو دیدہ دانستہ اپنی گناہ گار آنکھوں سے دیکھ لیا گویا اس نے تمام دنیا کی دولت پالی۔ اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہوا۔ یہ عمل میرے خاندان کا معمول ومجرب ہے۔

جو شخص حیات نبوی کو حیات نہیں جانتا۔ بلکہ ممات کہتا ہے۔ وہ شخص دین میں سست اور جھوٹا

ہے۔ کیونکہ جو شخص حیاتِ نبوی کا قائل نہیں۔ وہ بے دین اور بے یقین ہے۔ جو بے یقین ہے وہ منافق اور شیطانِ لعین کا تابع ہے۔ مولیٰ کی محبت فرض اور ترکِ دنیا واجب ہے۔ حُبِّ رسول کی یہ پہچان ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر، سمیع و بصیر اور علیم جانے۔ اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر کامل یقین رکھے۔ کیونکہ جو شخص کو باطن میں سرورِ کائنات سے تعلیم، دستِ بیعت اور تلقین حاصل نہیں ہوتی۔ نہ وہ عامل نہ عالم نہ فقیرِ کامل وہ کچھ بھی نہیں۔

خواب میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

دو رکعت نمازِ نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سو بار پڑھ کر تین بار یوں کہے:

یَا مُحْسِنُ یَا مُجْمِلُ یَا مُنْعِمُ یَا مُتَفَضِّلُ اُرِنِیْ وَجْہَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس طرح روزانہ بعد نمازِ عشاء پڑھا کرے۔ ہفتہ عشرہ میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ مجرب ہے۔

دُعائے عاشورہ

جو کوئی عاشورہ کے دن یہ دعا سات مرتبہ پڑھے گا۔ انشاء اللہ اُس سال موت کے صدمے سے محفوظ رہے گا۔ اور جس سال اُس کی موت ہوگی۔ اُس کو پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔ دعا درج ذیل ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْاءَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَکَلِمَاتِہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا اَسْئَلُہُ السَّلَامَۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مروی ہے کہ جو عاشورہ کے دن حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ کو ستر دفعہ پڑھے گا۔ حق تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ اور فرمایا یتیم کو کچھ دینا، غسل کرنا، اپنے دونوں ہاتھوں سے سر پہ پانی ڈالنا، بزرگوں کی زیارت کرنا، ماں باپ کی

خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری کرنا اور آنسو بہانا اور مخلوق خدا سے اخلاص کرنا اور جناب الٰہی میں دعا کرنا خاص مقبولیت رکھتا ہے۔ اور پیاسے کو پانی پلانا اور بھوکے کو کھانا کھلانے سے ثواب دارین حاصل ہوتا ہے۔

اور دنیاوی مصائب اور آسمانی بلاؤں اور مخلوق کے ہر شر وفساد سے بچنے کے لیے صبح وشام سات سات دفعہ اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق پڑھے تو ہر قسم کے جانور سانپ، شیر، سگ دیوانہ یا راستے میں چلتے ہوئے کسی قسم کا حادثہ وغیرہ کے علاوہ کوئی دشمن تیر تلوار، بندوق اور گولیوں کی بوچھاڑ میں کیوں نہ ہو۔ اس کے پڑھنے والے کو کوئی اذیت نہیں پہنچتی۔ بسیار مجرب ہے۔

اگر کسی شخص کے دشمن بہت زیادہ ہوں اور پریشان کرتے ہوں۔ تو اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔ بکثرت پڑھتا رہے اور اپنے ہاتھ سے دشمن کو دفع دور کرنے کا اشارہ کرتا رہے۔ پس اس کے ہر قسم کے دشمن خواہ کتنے ہی کیوں سب دفع ہوں گے۔ اور اللہ کی طرف سے ایسے عتاب میں مبتلا ہوں گے کہ اپنی ہی مصیبت میں پڑے رہیں گے۔

طریقہ دریافت نسبت اولیاء اللہ

اگر کسی بزرگ کی نسبت دریافت کرنی ہو خواہ وہ زندہ ہو یا وصال کر گیا ہو۔ اس طرح ہے کہ اگر زندہ ہو تو روبرو اس کے اور اگر مردہ ہو تو نزدیک قبر کے دو زانو بیٹھ کر اپنے نفس کو جمیع خطرات سے خالی کرے اور جناب باری میں ملتجی ہو کر کہے یا علیم یا خبیر یا مبین۔ اے باری تعالیٰ خبردار کر مجھ کو کیفیت باطن اس بزرگ سے۔ پھر اس کی روح کی طرف متوجہ ہو کر اپنی روح کو اس کی روح سے ملاتے۔ تھوڑی دیر میں اپنے نفس کی طرف رجوع کرے۔ پس جو کیفیت اپنے نفس میں پاوے وہی کیفیت اس بزرگ کی خیال کرے۔ اور یہی طریقہ ہے دوسرے شخص کے بارے میں دریافت کرنیکا۔

خاص بزرگ یا کسی خاص روح سے ملاقات

اگر کسی خاص روح سے یا اپنے ماں باپ سے گفتگو کرنے کی خواہش ہو اور ان کے حالات معلوم

کرنے ہوں تو عشاء کی نماز کے بعد کسی خالی اور پاک مکان میں دوبارہ تازہ وضو کر کے اچھے کپڑے پہنے اور عطر لگائے اور سورۃ والشمس مع بسم اللہ اور سورۃ واللیل اور سورۃ اخلاص کو سات سات مرتبہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے ، اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ رُوْحَ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ اُس شخصیت کا نام لے جس کی روح سے ملاقات کرنی ہے) پھر وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَّا اَسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ کہے پہلی ہی رات میں ورنہ تیسری رات میں غرضیکہ ساتویں شب تک ضرور ملاقات ہوتی ہے ۔ اللہ کے نیک بندے عابد زاہد پہلی رات میں زیارت کرتے ہیں اور ہر سوال کا جواب مفصل معلوم ہو جاتا ہے ۔ مجرب ہے ۔

استخارہ غوثیہ

جو نماز میں معلوم ہو جاتا ہے ۔ اپنا مطلب دل میں خیال کر کے اس طرح نیت کرے ۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز استخارہ واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھے اور سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ آخر تک اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۙ اور جب وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ پڑھے تو اس کو اتنا پڑھے کہ جب تک دائیں طرف یا بائیں طرف کندھا نہ پھر جائے ۔ اگر دائیں طرف پھرے تو سمجھ لو کہ کام جلد ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف کندھا پھرتا معلوم ہو تو جان لو کہ کام نہ ہوگا ۔ بازو یا کندھوں کے پھر جانے کے بعد الحمد اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر رکوع اور سجدہ کرے اور دونوں تسبیح رکوع اور سجدہ پڑھ کر پھر کھڑے ہو کر الحمد اور کوئی سورۃ پڑھ کر نماز پوری ادا کرے ۔ نماز سے پہلے ۲½ روپے یا اس سے زیادہ کی شیرینی منگا کر پہلے نیاز حضرت غوث پاک محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی دلائے ۔

استخارہ برائے ہر مطلب

اگر کوئی شخص اپنے کسی کام میں مجبور ہو اور استخارہ کرنا چاہتا ہو تو بروز پنجشنبہ روزہ رکھے ۔ تین دن تک روزے رکھے ۔ یعنی جمعرات سے شروع کرے بوقت شب بعد بارہ بجے ذیل کی عزیمت ایک

سو گیارہ مرتبہ فلفل سیاہ پر دم کرتا جائے ۔ اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے ۔ اور فلفل سیاہ دم شدہ آگ میں ڈالتا جائے ۔ جب تین روز پورے ہوں گے تو تیسرے روز ایک موکّل حاضر ہوگا ۔ عامل سے مطلب دریافت کریگا ۔ عامل جو کچھ کہے گا یا پوچھے گا ۔ وہ کریگا ۔ اور جواب بھی دے گا ۔ عامل ترک حیوانات جلالی رکھے اور عمل تنہا جگہ میں کرے ۔ عزیمت درج ذیل ہے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ ط وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○

یہ عمل بھی معمولات و مجرّبات میں سے ہے ۔

استخارہ برائے معلومات ہر قسم خیر و شر

ہر قسم خیر و شر معلوم کرنے کیلیے بعد از نماز عشاء دوبارہ تازہ وضو کرکے مصلّے پر بیٹھ کر اوّل تین بار درود شریف اور دس بار الحمد شریف اور پھر گیارہ بار سورۃ اخلاص یعنی قُل ھُوَ اللّٰہ پڑھ کر قبلہ رُو دائیں کروٹ سو رہے ۔ اور اپنا مطلب دل میں رکھے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ خدایا ! فلاں خیر و شر سے مجھے آگاہ کر ۔ بالضرور مفصّل حالات کی کیفیت معلوم ہوگی ۔ مجرّب ہے ۔

استخارہ سورۂ کوثر

اوّل چاہیے کہ عامل بروز چہارشنبہ غسل کرے ۔ اور پنجشنبہ یعنی نوچندی جمعرات کو روزہ رکھے ۔ شام کو بوقت افطار اپنے ہاتھ سے پھیکے چاول پکا کر روزہ افطار کرے ۔ اور افطار کے وقت یہ کہے کہ یہ روزہ میں نے استخارہ کے واسطے رکھا ہے ۔ ترک حیوانات کرے اور افطار کے چاول جو بچ رہیں وہ کسی غریب یا بچوں کو دے دیں ۔ بعد گیارہ بجے شب جمعہ کو یعنی استخارہ کی پہلی شب کو ایک چراغ نئے کر اس میں مینڈک کی چربی ڈال کر روشن کرے ۔ اور دیا سلائی کا بکس (ماچس) تاکہ اگر چراغ بجھ جائے تو فوراً جلا دے ۔ استخارہ شروع کرتے وقت اوّل و آخر درود شریف سو سو مرتبہ پڑھے ۔ درمیان میں ایک ہزار مرتبہ سورۃ کوثر پڑھے ۔ پڑھتے کے دوران بتی برابر روشن رہے ۔ استخارہ کا وقت ۱۲ بجے شب

Marfat.com

سے ۴ بجے شب تک ہے۔ دوسرے روز روزہ رکھ کر افطار کے بعد اُس شب میں ساڑھے سات سو ۷۵۰ بار سورۃ کوثر معہ اوّل و آخر درود شریف ایک ایک سو بار پڑھے اور چراغ بدستور جلتا رہے۔ تیسرے روز حسب معمول روزہ رکھ کر بدستور چراغ روشن کر کے اوّل و آخر سو سو بار درود شریف پڑھے۔ اور سورۃ کوثر درمیان میں ساڑھے پانچ سو ۵۵۰ بار پڑھے۔ تیسری شب دوران پڑھائی مؤکل اگر عامل کے کندھوں پر سوار ہو جائے گا۔ ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور نہ اُس سے کلام کرنی ہے۔ وہ بشکل حبشی کے ہوگا جب پڑھنا ختم ہو جائے گا تو وہ چراغ مؤکل بجھا کر چلا جائے گا۔

عامل چراغ جلا کر اُس کا انتظار کرے۔ وہ مؤکل ایک لڑکے کی شکل میں حاضر ہوگا۔ اور رد دے گا۔ اس وقت اس سے جو کام لینا چاہے یا سوال پوچھنا چاہے۔ اس کا جواب بخوبی دے گا خلاف شرع کوئی جواب نہ دے گا۔ اس لیے ایسے سوال کا خیال رکھیں جو خلاف شرع نہ ہو یہ عمل اکثر بزرگان قادریہ چشتیہ والوں کے معمولات اور تجربات سے ہے۔ اکثر بزرگان اس مؤکل کو تابع کر کے ہمیشہ کے لیے ساتھ رکھتے ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت ضروری کام اس سے لیا جا سکے۔

نمازِ کفارہ قضائے عمری

بزرگان سلف سے چلا آرہا ہے کہ تمام عمر کی نمازوں کی قضائی کیلیے بعد نماز جمعہ چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ کوثر پندرہ ۱۵ بار پڑھ کر نماز ادا کرے۔ بعد از سلام دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے۔ تو تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ بزرگان سلف یہ نماز اکثر پڑھا کرتے تھے۔

صلوٰۃ الاولیاء

جس مطلب کے لیے پڑھی جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اکثر بزرگوں سے منقول ہے کہ یہ نماز حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے پس جس کسی نے اس نماز کو پڑھا تو طلب کیا خدا سے خدا کو۔ پس پایا خدا کو اس نے۔ اور اکثر بزرگوں نے توجہ کے بطلب مال اس کو پڑھا۔ تو مال کثیر اس کو حاصل ہوا۔ اور جس نے بطلب علم یا کسی اور حاجت کیلیے پڑھا وہ حاجت پوری ہی ہوتی۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے:

Marfat.com

روزانہ قبل از نماز فجر دو رکعت نفل صلوٰۃ الاولیا برائے قضائے حاجات پڑھے۔ پہلی رکعت میں سات بار سورۃ فاتحہ اور ایک بار سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں بھی سات بار سورۃ فاتحہ اور ایک بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نماز پوری کر کے سلام پھیر کر دس بار کلمہ تمجید اور دس بار یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ پڑھے۔ قسم اللہ کی جس نے اس نماز کو پڑھا۔ اس نے اپنے مقصد کو پالیا۔

تکبیرِ عاشقاں

یہ وہ ورد ہے کہ مابین عشاء و مغرب ہمیشہ اس کا پڑھنا واسطے حاجات دینی و دنیاوی فائدہ مند ہے۔ شاہ عبدالرحمٰن قلندر سے منقول ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ انبیاء و اولیاء را۔ ازہاد را۔ اعباد را۔ ابدال را۔ اوتاد را۔ سالکاں را۔ ناسکاں را۔ محبوباں را۔ مغلوباں را۔ مجذوباں را۔ مجذوب سالک را۔ سالک مجذوب را۔ اصحاب تمکین را۔ ارباب تلوین را۔ اہل سکر را۔ اہل صحو را۔ نشستگان کنج سلامت را۔ روندگان راہ ملامت را۔ قلندران سرمست را۔ صوفیان زبردست را۔ سلسلہ طبقہ حیدریاں را۔ غلغلہ مواہباں را۔ شاہان عرب را۔ سروران عجم را۔ بندگان زنگیاں را۔ امیران خراساں را۔ سلطانان ہند را۔ خلفائے سندھ را۔ سرانداز ان غزنویاں را۔ ظریفان تبت و چین را۔ چابک سواران بدخشاں را۔ عاشقان غور را۔ مشتاقان ماوراء النہر را۔ واصلان بحر و بر را۔ شہیدان دشت کربلا را کہ در حیات ظاہری و باطنی اند بدرگاہ خدا شفیع می آرم برائے برآمدن حاجات و مہمات دینی و دنیاوی ہر کہ در آید بر آید۔ ہر کہ در افتد بر افتد۔ ہر کہ دیگر کند جگر خورد۔ چوں تکبیر عاشقاں بگوید اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا قَدِیْمُ یَا قَدِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَاقِیُ یَا مُنْتَقِمُ یَا قَادِرُ یَا اِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ وَ یَا اِلٰہَ الْاٰخِرِیْنَ ط

ہر کہ بار بد خواہد و بد گوید ۔ ضربت لا الٰہ الا اللہ بر جان او ۔ ذوالفقار علیؓ بر گردن او ۔ و گرز حمزہؓ بر پشت او و عصائے موسیٰ کلیم اللہ بر جگر او و آرہ ذکریاؑ بر سر او و کرم ایوبؑ در بطن او و تیغ رجال الغیب در قتل او و قہر خدا در مقہوری او بحق یا بدوح یا بدوح یا بدوح ط

بیت

گردنش باد اشکستہ ہر کہ بد خواہ منست ـــ باز پیچیدہ باد ہر خارے کہ در راہ منست

اللّٰھُمَّ یَا مَنْ تَفَرَّدَ بِنُصْرَۃِ الضُّعَفَاءِ وَالْخَلْقُ عَجَزَ عَنْ ذَالِکَ اللّٰھُمَّ سُدَّ لِسَانَ اَعْدَائِیْ وَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَاءَ وَاظْفِرْ لِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَعْدَاءِ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔

درج بالا تکبیر عاشقاں کے روزانہ پڑھنے سے ہزاروں فوائد دینی و دنیاوی حاصل ہوتے ہیں ۔ اور جو اس کے پڑھنے والے کے دشمن ظاہری و باطنی ہوں ۔ اُن کو خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملتی رہتی ہے ۔ تاکہ فقیر کو گزند نہ پہنچے ۔ علاوہ اس کے قبر اس تکبیر کے قاری کو منکر نکیر کے سوال و جواب میں آسانی ہوتی ہے ۔

ختم شریف برائے لاحل الحاجات

بہت ضروری حاجت کیلئے جو شخص اس مندرجہ ذیل آیت کو ایک ہزار ایک بار باطہارت رو بقبلہ بعد نمازِ صبح پڑھے اور درمیان میں کسی سے بات نہ کرے تو حق تعالیٰ اس کی دینی و دنیاوی حاجت فوراً روا فرماتے گا ۔ اور پڑھنے والا اپنی مُراد کو پہنچے گا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۔ یہ ختم جس نے پڑھا مراد حاصل کی ۔

ختم خواجگان قادریہ غوثیہ محبوبیہ

یہ ختم خواجگان قادریہ غوثیہ ہے۔ اس کو ہر سلسلہ قادری، چشتی، نقشبندی اور ہر خاندان کے فقراء پڑھتے آئے ہیں۔ جو کوئی اس ختم خواجگان کو تین روز پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ایک ہزار حاجات روا فرمائے گا۔ وہ یہ ہے کہ سوائے درود شریف کے باقی ہر چیز کو بالبسم اللہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ــــــــ ۷۸۶ بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ ــــــــ ۱۰۰ بار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۱۰۰ بار

کلمہ طیبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ــــــــ ۳۶۰ بار

سورۃ فاتحہ: (الحمد شریف) ــــــــ ۷ بار

سورۃ الم نشرح ــــــــ ۱۰۰ بار

سورۃ اخلاص ــــــــ ۱۰۰۱ بار

آیت کریمہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ــــــــ ۱۰۰ بار

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ــــــــ ۱۰۰ بار

اَللّٰهُمَّ يَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا شَافِيَ الْاَمْرَاضِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ ــــــــ ۱۰۰ بار

〃 يَا جَوَّادَ الْمُنْعِمِ ــــــــ ۱۰۰ بار

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ یَا دَائِمَ النَّعْمَاءِ ۱۰۰ بار

یَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۱۰۰ بار

یَا مُجِیْبُ اِسْتَجِبْ دُعَائِیْ ۱۰۰ بار

یَا سَیِّدُ مُحْیُ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ ۱۰۱۱ بار

یَا یٰسٓ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ۱۰۰ بار

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَسِّرْ لِیْ وَسَہِّلْ مُرَادِیْ ۱۰۰ بار

درود شریف : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ۱۰۰ بار

پھر کچھ شیرینی پر فاتحہ دے کر عزت الثقلین دے کر تقسیم کر دے۔ پڑھنے والے کی ایک ہزار حاجات پوری ہوں گی۔ بسیار مجرب المجرب ہے۔

ختم شریف بزرگوار امام مقاتل صاحب

امام مقاتل صاحب فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت دینی یا دنیاوی مطلوب ہو یا کوئی مشکل درپیش ہو تو شب جمعہ کو تازہ وضو کر کے تنہائی میں مندرجہ ذیل دعا ستر مرتبہ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو امام مقاتل کی قبر پر لعنت کرے۔ دیکھیے بزرگان سلف کا کس قدر پختہ یقین ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے گا حاجت اس کی ضرور پوری ہوگی۔ ورنہ کون اپنے آپ کو برا کہلاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا دَائِمُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا مَالِکَ الْمُلْکِ یَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اکثر بزرگوں نے اس ختم شریف کو پڑھا اور خدا کے فضل سے اپنی مراد کو پہنچے۔

وقت پر جاگنا

اگر طالب یہ چاہے کہ وہ اپنی پڑھائی کیلیے رات کو وقت مقررہ پر نیند سے بیدار ہو جائے۔ تو اُس کو چاہئے کہ سوتے وقت رات کو یہ آیت چند مرتبہ پڑھکر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے کہ "اے اللہ! مجھ کو فلاں وقت پر اُٹھا دے" تو مقررہ وقت پر اُس کی آنکھ کھل جائے گی وہ آیت درج ذیل ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے آخر سورۃ کہف تک پڑھے۔ انشاءاللہ وقت مقررہ پر وہ بیدار ہو جائے گا۔

ایضاً

اور بعض فقراء وقت پر جاگنے کیلیے رات کو سوتے وقت اپنا نام لیکر پکار کر کہہ دیتے ہیں کہ اے فلاں مجھ کو فلاں وقت پر اُٹھا دینا تو وہ شخص اُسی وقت پر اُٹھ جاتا ہے۔ یہ بارہا تجربہ کیا ہوا ہے۔

وظائف و عبادات میں دل نہ لگنا

اگر کسی کو وظائف، نماز یا دیگر عبادات میں کاہلی اور سستی گھیر لیتی ہو اور اُس کا دل نہ لگتا ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ درج ذیل آیت لکھکر گلے میں ڈال لے۔ انشاءاللہ سستی و کاہلی دُور ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ یَا غَافِرَ الذَّنْبِ وَیَا قَابِلَ التَّوْبِ شَدِیْدَ الْعِقَابِ ذِالطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

اور اگر کسی اور کیلیے لکھے تو آیت کے بعد آخر میں لکھے: بستم کاہلی فلاں بن فلاں۔ یعنی فلاں بن فلاں کی جگہ اُسکا اور اُس کے باپ کا نام لکھے۔

اہلِ طریقت اور راہِ معرفت چلنے والے کیلیے سختیاں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اور خصوصاً اہلِ طریقت پر چلنے والا پانچ طرح کی سختیوں میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے۔

Marfat.com

۱۔ پہلی سختی یہ ہے کہ اُس کو دیکھ کر دوسری مخلوق اُس سے حسد کرتی ہے۔

۲۔ دوسری سختی یہ ہے کہ منافق لوگوں کی عداوت میں پھنستا رہتا ہے۔

۳۔ تیسری سختی یہ ہے کہ کافروں سے ہمیشہ لڑائی کیا کرتا ہے۔

۴۔ چوتھی سختی یہ ہے کہ شیطان اُس کو ہمیشہ بہکانے کی کوشش کرتا اور اُسکی مخالفت سے اپنے آپ کو بچانے میں مشغول رہتا ہے۔

۵۔ پانچویں سختی یہ ہے کہ نفس سرکش اس کا چاہتا ہے کہ اُسکو آرام میں رکھے۔ اور اپنی خواہش کے موافق اُس سے کام لے۔ اور وہ زبردستی سے اُسکو روک رکھتا ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ کی تابعداری کی طرف اُسکو کھینچ لاتا ہے۔ بہکنے نہیں دیتا۔

یاد رکھیں! جب انسان اللہ اللہ کرنے لگتا ہے تو اوپر کی پانچوں سختیوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ہوشیاری سے ہر سختی کا صبر اور شکر سے مقابلہ کرے۔ اور نفس کی کسی قسم کی خواہش پوری نہ ہونے دے۔ ہر کام نفس کے مخالف کرے۔ تاکہ نفس بھی اللہ کی طرف رجوع ہو جائے اور اُسکی ہر خواہش ختم ہو جائے۔

فتوحاتِ غیبی برائے ضروریاتِ اہلِ اللہ

اکثر راہِ سلوک پر چلنے والے اہلِ اللہ کو لنگر کے خرچ کی تنگی درپیش ہوتی ہے لہٰذا ذیل کا عمل درج کیا جاتا ہے جس سے روزانہ کا لنگر خرچ از غیب حاصل ہوتا ہے۔ یہی طریقہ اکثر بزرگان سے چلا آتا ہے۔ درج ذیل دس اسما جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا پر لکھے تھے۔ بزرگانِ دین ان دس اسما کو خرچ بے خرچاں کہتے ہیں۔ سیاحانِ متوکل درویشوں کیلیے جنگلوں اور منزلوں میں نافع ہیں۔ جو ان دس اسماء کو روزانہ پڑھے گا۔ قدرت کاملہ غیب سے روزی عطا کرے گا۔ ان دس اسما کی تعلیم سلسلہ غوثیہ قادریہ خصوصاً سید پیر محبوب علی شاہ صاحب کے سلسلہ میں جاری و ساری ہے

ترکیبِ عمل جب خواب سے بیدار ہو تو بغیر کسی سے کلام کیے یَا بَاسِطُ کو دس بار پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے منہ پر ملے۔ پھر صبح کی سنت پڑھ کر

اَلتَّالِیْسُ ۱۰۰ بار۔ یَا اِسْرَافِیْلُ یَا طَاطَائِیْلُ یَا دَرْدَائِیْلُ بِحَقِّ یَا اِلٰہَ الْاٰلِہَۃِ الرَّفِیْعُ جَلَّ لَہٗ

Marfat.com

یَااَللہ ۔ پڑھے ۔ اور پھر فرض سے فارغ ہو کر سَو بار یَاعَزِیْزُ اور پچیس بار اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ... پوری پڑھے ۔ پھر ان دس اسماء کو بہتر بار پڑھ کر اس کے بعد یَارَزَّاقُ ۳۰۸ بار پڑھے ۔ پھر آٹھ نقش لکھ کر ہفتہ عشرہ میں آٹے میں گولیاں بنا کر دریا میں ڈال دیں ۔ اسی طرح روزانہ معمول رکھیں تو خداوند کریم ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے کبھی گمان بھی نہیں ہو سکتا ۔ یہ طریقہ اہلِ فقراء کے مجربات سے ہے ۔ دس اسماء شریف درج ذیل ہیں :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَرَالِیُوْ لِذَدْعِیْ جُوْسًا مَنُوْعًا عَالِمًا طَہِیُوْ سُوْنَا سَلِیْخًا مَلِیْخًا مَلْقُوْمًا یَا قَیُّوْمًا بِحَقِّ کٓھٰیٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓعٓسٓقٓ ۔

اور یہ نقش روزانہ لکھنے کیلیے ہے :

٧٨٦

١٠٤٣	١٠٤٧	١٠٥٠	١٠٣٦
١٠٤٩	١٠٣٧	١٠٤٢	١٠٤٨
١٠٣٨	١٠٥٢	١٠٤٥	١٠٤١
١٠٤٦	١٠٤٠	١٠٣٩	١٠٥١

نقش کی پشت پر لکھے :

اَجِبْ یَاجِبْرَائِیْلُ بِحَقِّ یَابَاسِطُ

یہ خاص الخاص چیز ہے جس نے کیا اُس نے پایا جو کچھ اُس کی قسمت میں ہے ۔

عملِ فتوح برائے متوکلین

ایک دفعہ میں (سید محبوب علی شاہ) اور میرے چند یارانِ طریقت سیاحتِ دُنیا کے سلسلے میں نیشاپور پہنچے تو وہاں ایک درویش کو دیکھا جو کوئی کاروبار نہیں کرتا تھا ۔ اور نہ کوئی دُنیاوی وسیلہ اُس کی روزی کا تھا ۔ وہ شخص معہ اپنے اہل و عیال خدا کے توکل پر ہی بیٹھ کر اللّٰہ کی عبادت کرتا رہتا تھا جب انہیں کسی چیز یعنی کھانے پینے اور کپڑوں اور پیسوں غرضیکہ کسی چیز کی بھی ضرورت ہوتی ۔ تو وہ درویش اسمِ یَامُنْعِمُ کا نقش پانچ در پانچ لکھ کر نقش کی پشت پر اپنی ضروریات کا نام لکھ کر بلند درخت کے ساتھ لٹکا دیتا تھا ۔ چند ساعت کے بعد وہ مطلوبہ چیز بدستِ غیبی پہنچ جاتی تھی اور اُن کے تمام خرچ اخراجات وغیرہ بخوبی انجام پذیر ہوتے رہتے تھے ۔

لہٰذا اسم یَامُنْعِمُ کا نقش حسبِ ذیل متوکلین کیلیے درج ہے ۔ ترکیب ملاحظہ فرمائیں :

چاند کی پہلی تاریخ کو اسمِ یا مُنعِمُ کو اوّل وآخر سو سو بار درود شریف اور اسمِ یا مُنعِمُ کو چار ہزار چار سو مرتبہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد تین روز تک پڑھے۔ پس اسمِ یا مُنعِمُ کی کل زکوٰۃ نصاب وغیرہ ادا ہو گئی۔ اس کے بعد روزانہ بوقتِ طلوعِ آفتاب صبح مُنہ مشرق کو کر کے ایک نقش مُربّع کا لکھ کر اپنے دائیں ہاتھ کی ہر دو انگلی شہادت اور وسطی انگلی کے درمیان پکڑے اور دو سو بار یا مُنعِمُ پڑھے۔ اوّل وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھے۔ اور اس نقش کو اپنے سر پر رکھ لے۔ دوسرے روز علی الصبح پھر دوسرا نقش لکھ کر پہلے نقش کو دھو کر پی جائے۔ اور دوسرا نقش جو لکھا ہے اس کو سر پر رکھ لے اور جائے نقش کے خانہ خالی میں مطلوبہ چیز رقم یا کھانا وغیرہ لکھے۔ اسی طرح روزانہ کرتے رہیں۔ تمام عالم خلق مسخر ہو کر کمال فتوحات ہو گی۔ اور جب خاص ضرورت ہو تو پھر نقشِ مخمس لکھ کر اس کی پشت پر مطلوبہ چیز لکھ کر درخت پر لٹکا دے۔ چند ساعت بعد مطلوبہ چیز بدستِ غیب آپہنچ جائے گی۔ نقش مربع اور مخمس دونوں حسب ذیل ہیں:

نقش مُربّع روزانہ لکھنے کیلیے

۷۸۶

۴۲	۶۰	۹۸	فلاں چیز
۹۲	۶	۳۶	۶۶
۱۲	۱۱۰	۴۸	۳۰
۵۴	۲۴	۱۸	۱۰۴

نقشِ مخمس اسمِ یا مُنعِم خاص ضروریات کیلیے

۷۸۶

۴۲	۳۵	۲۸	۵۱	۴۴
۴۳	۴۱	۳۴	۳۲	۵۰
۴۹	۴۷	۴۰	۳۳	۳۱
۳۰	۴۸	۴۶	۳۹	۳۷
۳۶	۳۹	۵۲	۴۵	۳۸

قسم ہے خدا کی جس نے مذکورہ بالا ہدایت کے مطابق عمل پیرا ہوا۔ اس نے پایا جو کچھ اس نے چاہا۔ مصنف کتاب ہذا کا بھی یہی معمول عمل ہے

برائے نکاسی مالِ تجارت

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے متوکل لوگ جب کوئی کاروبار شروع کرتے ہیں۔ تو مال کی نکاسی (فروخت) نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دستی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کے مال

Marfat.com

تجارت کی نکاسی کیلیے ایک کاغذ کے پرچے پر پچاس عدد واؤ یعنی وووووووووو و وووو ووو لکھ کر پھر یہ آیت لکھیں:

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ یہ آیت بھی لکھ کر پرچہ کو باطن اپنے سامان میں رکھ دیں پس جلدی وہ مال فروخت ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔ یہ آیت پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الحج رکوع نمبر ۴ میں ہے

مفرور لے پتہ کی واپسی کیلیے

جس کسی کا کوئی عزیز یا دوست لاپتہ ہو اور کہیں اس کا پتہ نہ چلے تو ا۔ل۔ر۔ س ح۔م۔ن کو سات مرتبہ مع نام اس شخص کے لکھے ۔ پھر یہ دعا پڑھ کر لکھے ہوتے پر دم کر کے اپنے گھر میں دفن کرے۔ اور اوپر اسکے بھاری پتھر رکھ دے ۔ تو وہ مفرور گھر واپس آجائے گا۔ مجرب ہے۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِحَقِّ اِسْمِكَ الرَّحْمٰنِ اَنْ تَمْتَعَ هٰذَا الْعَبْدَ مِنَ الْاٰيَاتِ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۔

ہر قسم کے درد جسمانی کیلیے

دردِ سر، دردِ شقیقہ، دردِ دندان، دردِ گوش، دردِ دل، دردِ جگر، ہاتھ، پاؤں، کمر، زانو گویا کہ جسم کے کسی حصہ میں درد ہو تو طاق مرتبہ حسبِ ذیل دعا پڑھ کر دم کریں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ فوری طور پر آرام ہوگا۔ بسیار مجرب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ شَافِىْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُخْرُجْ اَيُّهَا الْوَجَعُ وَرِيْحُ وَجَمِيْعُ عِلَّتٍ بِاِذْنِ اللّٰهِ رَبِّىْ وَ رَبُّكُمُ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ طاق مرتبہ پڑھیں ۔

ہر مرض کی شفا کیلئے قمقمۃ الکبریٰ

۱ ۹ ۱ ۱ ۸ ۸ ۶ ۸ ۸ ر
لی ۸ ۶ 8 عـــہ ۱ ۱
صح صح صح فو عـــہ لے
۱ ۸ ۱ ۸ لی ۸ ر ع ۱
ما 8 ااا م H ااا ھے G

فوائد: یہ نقش لکھکر دھوکر بھی پلائیں۔ اور یہی نقش تیل میں دھوکر بدن پر مالش کرائیں اور ایک نقش لکھکر گلے میں باندھیں۔ ہر مرض سے کامل شفا ہوگی۔ یہ نقش بزرگانِ سلف کے مجربات سے سلسلہ وار فقیر تک پہنچا ہے۔ ہر مرض کا علاج اس سے کیا جاتا ہے۔

دیگر

ہر مرض و ہر درد کیلئے یہ تعویز لکھکر مریض و دردمند کے بازو یا گلے میں باندھ دیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

یہ تعویز ہر مرض ہر درد کیلئے بارہا تجربہ کردہ ہے۔ لکھکر مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔

دربیانِ تواریخ سعد و نحس

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ماہ قمری کے سات دن نحس ہیں۔ انمیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے:

ہر ماہ قمری کی تین تاریخ نحس ہے۔ کیونکہ ہابیل نے قابیل کو تین تاریخ کو قتل کیا تھا۔

ہر ماہ قمری کی پانچ تاریخ بھی نحس ہے کیونکہ پانچ تاریخ قمری کو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے چاہ میں ڈالا تھا۔

Marfat.com

تیرہ[۱۳] تاریخ قمری کو آدم علیہ السلام جنّت سے نکالے گئے۔

سولہ[۱۶] تاریخ قمری کو حضرت زکریا علیہ السلام درخت میں پناہ گزیں ہوتے تو شیطان نے آرا سے آپ کو شہید کیا۔

اکیس[۲۱] تاریخ قمری کو نبی آخر الزماںؐ کا دانت مبارک شہید ہوا۔

چوبیس[۲۴] تاریخ قمری کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریا میں بہایا گیا۔

پچیس[۲۵] تاریخ قمری کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آتش میں ڈالا۔

اس لیئے درج بالا تواریخ نحس ہیں۔ اور پرانی کتب سے بھی یہ ثابت ہے کہ بدھ کے روز حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں تمام سرزمین دنیا پر پانی کا طوفان آیا جس کو طوفانِ نوح بھی کہتے ہیں۔ اور ہر سال صفر کے آخری بدھ کو آسمان سے تین ہزار سات سو اٹھاون[۳۷۵۸] بلائیں نازل ہوتی ہیں جو سال بھر تک اس عالمِ ناسوت میں مخلوقِ خدا پر مسلّط رہتی ہیں۔ لہٰذا ان تاریخوں میں خوشی اور شادمانی کے کام نہ کریں مثلاً شادی، تعمیرات اور دوسرے خوشی اور منافع کے کام وغیرہ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہو الحق محق الحق

سوال و جواب

سوال: مرشدِ نامدار، رہنمائے کاملین اور پیرانِ عظام جو اپنے اپنے طالبین، عاشقین اور راہِ حق کے متوالوں کو جام، پیالہ، ساغر یا کاسہ وغیرہ پلاتے ہیں۔ وہ کتنی اقسام کے اور کتنے ہوتے ہیں؟

جواب: فی زمانہ جام پلانے کے جو رواج رائج ہیں وہ سب رواجی ہیں۔ ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بالکل صحیح اور تصدیق شدہ ہے۔ اے سمجھنے والے! تو اس تحریر سے واقف ہو کہ ہم نے یہ جام امر کے ساتھ لکھے ہیں۔ اور یہ جام پندرہ اقسام کے ہیں۔ پیرانِ عظام کے ہر سلسلہ کے راہبر اپنے اپنے طالبین کو مرید کرتے وقت اپنے اپنے سلسلے کا جام پلاتے ہیں جن کی وجہ سے طالبین کے دلوں میں عشقِ الٰہی ایسی لازوال کسک پیدا کر دیتا ہے۔ کہ وہ (طالبین) ہر لمحہ راہِ حق کی جستجو میں مضطرب رہتے ہیں۔ اور عبادتِ الٰہی میں شاغل ہو کر اپنی منزلیں جلد طے کر لیتے ہیں۔

(۱) جامِ محبت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پڑھ کر لب لگا کر پلاوے۔

Marfat.com

② جامِ خمارِ حقانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا ؕ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ؕ ھُو حق ھُو ۔

آخری ھُو کے ساتھ اپنا لب لگا کر پلادیں ۔

③ جامِ ترقی باطن الی الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۝ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ۝ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ اَیُّھَا الْعَاشِقُوْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ؕ

پڑھ کر لب لگا کر پلاویں ۔

④ جامِ قرب القرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْکٌ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا ؕ پڑھ کر لب لگا کر پلاویں ۔

⑤ جامِ وجد حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمِ سلطان سید احمد کبیر اَلْمَدَدْ اَلْمَدَدْ اَلْمَدَدْ تن من کی کلوھے کو مالی بحق شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی جیلانی جیلانی شیئاً للہ۔ دم کر کے پلاویں ضرب وغیرہ کے واسطے بھی یہی پلاتے ہیں۔

(۶) جامِ سماع در وجد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ اللہ نزّل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین قلوبھم وجلودھم الی ذکر اللہ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء وھو الغفور الرحیم۔ داہنے کان میں دم کریں۔ جذباتِ حقانی جوش پیدا کریں اور طالب رقص شروع کر دے۔

(۷) جامِ حیات القلوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ ایک بار اور آیۃ الکرسی تین بار پڑھ کر مرید وطالب کے دل پر دم کر دیں۔

یاحیّ حین لاحیّ فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یاحیّ نگاہِ باطن خود سے قلبِ مرید پر اثر ڈالے۔ اور دل پر مرید کے تین بار داہنے ہاتھ کی تھپکی دے۔

(۸) جامِ شرحِ صدور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نورٍ من ربہ نورٌ علی نورٍ سرٌ علی سرٍ الم نشرح الخ مرشد تین بار پڑھ کر اپنی نگاہِ باطنی سے صدرِ قلب پر صفائی باطن سے روشنی بخشے صفائی نصیب ہو گی۔ ہمتِ مرشد درکار ہے۔

⑨ جامِ بعد از ہوا و ہوس و واحد الوجود باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ وَتَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَۃً وَّہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ - مُرشد سات بار پڑھ کر اپنی نگاہِ باطن سے ہمت کر کے مُرید کی رُوحانی لطافت کو جسمانی کثافت سے جُدا کرے۔

⑩ جامِ غواصیٔ دریائے نور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ مرشد اپنی نگاہِ باطن کی ہمتِ رُوحانی سے ناف سے اُم الدماغ تک ایسا تصور کرے کہ ناف سے اُم الدماغ تا عرش ایک شمع نور کی مثل آفتاب یا ماہتاب جلوہ گر ہے یہ عکس مرید پر ہمتِ رُوحانی سے القا کریں۔ یہ کیفیت اور طالب اپنے وجود میں نمودار پائے گا۔ اور رفتہ رفتہ وحدۃ الوجود ہمہ جا روشن ہو گا۔ اور مرید اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ کا نعرہ مارے گا۔ لیکن مُرشد کو حفاظت کرنا ہو گی ورنہ مُرید کا شیشۂ قلب پھٹ جائے گا۔ جوانمردوں کا یہ حصّہ ہے۔

⑪ جامِ لب بیعت — جو کہ ہمارے یہاں رائج ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ یا الٰہی خیر کی تشنہ کو سیری کی ذیر کو شیری کی شیر کو ذیری کی سخت کو نرم کی نرم کو گرم کی گرم کو سہیم کی سہیم کو رحیم کی رحیم کو حلیم کی حلیم کو سلیم کی فلا ینجو الّا من اتا اللہ بقلبٍ سلیم ملّت حضرت شاہ کے بحق لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ وسقٰھم ربّھم شرابًا طھورًا ؕ

Marfat.com

(۱۲) جامِ عروج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ یَوْمَ ھُمْ بَارِزُوْنَ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْھُمْ شَیْءٌ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ۝ تین بار پڑھ کر ناک کے راہ دم کریں۔ دماغ کیطرف اور باطن کی نگاہِ ہمّت سے عرش تک یعنی عرشِ مُعلّٰی سے بالائے لامکان تک حقائقِ اسرارِ خفیہ واسرار و انوار کشف ہونے کی نیّت کرے۔ یہ جواں مرد صاحب مُرشد کامل طاقت والے کا کام ہے۔ جو نگاہِ مُرشد میں ہے جو طالب کو صاحبِ فتوحات و ہمّت بنا دے۔

(۱۳) جامِ استقامت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا تَا لَنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَکَاْسًا دِھَاقًا ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا فَذُوْقُوْا اَیُّھَا الْعَارِفُوْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ دودھ کا جام مصری دار شیریں نگاہ بنگاہ لب ملاکر پلاوے۔ اور نگاہِ باطن قلب مُرید پر نُورانی کی نیّت سے جما دے۔

(۱۴) جام برائے حصولِ انہارِ حکمت و خیرِ کثیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَکَاْسًا دِھَاقًا فِیْھَا اَنْھٰرٌ مِّنْ مَّآءِ الْقُرْبِ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ لَّبَنِ عِلْمِ الْحِکْمَۃِ وَفِیْھَا خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَمَحْوِیْ فِیْ لِقَآءِ اللّٰہِ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّا فَذُوْقُوْا وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ

مرشد اپنی نگاہِ باطن کی ہمّتِ روحانی سے مُرید و طالب کے نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ پر اپنی توجّہ کی روشنی ڈالے اور اوصافِ بشریت سے خارج کرنے کی طاقت مُرید میں

شامل کرے۔ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ۔

(۱۵) جامِ اخلاص

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۞ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۞ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۞ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۞ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۞ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ فِيْهَا يُنْزَفُوْنَ ۞ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞

اس کو جامِ بہشتی بھی کہتے ہیں۔ اللّٰہ بس ماسوا اللّٰہ ہوس

نوٹ: طریقہ بیعت

پیرانِ عظام و مرشدانِ کاملین جب کسی طالب کو اپنے اپنے حلقہ بیعت میں مرید کر کے داخل فرماتے ہیں تو پہلے خطبہ پڑھتے ہیں پھر کلمہ طیبہ پڑھاتے ہیں۔ پھر اقرار نامہ پڑھاتے ہیں۔ پھر کلمہ شہادت اور ایمانِ مفصل پڑھاتے ہیں۔ پھر اپنے اپنے خاندانی سلسلے کے مروجہ جام آبِ شیریں پر دم کر کے طالب کو پلاتے ہیں۔ اور توجہ باطنی سے طالب کے دل میں اپنا روحانی فیض تفویض فرماتے ہیں۔ مرشدانِ کاملین اپنی نگاہِ باطن کی ہمت روحانی سے طالب کے نفس، روح، سِر، خفی، اخفیٰ پر ایسی روشنی ڈالتے ہیں کہ اس روشنی سے طالب اوصافِ بشریت سے اوصافِ نوری کی طرف مراجعت کرتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام جام جو کہ اوپر درج ہو چکے ہیں یہ جام جامِ ساغر، شراباً طہورا اور دیگر کئی ناموں سے فقراء میں مشہور رہے ہیں۔ یہ جام سرکارِ دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ وار تمام گروہ فقراء میں رائج ہیں۔ جس نے ان جاموں کو پیا یعنی جس نے کامل پیر فقیر کے ہاتھ سے یہ جام نوش کیے وہ دریائے وحدت میں غوطہ زن ہو کر الوہیت کے اصلی معنی اور حقیقت سے آشنا ہو گیا۔ اور کوئی راز اس سے پوشیدہ نہ رہا۔

نمازِ خمسہ

اَلشَّرِیعَتُ اَقْوَالِیْ۔ یعنی شریعت میرا قول ہے۔ طریق ذکر ذِکرُ اللِّسَانِ لَقلَقَۃٌ یعنی زبان کا ذکر لقلقہ ہے۔ اور یہ سیر ناسوتی عالموں کی راہ استقامت ہے اور یہ عنصری ناسوتی واجب الوجود کی دائمی نماز ہے۔

اَلطَّرِیقَتُ اَفْعَالِیْ۔ یعنی طریقت میرا فعل ہے طریق ذکر ذِکرُ القَلبِ وَسوَسَۃٌ یعنی قلب کا ذکر وسوسہ ہے اور یہ سیر ملکوتی زاہدوں کی راہ استقامت ہے۔ اور یہ ممکن الوجود ملکوتی مثال کی دائمی نماز ہے۔

وَالحَقِیقَتُ اَحْوَالِیْ۔ یعنی حقیقت میرا حال ہے۔ طریق ذکر ذِکرُ الرُّوحِ مُشَاہِدَۃٌ یعنی ذکرِ روحی مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ سیر جبروتی عاشقوں کی راہ کی استقامت ہے اور یہ ممتنع الوجود جبروتی نورانی کی دائمی نماز ہے۔

وَالمَعرِفَتُ سِرِّیْ۔ یعنی معرفت میرا بھید ہے طریق ذکر ذِکرُ السِّرِّیْ مُعَایَنَۃٌ یعنی ذکر سری معاینہ کرنا ہے۔ اور یہ سیر لاہوتی واصلوں کی راہ کی استقامت ہے۔ اور یہ عارف الوجود لاہوتی کی نماز دائمی ہے۔

مَن عَرَفَ نَفسَہٗ بِالفَنَاءِ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ بِالبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو لقا سے پہچانا۔ تو اُس پر اَلفَقرُ لَا یَحتَاجُ عَلَی اللّٰہِ وارد ہو جاتا ہے اور شغل نوری بقا باللہ ہے۔ طریق ذکر ذِکرُ الخَفِیِّ مُعَایَنَۃٌ یعنی ذکر خفی محو در محو فنا در فنا ہوتا ہے۔ اور یہ سیر لاہوتی باخدا اور باواصلوں کی راہ استقامت ہے۔ اور یہ واحدۃ الوجود ہاہوتی کی دائمی نماز ہے۔

اور ان پانچوں وجوہات میں سے اگر کوئی درویش اپنی نماز کی مشغولی رکھتا ہو تو اُسکو بے نماز کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر لسانی سے ذکر قلبی ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ذکر روحی سے ذکر سری ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ذکر سری سے ذکر خفی ہزار درجہ افضل ہے۔

Marfat.com

نماز دو اقسام کی ہوتی ہے:

اوّل یہ کہ جس میں تعین وقت ورکوع وسجود کی شرط ہے۔ جیسے نماز پنجگانہ ہے۔ اگر اس نماز کے نمازی نے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کو دل میں قائم کر کے نماز ادا کی ہے۔ یعنی ساتھ مشاہدہ یا مراقبہ تو بیشک یہ نماز مقبول و موجب فلاح دارین ہے۔ اور جس کی نماز اس شان کی نہیں تو بقول شخصے "نیکی برباد گناہ لازم" یعنی اگر نماز پنجگانہ بغیر مشاہدہ و مراقبہ کے ہے تو وہ بے سود اور برباد ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ یعنی نہیں ہوتی نماز بغیر حضوری قلب کے۔ اگر بطور مراقبہ کے نماز کو ادا کیا تو حضور قلب ہوا۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے۔ اگر ساتھ مشاہدہ کے نماز کو ادا کیا تو معراج سے مشرف ہوا۔ وارد ہوا ہے۔

صلوٰۃ دائمی

دوم: یہ دوسری قسم کی نماز ہے۔ اذکار الٰہی میں سے ایک ذکر کا نام صلوٰۃ دائمی ہے۔ یہ ذکر با اسم ذات سے کیا جاتا ہے۔ اصطلاح صوفیا کرام میں ذکر بمعنی یاد الٰہی اور صلوٰۃ بمعنی نماز اور دائمی بمعنی ہمیشہ ہے۔ یعنی ذکر بذکر اسم ذات ہمیشہ اور ہر وقت نماز میں ہے۔ اور اس نماز میں تعین وقت و بغیر رکوع و سجود ہر وقت اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ اس کو ذکر اللہ و دائمی کہتے ہیں اور اسی کا نام صلوٰۃ دائمی ہے۔ اور یہ نماز جمیع عبادات سے افضل و بہتر شمار کی گئی ہے۔

غرض کہ صوفیا کرام ذکر اللہ دوامی کو صلوٰۃ دائمی ارشاد فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمان ہے کہ اس نماز میں اطمینان قلب بدرجہ غایت نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ یعنی دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے، خبردار ہو، اللہ تعالیٰ کی یاد میں اطمینان قلوب ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ یعنی نماز بے حیائی اور بدکرداری سے روکتی ہے۔ وہ نماز یہی ہے جس میں اطمینان قلب ہوتا ہے۔ یعنی اس نماز کے نمازی کا قلب کبھی خدا سے غافل نہیں رہتا۔ اور حالت قلبی کسی طرح اور کسی حال میں متغیر

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم و برقرار رہتا ہے۔

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ط یعنی جو ہمیشہ دائمی نمازی ہیں ان کے دل میں کوئی برائی اور بھلائی جنبش نہیں دے سکتی۔ پس اگر اس نماز سے نماز پنجگانہ مراد ہے تو اس نماز کے نمازی کی حالت قلبی برائی اور بھلائی کے پہنچنے پر قائم رہنی چاہیئے۔ حالانکہ قائم نہیں رہتی۔ یعنی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ بے حیائی و بدکرداری سے باز نہیں آتے۔ معلوم ہوا کہ اطمینان قلب نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ کے علاوہ بھی کوئی نماز ہے کہ جس کے نمازی کی حالت قلبی ہر دو حال میں اپنی اصلی حالت پر قائم رہتی ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ط یعنی محافظت کرو نماز دل سے نماز درمیانی پر اور تم کھڑے رہو اللہ کے واسطے حالت خاموشی میں۔ اور یہ آیت تعلیم کے بارے میں نازل ہوئی اور صلٰوۃ الوسطیٰ سے مراد دل ہے۔ تو یہ معنی ہوئے کہ تم محافظت کرو تمام جسم کے امور ناشائستہ سے۔ اور خاص کر دل کو نگاہ رکھو۔ جب تک کہ تم اپنے دل کی نگرانی نہ کرو گے تو نماز ادا نہ ہوگی۔ اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک جس دل میں شرک ہے وہ دل مقبول نہ ہوگا۔ اور قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ کے یہ معنی ہوئے کہ مستعد ہو جاؤ۔ غیر اللہ اور ماسوا اللہ کے دور کرنے میں بحالت تصور و تفکر۔

ایک حدیث شریف ہے: لَا تُقْبَلُ الصَّلٰوةُ بِغَیْرِ طُهُوْرِهِمْ۔ یعنی طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ دل میں کفر، شرک اور طرح طرح کے فسادات بھرے ہوں اور ہاتھ منہ دھو کر نماز پڑھ لی۔ اور قبول ہو گئی۔ یہ نہیں بلکہ جب تک تطہیر القلب عن ماسوی اللہ نہ ہو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز ہرگز ہرگز نہیں۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ: فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ط ترجمہ: پس پوچھو سوالات اہل الذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ یعنی اہل ظواہر فرماتے ہیں کہ پہلوں سے دریافت کرو۔ اور صوفیائے کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اہل تصوف سے دریافت کرو۔ کیونکہ اہل تصوف ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا نام "اہل الذکر" رکھا گیا ہے۔

ایک اور حدیث شریف ہے: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ یَجْلِسُ مَعَ الذِّکْرِ۔ یعنی جو یہ ارادہ کرے کہ میں خدا کے ساتھ بیٹھوں پس وہ صوفیا میں بیٹھے۔ کہ وہاں بغیر ذکر اللہ

Marfat.com

کے کچھ تذکرہ نہیں ہوتا ۔ یہ لوگ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے موصوف ہوتے ہیں ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ اور کوشش و محنت کرو اس کی راہ میں تاکہ فلاح کو پہنچو۔

آیتِ مذکورہ بالا میں کلمہ اٰمَنُوا کے متعلق قرآن و حدیث میں ہے اور اِتَّقُوا اللّٰہَ میں جملہ اوامر و نواہی شامل ہیں ۔ اور وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ سے بیعت پیر و مرشد مراد ہے۔ اور جَاھِدُوْا سے ریاضت و مجاہدہ نفس اور سَبِیْلِہٖ سے راہ معرفتِ الٰہی مُراد ہے ۔ یعنی پیر کامل سے بیعت کرکے بارشادِ مرشد حصولِ معرفتِ الٰہی کیلیے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے ۔ تاکہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو ۔ اور جو شخص بیعت پیر و مرشد کا منکر ہو ۔ وہ سُنت و نصِ قرآنی کا منکر ہے ۔ اور یہ سفرِ پرخطر بغیر رہبر کامل کے طے نہیں ہو سکتا ۔

حدیث شریف ہے : عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ: مَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَمَنْ خَلَعَ یَدًا مِنْ طَاعَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ ۔ یعنی جو شخص مرگیا اور اس کی گردن میں بیعت نہیں تو مرگیا وہ جاہلیت کی موت ۔ اور جس نے اپنے ہاتھ اللہ کی اطاعت پر اٹھائے وہ بروزِ قیامت اللہ سے ملے گا اور اس کے لیے کوئی حجت نہ ہوگی ۔ پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازم ہے اوّل رہبر کامل کو تلاش کرے ورنہ محرومی کا سامنا ہوگا ۔

آیت قرآنی ہے : مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ط ترجمہ: جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ بلکہ ازروئے راہ وہ زیادہ گمراہ ہوگا ۔ وارد ہوا ہے :

ترجمہ ہندی بچن میراں بھیکھ چشتی :

جس کو درشن اِت ہے اُس کو درشن اُت ــــ جس کو درشن اِت نہیں اُس کو اُت نہ اُت ۔

آیت قرآنی: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ... ترجمہ: جو لوگ عمر ضائع کرتے ہیں وہ لوگ بھائی شیطانوں کے ہیں ۔

Marfat.com

ترجمہ ہندی بچن کبیر الدین چشتی :

- کبیرا ایہہ من لالچی سمجھے نہیں گنوار ـــــ بھجن کرن کو سُست ہے کھانے کو ہُشیار
- چھن چھن بیتا جات ہے سے ہر کرلے ہیت ـــــ پھر پچھتاوا کیا کریں جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

آیتِ قرآنی : اَوفُوا بِالعَھدِ اِنَّ العَھدَ کَانَ مَسئُولاً ..... ترجمہ : پورا کرو تم وعدہ تحقیق پوچھے جاؤ گے وعدے سے ۔

ترجمہ ہندی بچن کبیر الدین چشتی :

- شبد برابر دھن نہیں جے کوئی جانے کول ـــــ ہیرا تو دا مول ملے شبد کا مول نہ تول

یعنی بغیر قیمت و بغیر وزن کے یہ نعمت ہر ایک انسان کو عطا ہوتی ۔ لیکن قدر ہزار میں سے کسی کسی کو ہوتی ہے جو شبد کا بول جانتے ہیں ۔ اور عہد پورا کرتے ہیں ۔ وہ نعمت کیا ہے ۔ یعنی ہر جاندار چیز کی سانس لفظ ھُو کے ساتھ نکلتی وارد ہوتی ۔ لیکن کسی کی معلوم کسی کی معدوم ہے ۔

آیتِ قرآنی : وَ فِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُونَ ۔ ترجمہ : وہ تمہارے نفسوں میں ہے ۔ پس کیوں نہیں دیکھتے ۔

ترجمہ ہندی بچن میراں بھیکھ چشتی :

- جیوں نینوں میں پوتلی خالق گھت کے ماہ ـــــ مُورکھ لوگ نہ جانتے باہر ڈھونڈن جاہ

اے یار ! اُس مطلقِ حقیقی کی تلاش کرنا ضروری ہے ۔ وارد ہوا ہے :

آیتِ قرآنی : نَحنُ اَقرَبُ اِلَیهِ مِن حَبلِ الوَرِید ۔ ترجمہ : وہ تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ۔ اے یار وہ مُطلقِ حقیقی شہ رگ سے محبّت رکھتا ہے ۔ اور جس کے قریب شہ رگ ہے حُسن کی شورش بھی اُسی میں پائی جاتی ہے ۔ وارد ہوا ہے ۔

ترجمہ ہندی قول حضرت میراں بھیکھ چشتی صاحب :

- بھیکھا بھوکھا کوئی نہیں ہر کی گٹھڑی لعل ـــــ گرہ کھول نہ جانتے اِس بدھتے کنگال

آیتِ قرآنی : وَھُوَ مَعَکُم اَینَمَا کُنتُم ۔ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ کہ تم ہو ۔

آیتِ قرآنی : فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللّٰہِ ۔ یعنی جس طرف تم رُخ کرو اُس طرف اللہ کا چہرہ ہے ۔ وارد ہوا ہے ۔

Marfat.com

اے یار! پھر غیر دیکھنا واجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ہر راہ میں اُس کے چہرے بغیر نہ دیکھے۔ ترجمہ ہندی بچن میراں بھیکھ چشتی:

ہے نیڑے سوجت ناہیں لعنت ایسی زند ــــ اِس سنسار کو بھیا موتیا بند!

موتیا بند سے مُراد ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں فرق ہے۔ پیر و مُرشد کی مدد کے بغیر آنکھوں کی بینائی درست نہیں ہو سکتی۔ خواہ کتنی ہی عملی فضیلت حاصل کر لے۔

آیت قُرآنی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔

ترجمہ: اے محمدؐ! جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ ضرور بیعت کرتے ہیں اللہ سے وارد ہوا ہے جو لوگ اس قاعدے کے برخلاف ہیں۔ وہ ہمیشہ کیلئے جُدائی کے جنگل میں رہیں گے۔

ترجمہ ہندی بچن کبیر الدّین چشتی:

تُوں ڈھونڈھے جس کو کسی بد ھوا آوے ہاتھ ــــ کہن کبیر تب پائیے جو بھیدی لیے ساتھ

دیگر بچن ہندی:

ٹوٹے بندھن جرم مرن کا سادھو سنتوں سکھ پائے ــــ نانک منوں نہ وسرے گن ندھ گوبند راتے

بڑی بڑیائی ایہہ ہے ہو روم روم کرتار ــــ ست گورو کی کرپا بناں چاسبرن چمار!

دیگر بچن ہندی:

گورکھ سمرت شاستر بید گورکھ پاوے گھٹ گھٹ بید

گورکھ رام نام رنگ راتا نانک گورکھ خصم پوچھاتا

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے: وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ تَفَکَّرُوْا فِیْ صِفَاتِهٖ یعنی نہ سوچ بچار کرو اُس کی ذات میں اور فکر کرو اُس کی صفّات میں۔

ترجمہ ہندی بچن کبیر الدّین چشتی:

درشن کیجیے سادھ کا دن میں کتی ایک بار ــــ کبیر آسادھو درشن سے اُترو بوجھل پار

کتی بار نہیں کر سکے ایک بار کر لے ــــ کبیرا سادھو درشن سے کال دُکھ نہ دے

حدیث شریف میں آیا ہے: تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ یعنی ایک کا فکر دو جہاں کے عمل سے بہتر ہے۔

ترجمہ ہندی قول سید میراں بھیکہ چشتی صاحب:

ایک گھڑی سے آدمی گھڑی آدھی سے بھی آدھ۔ بھیکھا سنگھت سادھ کی کٹن کوٹ اپرادھ

حدیث دیگر: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ السَّنَتَيْنِ۔ یعنی ایک ساعت کا فکر دو سال کی عبادت سے افضل ہے۔ یعنی ذکر کی شرط فکر ہے اور فکر کی شرط ذکر ہے۔

ترجمہ ہندی سخن کبیر الدین چشتی:

نہ سکھ پڑھیاں پنڈتاں نہ سکھ بھوپ بھیال ــــ نہ سکھ وچ گرہست دے نہ سکھ چھڈ گیاں

نہ سکھ چٹیں کپڑیں نہ سکھ رنگ رلیاں ــــ نہ سکھ تیرتھ جاتراں نہ سکھ بیٹھ رہاں

سکھ ہے وچ بچار دے سنتاں سرن پیاں

اے یار! آیت و احادیث و اقوال عارفان حقیقی کے جو لوگ برخلاف ہیں وہ گمراہی کے جنگل میں ہیں۔ ان کی عبادت نماز روزہ کوئی قبول نہیں۔ جب تک مسلمان ہو کر مومن کے درجہ کے مستحق نہیں ہوتے۔ کلمہ طیب و کلمہ شہادت حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ علم معرفت سوائے پیر و مرشد کے محال ہے۔ کیونکہ زبانی کلمہ غیر مذاہب والے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن جب تک حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ مسلمانی محال ہے۔

آیت قرآنی: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ یعنی تم مجھے یاد کرو۔ اور میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور احسان مانو میرا اور مت ناشکری کرو۔ اور عارفان حقیقی فرماتے ہیں کہ یاد کرنا بھی دو طرح کا ہے۔ ایک لفظی دوسرا معنوی یاد کرنا ہے۔

اے یار! لفظی ذاکر عام لوگ ہیں۔ جو حصول دنیا و عاقبت کے واسطے سفر و مجاہدہ ذکر کرتے ہیں اور معنوی ذاکر خاص لوگ ہیں جو سفر و مجاہدہ، ذکر و فکر اپنے مولا کے واسطے کرتے ہیں۔

ترجمہ ہندی سخن میراں بھیکہ چشتی:

پریم برابر کچھ نہیں پریم بناں نہیں گیان ــــ پریم بھگتی بن سادھو سب کچھ مفو تھا جان

پڑھ پڑھ کے سب جگت مُوا پنڈت بھیا نہ کو ــــ ڈھائی حرف پریم کے پڑھے سو پنڈت ہو

اے یار! ڈھائی حرف پڑھنے سے تو پنڈت ہو جاتا ہے۔ اور جو علم ساری عمر کسب روزگار کے واسطے پڑھتا رہا اس سے پورا عالم یا پنڈت نہیں ہو سکتا۔ وارد ہوا ہے۔

حدیث شریف : نَومُ العالمِ افضلُ مِن عبادتِ الجاھلِ ۔ یعنی سونا عالم کا افضل ہے جاہلوں کی عبادت سے ۔ یہ علمائے خاص کی طرف اشارہ ہے ۔ نہ کہ کسبی و رسمی علم کے عالم ۔

حدیث دیگر : مَن عرفَ نفسَہٗ فقد عرفَ ربَّہٗ ۔ یعنی اپنے نفس کے علم کی شناخت کرنی خداتعالیٰ کی شناخت کرنی ہے ۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس نے قرآن مجید حفظ کرلیا ۔ اُس نے خدا تعالےٰ کو پہچان لیا ۔ جس نے حج و زکوٰۃ و نماز ادا کیا یا پرہیزگار یا بڑا بھاری عالم بن گیا ۔ اُس نے خدا تعالےٰ کو پہچان لیا ۔ ہرگز نہیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا قول ہے : العلمُ نقطۃٌ ۔ یعنی علم ایک ہی نقطہ ہے جو انسان کیلیئے ہے ۔ اور اُسی کا مرتبہ ہے کہ جاننے سے نہ جاننا اور نہ جاننے سے جاننا علم توحید کا ہے ۔ جو ایک ہی نقطہ ہے ۔

ترجمہ ہندی بچن میراں بھیکھ چشتی :

مالا جپوں نہ نام لوں مکھ سے جپوں نہ رام ! رام ہمارا ہم کو جپے اور ہم کریں بسرام !

ترجمہ ہندی :

اساں واسطے برہم دے کھوجنے نوں لیا آسرا گرنتھ تے پوتھیاں دا
کسے بید قرآن نوں واہ کھادا کسے واہ کھادا بھارڑا کھوتیاں دا

اگر علم حاصل کرکے نتیجہ روزگار کا نکلا تو بے علم نے کھوتیوں سے کام لے لیا ۔ تو عالم اور بے علم کا درجہ مساوی ہوا ۔ حضرت پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا : یاربِّ ما علمُ العالمِ ۔ یعنی اے ربّ العالمین علم العالم کیا چیز ہے ؟ فرمایا گیا : یا غوث الاعظم العلمُ علمُ الجھلِ عن العلمِ ۔ یعنی اے غوث الاعظم ! علم سے جاہل ہونے کو علم کہتے ہیں ۔ یعنی جو اپنے علم سے بے خبر ہوا وہ اپنے اصلی علم کا عالم ہو گیا ۔

ترجمہ ہندی بچن حضرت میراں بھیکھ چشتی صاحب :

پڑھنا گڑھنا کسب ہے اور سوار لے جیبھ ۔ جس پڑھنے شوہ پائیے اوہ پڑھنا کسے نصیب

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے : مَن سکتَ سَلِمَ نجیٰ ۔ یعنی جو خاموش رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی ۔

اے یار ! خاموش رہنا ایک راز ہے جو صحبت فقرا سے حاصل ہوتا ہے ۔

Marfat.com

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ۔ یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس میں نے خواہش کی کہ پہچانا جاؤں۔ سو اس مطلب کیلئے میں نے خلقت کو پیدا کیا۔ تو اس وقت مخفی خزانہ کی آواز یعنی ندا یہ تھی: لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا۔ یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اور جو کچھ مخفی خزانہ میں موجود تھا۔ وہ عالم ناسوت کے بازار میں روشن کر دیا۔ تو یہ بھی آتے ہی وہی بولی بولنے لگا۔ یعنی کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا عالم ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا حافظ ہوں یا عقلمند۔ کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا پہلوان ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا دولتمند ہوں۔ ہر ایک وہی بولی بولتا ہے جو حکیم مطلق نے بھر دی تھی۔ پس بولی سب کی ایک ہے۔ کُن فَیَکُون۔ یعنی کُن کہنے والے کی بھی اور فَیَکُون جو کچھ ہو گیا وہ بھی وہی بولی بولنے لگا۔ یعنی بولی کے مرتبے دو ہیں۔ ہستی مطلق وہی ہستی موہوم جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے پڑھنے اور سمجھنے یا اس پر عمل درآمد کرنے سے ثابت ہو سکتی ہے۔

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ راز کھل گیا تو آپ نے فرمایا: رَاَیتُ رَبِّی بِرَبِّی۔ میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے پہچانا۔ پھر فرمایا: مَن رَاٰنِی فَقَد رَاَی الحَقَّ یعنی جس نے مجھے دیکھا۔ بے شک اس نے حق کو دیکھا۔ فرمایا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا کہ تم نے حق کو کس طرح پہچانا؟ تو کسی نے کہا کہ صدق وعبادت وسخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا کہ عدل وعبادت وسخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا کہ حیا اور عبادت وسخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا کہ علم وقدرت سے پہچانا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کہا: عَرَفتُ رَبِّی بِعَینِ رَبِّی۔ یعنی میں نے اپنے ربّ کو اپنے ربّ کی آنکھوں سے دیکھا تو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی یہی حکم تھا کہ جو یہ جواب دیوے تو خرقہ خلافت فقر اسی کا ہے۔

حضرت عارف حق وعاشق حق حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تخم پاک معرفت کو آدم علیہ السلام کے زمانہ میں زمین میں بویا اور حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں زمین سے نکلا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں سرسبز کل پتہ پہنچا دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں خوشہ ظاہر کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انگور نمایاں کیے

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وقت میں اُس سے صاف شراب کھینچی گئی۔ اور اُمّت کے رندوں نے اس شرابِ خالص کے قدحے پیئے۔ اور بیخود ہُوتے۔ اور بلند آواز سے کہا: سُبحان مَا اَعظَمَ شَانِیْ۔ سُبحان اللہ میری شان کیسی اعلیٰ ہے؟ وَلَیسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللہِ میرے جُبّہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ وَاَنَا الحَقّ اور میں حق ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر میں۔ مَا رَاَیتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیتُ اللہَ فِیہِ۔ یعنی میں نے نہیں دیکھی کوئی چیز مگر پہلے اُس کو خدا نے دیکھ لیا۔

من نمے گویم اناالحق یار مے گوید بگو! — چُوں نگویم چوں مرا دلدار مے گوید بگو!

یعنی میں اناالحق نہیں کہتا بلکہ یار کہتا ہے کہو! میں کس طرح نہ کہوں جب کہ یار کہتا ہے کہ کہو!

اگر تو جان کے کانوں سے سُنے تو ہر دم اناالحق کی آواز ہر شے سے نکلتی ہے۔ اور اس آواز کے بغیر کوئی بھی جہان میں نہیں ہے۔ لیکن اس زمانہ میں یہ حال حضرت منصُور کی زبانی قال کی صُورت میں ظاہر ہوا۔ یعنی حال اس قدر حاصل ہُوا کہ حضرت منصُور کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور جلایا گیا۔ اُس کی راکھ کو دریائے دجلہ میں بہایا گیا۔ لیکن کوئی بھی اس آواز کو بند نہ کر سکا۔ پس یاد رہے کہ وہ آواز منصُور سے نہ تھی۔ پہلے وہ اِنِّیْ اَنَا اللہُ درخت سے آتی تھی۔ درخت بھی درمیان نہ تھا۔ کیا تعجّب ہے کہ منصُور سے آتی ہو اور منصور بھی درمیان نہ تھا۔ پس میرا دل تیرے وصل کے کیسے کا بہت مُشتاق ہے۔ اگرچہ ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ لیکن باطنی نظر میں موجُود ہے۔

اے یار! اُمید رکھ کہ جو چیز غائب ہے حاضر ہو جائے گی۔ اور باطن سے ظاہر میں آجائے گی۔ [صو]رت اور معنی کی خوبصورتی یکساں نظر آئے۔ اس واسطے کہ جس کا باطن حضُوری نُور سے بھرپُور ہے۔ اسی طرح ظاہری نظر بھی حاضر و ناظر سے تعلق رکھتی ہے۔ اگرچہ ناظر نظر میں حاضر کے حضور کی رغبت نہ رکھتا ہو تو باطن سے ظاہر کو آراستہ نہ کرتا۔

کہ جہاں صورت است معنی دوست — در بمعنے نظر کنی ہمہ اوست

یعنی جہان صُورت کی طرح ہے اور اس کے معنی دوست ہیں۔ اگر تو معنوں کا خیال کرے تو سب کچھ وہی ہے۔ مگر معنی کی خوبصورتی صورت کے آئینے بغیر نہیں دیکھی جاتی۔ اسی طرح صُورت کا قائم رکھنا بغیر معنوں کی خوبصورتی کے مُحال ہے۔ پس صُورت کا وجود معنی کے ظہور کی خاطر ہے

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ وارد ہوا ہے چونکہ تیرے خیال میں میری آنکھیں لگی رہتی ہیں ۔ اس لیے جس کو میں دیکھتا ہوں ۔ یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے ۔ پس جو نیست تھا وہ ہست ہو گیا ۔ جو ہست تھا وہ نیست ہو گیا ۔ جو مقصود ہے وہ موجود ہے ۔ اس کے سوا جو موجود ہے وہ معدوم ہے ۔ اسی واسطے کہ اس کے چہرے کے ابرو کے طاق کے سوا اور کوئی محراب نہیں ۔ شکر ہے خدا کا اور کوئی نہیں ۔ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ یعنی تحقیق میں بری ہوں اس سے جو تم شریک بناتے ہو۔

؎ چناں در اسم او کن جسم پنہاں ——— کہ چوں گردد الف در بسم پنہاں

یعنی اس کے نام میں جسم کو اس طرح پوشیدہ کر جس طرح کہ الف بسم میں پوشیدہ ہے ۔

اے یار ! اگر تو عین دیکھے گا تو عین ہے اگر غیر دیکھے گا تو غیر ہے ۔ بلکہ عین غیب میں ہے ۔ ہویت کے جمال پر نہیں ۔ جب اسکی آنکھ دلہن کو ایک اور راز حاصل نہ ہو جاتے ۔ پس عبودیت اور ربوبیت دونوں ذاتی صفات ہیں ۔ جس وقت آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ربوبیت کی صفت غالب ہوتی اور عبودیت کی صفت محو ہو جاتی ۔ اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ۔ وہ کلام اللہ کی طرف سے ہوتا ۔ اور جب عبودیت کی صفت ابھر آتی ۔ اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد فرماتے وہ حدیث ہوتی ۔ اور حضرت جبرائیل سے مراد یہی ہے ۔

یعنی ان دونوں خواص کے درمیان خواطر ہیں ۔ جو عبودیت کی صفت میں ربوبیت کے حال کی خبر دیتا ہے ۔ اس میں شک نہیں ۔ اس واسطے کہ :

؎ چوں در آید وصل را حالہ ——— گم شود گفت گوئے و لا الٰہ !

یعنی جب وصال کی حالت آجاتی ہے تو ولا الٰہ کی گفتگو گم ہو جاتی ہے ۔ بلکہ لا شریک لہٗ کے دائرہ وحدت میں ولا الٰہ کا کیا کام ۔

؎ در عشق پیام در نگنجد ——— خود بود کہ خود پیغمبری کرد

عشق میں پیغام رساں کی گنجائش نہیں ۔ وہ خود ہی تھا جس نے پیغمبری کی ۔

حدیث شریف : اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ ۔ یعنی مومن مومن کا آئینہ ہے ۔ بیشک عاشق معشوق کا آئینہ ہے ۔ یہاں ایک باریک راز ہے ۔ جسکی حقیقت جان کے ادراک کے سوا

Marfat.com

معلوم نہیں ہو سکتی۔ یعنی عشق سے مراد آپ اپنے تئیں دیکھنا ہے۔ اس واسطے معشوق کا آئینہ موجود ہوا تو معشوق نے اپنی طرف دیکھا اور عاشق کو پالیا۔ یعنی جب اپنے خیال کے کمال کو دیکھا تو اپنا عاشق بن گیا۔ پس عاشق کی توجہ معشوق کی طرف معشوق کا مشتاق ہونا عاشق پر۔ یعنی اپنے آپ پر۔ پس عاشق معشوق کا آئینہ ہے اور معشوق عاشق کا آئینہ ہے۔ عاشق فعل معشوق اور معشوق کا فعل عین عشق ہے۔ یعنی جب آپ میں آیا۔ تو اس اپنی صنعت سے اپنے آپ کو اپنے پر ظاہر کیا۔ یعنی حسن کی دلہن معشوق کے پردہ میں جلوہ گر ہوتی۔ اور قسم قسم کی تجلیات سے متجلی ہوتی یعنی اپنے آپ کو تمام جہاں کی صورت میں اپنے آپ پر ظاہر کیا۔ اور اچانک بے واسطہ مقام سے ندا آئی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہ رحم کرنے والا ہے۔ یعنی میرے سوا اور کوئی اور میں تیرے سوا نہیں۔

رحمت سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے۔ اور رحیم کا کنایہ اس کے شہود سے ہے۔ جو کہ ظہورات کے صحرا اول میں ظاہر ہے۔ یعنی اصل تو ہی ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ صفت ہے۔ پس غیریت کا بادل جو درمیان میں حائل ہوتا ہے۔ وہ لطف کی ہوا سے اڑ جاتا ہے۔

پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی مرتبہ اپنے آپ کو چاہا۔ خدائے پاک کو پایا۔ اور جتنی مرتبہ خدائے پاک کو ڈھونڈا اپنے آپ کو پایا۔ اسی واسطے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ یعنی اپنی شناخت کرنی خدائے پاک کی شناخت کرنی ہے۔

اے یار! شیخ اپنے تصرف سے طالب کے بطون میں نور ذکر پیدا کر سکتا ہے اور تخم محبت طالب کی زمین استعداد میں بو سکتا ہے۔ لیکن خاصیت استعداد وجود طالب میں داخل نہیں کر سکتا۔

اے یار! توحید کی راہ کا سفر ہر وجود سے نہیں ہو سکتا اور ہر شخص کو اس کی ہمت نہیں ہے اگر کوئی شخص اپنی ہستی کا خیال رکھے۔ اور اس کی ذات کو موجود جانے۔ تو بے شک وہ اپنے شرک کا خود گواہ ہے۔ اور جو شخص اس کی ذات کے خیال میں مستغرق ہو اور اپنے وجود کا بھی گمان کرے۔ وہ بے شک کفر پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اس کی ذات کے مقابلے میں اپنی ہستی کو موجود سمجھے اور اس کی ذات کی طلب بھی کرے۔ بالکل نادان ہے۔ جس نے آپ کو دیکھا۔ اس کو نہ دیکھا۔ جس نے اس کو دیکھا۔ آپ کو نہ دیکھا۔

Marfat.com

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کر۔ جب تک کہ تجھے یقینی موت آ جائے۔

اُس محبوب کی جستجو مرتبہ واحدیت میں

جب یہ ثابت ہو چکا کہ اس ذات گم گشتہ کا سُراغ لگنا ان دو مراتب یعنی مرتبہ احدیت و مرتبہ وحدیت میں امر محال ہے۔ تو پھر واحدیت کی جانب کہ وہ مرتبہ انسان سے متّصل ہے توجہ ہوا۔ اور اپنے خیالِ محقق و فکرِ بلند پرواز، حقیقت شناس عقل کو اطراف عالم میں دوڑایا۔ کہ جاؤ اور اُس حبیب قلبی کا کہیں سے پتہ لاؤ۔ تو ایک عرصہ دراز میں کچھ حیرانی و پریشانی کے بعد یہ تینوں صاحب یعنی خیالِ محقق، بلند فکر پرواز اور عقلِ حقیقت شناس واپس تشریف لائے۔ اور بیان کرنا شروع کیا کہ:

~ نہیں لگتا تیرے ناقہ کا پتہ اے لیلیٰ! ___ چھان مارے تیرے مجنوں نے بیاباں کتنے

~ یہاں بیت الصنم خالی وہاں بیت الحرم خالی ___ پتہ لگتا نہیں اُس کا عرب خالی عجم خالی!

اے یار! جس قدر تحقیقات سے ثابت ہوا ہے۔ اُس کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ یہ کل طلسمات خلقیہ جو دید و نمود میں آ رہا ہے یہ سب حضرت انسان کی ذات و صفات کا نور و ظہور ہے۔ اس گردش میں جہاں دیکھا انسان ہی کو دیکھا اور انسان ہی کو پایا۔ بجز انسان کے کچھ نظر نہ آیا۔

خالق انسان، مخلوق انسان۔ رازق انسان، مرزوق انسان۔ صانع انسان، مصنوع انسان۔ شاہ انسان، رعایا انسان۔ حاکم انسان، محکوم انسان۔ طالب انسان، مطلوب انسان۔ عابد انسان، معبود انسان۔ عارف انسان، معروف انسان۔ عاشق انسان، معشوق انسان۔ محب انسان، محبوب انسان۔ مرشد انسان، مرید انسان۔ رسول انسان، مرسل انسان۔ حاجب قابض و متصرف انسان۔

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ انسان کی جان ___ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ انسان کا عنوان۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ انسان کی شان۔ وَهُوَ مَعَكُمْ یعنی اِنِّیْ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ___ یہ کامل معیّت کا بیان ہے۔ سب جگہ زمین و آسمان و مافیہا میں انسان ہی کی دھوم دھام ہے۔ اور کُل اشیاء پر انسان ہی کا تسلط و قبضہ ہے۔ اور باقی سب مخلوقات طفیلی ہیں۔

Marfat.com

جو آپ کو مطلوب ہے وہ انسان ہی میں ہے۔ جمیع اسرارات الٰہیہ انسان ہی میں موجود ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اے جمیع صفات جمالہٖ وجلالہٖ و الْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔ شاہد حال اور محبت یہ صفات الٰہیہ میں سے بدلیل فاحببت اول درجہ کی صفت ہے یعنی میں نے اپنی خواہش یا محبت کی۔ کہ پہچانا جاؤں کی دوستی سے انسان ظہور میں آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم صفات الٰہیہ میں خود فکر کرو نہ ذات میں کہ صفات ذات سے متفق نہیں ہے۔ اس ذریعہ سے ذات تک پہنچ جاؤ گے۔

پس انسان اپنی ہی ذات میں غور و تامل کرے تاکہ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا راز منکشف ہو۔

اکثر علما محققین ان آیات وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انسان فی الحقیقت جمال ظاہری و باطنی رکھتا ہے۔ اور یہ نسخہ جامعہ مجموعہ کاملہ ہے۔ اس میں جمیع موجودات عالم خالق و عالم امر، ملکوتی و علوی و سفلی مندرج ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو نسخہ جامع جمیع کمالات ظاہری و باطنی پیدا کیا ہے۔ یہ مجموعہ جامع جمیع علوم و فنون و صنعت وغیرہ کا ہے۔ کوئی علم، کوئی ہنر، کوئی پیشہ، کوئی صنعت اس سے باہر نہیں ہے جو کچھ موجود ہے۔ اسی کی نمود ہے۔ سب چیز اس کے اندر موجود ہے۔ حقیقت میں انسان گنج مخفی کا نمونہ ہے اور خلیفۃ اللہ اس کا خطاب ہے۔ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ اس کا مقام ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے ملائکہ سے۔

حدیث شریف دیگر: وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْمُؤْمِنُ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ۔ یعنی مومن افضل ہے کعبہ سے۔

اے یار! یاد رکھ کہ ایمان کامل موقوف ہے۔ علم معرفت پر جب تک عرفان کامل نہ ہو ایمان کامل نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا کہ علم خدائے پاک کا۔ صحابہؓ نے کہا کہ ہم اعمال سے پوچھتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ علم خدائے پاک کا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم

اعمال سے پوچھتے ہیں اور آپ علم ارشاد فرماتے ہیں۔ پھر حضور پر نور نے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہوتا ہے اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بھی بے سود ہے۔ یعنی بغیر معرفت الٰہی کے عمل کارآمد نہیں ہوتا۔ وَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ اَنْ تَجْتَمِعُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَیَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَسْمِیٌّ۔ یعنی رسمی کلمہ کہنے والے حقیقت سے بے خبر ہیں اور وہ مومن نہیں کیونکہ نا مُراد کلمہ سے واقف نہ مقصود سے آگاہ ہیں۔

پس ایسے کلمہ گو عارفین کے نزدیک مشرک ہیں۔ اس لیے کہ بجز زبانی لقلقہ کے اور کچھ نہیں جانتے کہ کس کی نفی ہے کس کا اثبات۔ اس لیے ثابت ہوا کہ مسلم قالی ہے اور مومن حالی ہے۔

سوال: جب کہ اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ۔ یعنی وجود واحد ہے۔ اس کا غیر موجود نہیں۔ تو پھر کس کی نفی اور کس کا اثبات؟

جواب: نفی تو انانیت وغیرہ کی ہے جس کا وہم و وسوسہ دل میں سما گیا ہے یہی شرک ہے اور اثبات وجود مطلق کا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

سوال: جب یہ بات مسلّم ہے کہ اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ۔ تو بہشت و دوزخ کس کے لیے ہے؟

جواب: انا کے واسطے یعنی جس نے نیکی و بدی کو اپنی طرف منسوب کیا وہ بہشت و دوزخ کا مستحق ہے۔

سوال: بہشت و دوزخ کیا چیز ہے؟

جواب: عوام کے واسطے بہشت و دوزخ وہی ہے جو شریعت غرا میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا اور طریقت میں خاص کے واسطے وصال یعنی قرب اور مرتفع ہونا حجاب کا بہشت ہے اور فراق اور حجاب و غفلت دوزخ ہے۔

سوال: با امید بہشت اور با خوف دوزخ عبادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: با امید بہشت اور با خوف دوزخ عبادت کرنا شرک ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا۔ یعنی شریک نہ کر اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو۔

سوال: جب معرفت تمام حاصل ہو جائے تو عبادت کرنا درست ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب: بعد معرفت تمام کے عبادت شرک ہے۔ چنانچہ سیدنا و مولانا غوث الصمدانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ یعنی جس نے ارادہ کیا عبادت کا بعد وصول کے۔ پس اُس نے تحقیق شرک کیا۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔ وصول سے مُراد سیر فی اللہ ہے۔ یعنی عاشق کی سیر معشوق میں ہے۔ اور شعور عبادت دُوئی میں ہوتا ہے اور دُوئی عارفوں کے نزدیک شرک ہے۔

سوال: عارف ہمہ اُوست کیوں کہتے ہیں۔ کیا یہ مقولہ صحیح ہے؟

جواب: عارف ہمہ اُوست کو صحیح اور درست سمجھتا ہے۔ کیونکہ عارف جب منزل توحید میں پہنچتا ہے تو اس کو انکشاف توحید ہوتا ہے تو ہر شے میں ذات واحد کو دیکھ کر نعرہ ہمہ اُوست مارتے ہیں۔

سوال: اگر ہمہ اوست صحیح اور درست ہے تو پھر عبادت کس لیے ہے اور کس کی؟

جواب: عبادت اپنی شناخت کا آلہ ہے۔ کیونکہ جب تک آئینہ دل کو مصقل عبادت سے صاف نہ کرو گے۔ معرفت نفس محال ہے۔ کَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ۔

سوال: وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تجرید، تفرید اور توبہ وغیرہ اعمال ظاہری سے اہل طریقت کے نزدیک کیا مُراد ہے؟

جواب: شریعت میں جس طرح یہ اعمال بتائے گئے ہیں۔ وہ اُن کی صورت ہے۔ اور طریقت میں ان اعمال کی حقیقت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً وضو ظاہر میں حدث اصغر سے پاک ہونا ہے اور باطن میں تطہیر القلب عن ما سوی اللہ ہے۔ یعنی دل کو ہستی غیر کے خیال سے پاک و صاف کرنا۔ حقیقت وضو ہے۔ اسی طرح غسل بظاہر حدث اکبر سے طہارت حاصل کرنا ہے۔ اور باطن میں شرک دوئی حدث اکبر ہے۔ پس دریائے توحید میں غوطہ لگانا اس حدث سے غسل کرنا ہے۔ اور جب سالک بحر فنا میں غرق ہوتا ہے تو یہ غسل آخر ہے۔ پھر کبھی نجس نہیں ہوتا۔

سوال: تصوف میں قرب نوافل و قرب فرائض سے کیا مُراد ہے؟

جواب: انسان کو لباس و تجلی آخرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کی شان ہے اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ کی آن۔ جب انسان اپنی اصل کی طرف متوجہ ہو

کر مجاہدہ کرتا ہے تو اس میں دو قسم کے کمال پیدا ہو جاتے ہیں۔ اول قرب نوافل دوم قرب فرائض
قرب نوافل یہ ہے کہ صفات بشریہ زائل ہو جاتے ہیں اور اوصاف الٰہیہ حاصل ہونے کا نام قرب فرائض ہے

سوال: منزل توحید میں کیا سیر ہے؟

جواب: حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منزل توحید میں کچھ نہیں۔ یعنی نہ بہشت نہ دوزخ، نہ عابد نہ معبود نہ عبادت، نہ عاشق نہ معشوق نہ عشق، نہ عارف نہ معروف نہ عرفان، نہ خدا نہ رسول نہ مرسل، نہ مومن نہ کافر نہ دین، نہ ایمان نہ کفر نہ اسلام، نہ واحد نہ توحید نہ وحدت، نہ طالب نہ مطلوب نہ مطلب، نہ میں نہ تو، غرض توحید منزل نامرادی ہے اور نامرادی میں مراد ہے۔

سوال: تصوف میں فنا کتنی قسم کی ہے؟

جواب: تصوف میں فنا تین قسم کی ہے: ۱۔ فناء وجودی ۲۔ فناء عدمی ۳۔ فناء الفناء

(۱) فناء وجودی کہ کل اشیا کا وجود عارف کی نظر میں نیست و نابود ہو جاتے۔ اور جدا گانہ ہر فرد میں ذات خدا جلوہ گر ہو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے یہی معنی ہیں لیکن اس میں شرک خفی موجود ہے یعنی ناظر و منظور رہنا۔ اور اسی کو توحید وجودی بھی کہتے ہیں۔

(۲) فناء عدمی فناء عدمی یہ ہے کہ وجود اشیا کے بجائے وجود حق کا ادراک جو عارف کو حاصل ہوا ہے وہ بھی فنا ہو جاتے۔ اس وقت وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ کے معنی منکشف ہوتے ہیں لیکن اس میں شرک اخفیٰ ہے کیونکہ ابھی وقوف و ادراک باقی ہے۔

(۳) فناء الفناء فناء الفنا یہ ہے کہ وقوف و شعور و ادراک، وجود و عدم کا بلکہ غیر کا، خودی و خدائی کا، ذکر و فکر کا، ہست و نیست کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ نہ واحد، نہ یکی، نہ دوئی، نہ خودی، نہ خدا نہ جدا، نہ بقا سب محو در محو ہو جائیں۔

انکار نہ اقرار نہ تصدیق نہ ایجاب ___ اعمال نہ افعال نہ سنت نہ کتاب
خودی ہے نہ خدا ہے نہ خودی نہ خدائی ___ توحید کے دریا میں ہیں سب نقش بر آب

اور یہی معنی فناء کے ہیں جو بیان کیے گئے ہیں۔ ہر کس و ناکس کے فہم میں نہیں آ سکتے مگر ہاں

Marfat.com

جس پر اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہو۔

سوال: انسان اپنے فعل میں مختار ہے یا نہیں؟

جواب: انسان کو مطلق اختیار نہیں محض معذور و مجبور ہے۔ انسان کی نیکی بدی، ہدایت ضلالت، حرکات و سکنات تمام قبضہ قدرت میں ہیں۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ یعنی سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ہم نے کسی کو اختیار نہیں دیا۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ صورت تفکر۔

اے یار! ہر انسان کو لازم ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر دل کی طرف متوجہ ہو کر بغیر سوچے سمجھے کہ میں کون ہوں اور خدا کیا شے ہے اور ظہور عالم جو نمودار ہے کیا چیز ہے۔ چند ہی روز میں خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ میں یہ جسم نہیں ہوں۔ کیونکہ جسم نہ تھا تو میں موجود تھا اور جب یہ جسم و صورت نہ رہے گی تو پھر میں رہوں گا۔ میں روح اللہ ہوں نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي وہ روح میں ہی ہوں۔ یعنی جب ہر ذات میں ذات الٰہی موجود ہے تو بس اپنی ذات میں فکر کرنا افضل ہے کہ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ اور کیا تھا؟ اس طرح فکر کرے گا تو اپنی ذات میں خدا کو پائے گا۔ اور خدا کی ذات میں اپنے آپ کو پائے گا۔

جب حباب اپنی گرہ کے بند سے وا ہو گیا ــــ صاف کہتا ہوں حقیقت میں وہ دریا ہو گیا

کیفیت توحید

ذات واحد کو جو کثرت میں جلوہ گر ہے۔ ایک جانے اور ہر شے کو حق کی طرف سے سمجھے اور اسی کا محکوم مانے۔ وسائل اور اسباب پر نظر نہ ڈالے۔

ہر کہ بیند مسبب را عیاں ــــ کے نہد دل بر سببہائے جہاں

یعنی جو شخص سبب بنانے والا (اللہ) کی طرف دیکھتا ہے، وہ سبب اور چیز کو نہیں دیکھتا۔ دوسرے کا خیال ہی دل میں نہ لائے۔ اگر کسی سے نفع پہنچے تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھے اور اگر کسی سے نقصان اٹھائے تو اسے بھی اللہ سے ہی گردانے۔ نہ کسی شخص سے رغبت ہو نہ نفرت ہو۔ نہ کسی سے مدد چاہے نہ کوئی امید رکھے۔ نہ کوئی دوست ہو اور نہ کوئی دشمن ہو۔ جب

دِل میں وحدت سما جائے گی تو دُوئی دُور ہو جائے گی۔ اور خیال غیر سے دِل صاف ہو جائے گا۔ اور اس وقت وہ رموز منکشف ہونے لگیں گے جو پہلے تصوّر میں بھی نہ گزرے تھے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ہر کجا باشد ز سینہ فتح یاب ـــــ اوز ہر ذرّہ ببیند آفتاب

یعنی جس کسی کا سینہ خُدا کے فضل سے صاف ہو گا وہ ہر ذرّہ میں آفتاب دیکھتا ہے۔

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است ـــــ خُمِّ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل است

یعنی پھول کی ٹہنی جس جگہ پیدا ہو اُسے پھول ہی لگیں گے۔ شراب کے مٹکے کو خواہ کسی جگہ جوش آئے وہ شراب ہی رہے گی۔

گر ز مغرب بر زند خورشید سر! ـــــ عین خورشید است نے چیز دگر!

یعنی اگر سُورج مغرب سے بھی طلوع ہو تو وہ سُورج ہی رہے گا۔ نہ کہ کچھ اور۔ اور بعض جگہ جو کہ انسان کو حقیر کے طور پر کہا گیا ہے۔ وہ اس کی انا یعنی خودی کی حالت پر ہے۔ جس کی جگہ بجگہ نفی کی تاکید ہے۔ اور پیغمبر یکے بعد دیگرے آتے اور سمجھاتے رہے۔ جو نہ سمجھے اسکے لیے زجر و توبیخ ہے۔

آیت: يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ.....

ترجمہ: اے انسان کس چیز نے مغرور کیا تجھ کو اپنے ربّ کریم کے ساتھ وہ کریم کہ جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر تیرے جوڑ درست کیے اور تجھ کو غیر سے جُدا کیا۔ جس صُورت پر چاہا (یعنی اپنی صورت پر) تجھ کو بنایا۔

شیر ہو کر بکری کیوں بنتا ہے۔ اور مکینہ پن کیوں اختیار کرتا ہے۔

حکایت: کسی چرواہے کو جنگل سے شیر کا بچہ مل گیا۔ اس نے اُس کی بکری کے دودھ سے پرورش شروع کی۔ پیدا ہونے کے چالیس دن کے بعد شیر کے بچّے کی آنکھیں کُھلیں۔ تو جس بکری کا وہ دودھ پیا کرتا تھا اُس کو اپنی ماں سمجھنے لگا۔ اور اپنے ہم عمر بکری کے بچّوں کو اپنا بھائی خیال کرنے لگا۔ اور اپنے آپ کو بکرا تصوّر کیا۔ اتفاقاً ایک روز جنگل سے ایک جنگلی شیر آ نکلا۔ اور ریوڑ پر حملہ کیا تو دیکھا کہ بکریوں میں ایک شیر بھی گھاس پھوس کھاتا ہوا پھر رہا ہے۔ جنگلی شیر نے معلوم کیا کہ اس پالتو شیر نے اپنے آپ کو بکری سمجھ رکھا ہے۔ اُس جنگلی شیر نے پالتو شیر کو پکڑ لیا اور دریا پر لے جا کر اپنا اور

اس کا عکس پانی میں ڈالا۔ اور کہا کہ دیکھ تو بھی میرے جیسا ہے کوئی کسر نہیں۔ صرف تیرا یہ وہم ہے کہ میں بکری ہوں یا بھیڑ ہوں۔ آ! اب میں تجھے شکار پکڑنا سکھاتا ہوں۔ ریوڑ میں جا کر جنگلی شیر نے حملہ کیا اور ایک بکری کو پھاڑ ڈالا۔ خود کھایا اور اسے بھی کھلایا اور کہا:

~ خود شناسی کار باشد اے فلاں ـــــ کار دیگر ہیچ پوچ و ہیچ دان!

یعنی خود کو پہچاننا اصلی کام ہے۔ دوسرے کام محض بیکار ہیں۔

~ تا نیفتد بر تو مردے را نظر ـــــ از وجود خود کجا یابی خبر

یعنی جب تک تجھ پر کسی مرد کامل کی نظر نہیں پڑتی۔ اپنے وجود سے تو خبر نہیں پا سکتا

~ حق توئی حق را تو میجوئی کجا! ـــــ خویش را بشناس تا یابی خدا

حق تو خود ہے حق کو کہاں تلاش کرتا ہے۔ تو خود کو پہچان لے تب خدا کو پائیگا۔

~ سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو ـــــ وگرنہ ہم خدا تھے گر دل بے مدعا ہوتا

نصیحت: اے شیر دیکھ! تو پہلے بھی شیر تھا اور اب بھی شیر ہے۔ صرف درمیانی حالت میں تجھے وہم نے بکری بنا دیا تھا۔ سو اب وہ حالت جاتی رہی۔ اسی طرح پہلے بھی سب کے لیے نجات کی حالت تھی۔ اور آخر بھی نجات کی حالت ہے۔ صرف درمیانی حالت پریشان کرنے والی حالت ہے۔ اور وہ بھی فرضی وہمی اور خیالی! اگر انسان اس کو اچھی طرح سمجھ لے تو اس درمیانی حالت کے ہوتے ہوئے بھی نجات کے مسائل بآسانی حل ہو جاتے ہیں اور سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر تنگ و دو، دوڑ دھوپ، محنت و مشقت کی جا رہی تھی وہ ذرا کی ذرا تھی۔ سو ہو گزری یا گزر جائیگی اور بس۔ افسوس کہ ایک شے جو اصلیت سے خالی ہے۔ نظر آ رہی ہے۔ اور انسان اس کے اثر سے متاثر ہو کر طرح طرح کے عذاب و ثواب کی زنجیروں سے جکڑا ہوا پریشان ہے۔ رسی اصل میں رسی ہے۔ اس میں سانپ کا شبہ یا بھرم ہو گیا۔ دل پر خوف غالب آ گیا۔ آنکھوں میں خاص طرح کی صورت کا خیالی نقشہ سما گیا۔ کلیجہ کانپتا ہے۔ ہاتھ پاؤں تھرتھراتے ہیں۔ دل دھڑک رہا ہے نہ ہمت ہے کہ یہاں سے بھاگے۔ نہ طاقت ہے کہ غور سے کچھ کر سکے۔ ایسی حالت میں کوئی ہزار دفعہ کہے کہ سانپ نہیں رسی ہے۔ بھلا وہ کب مانتا ہے۔ وہ تو اسے سانپ دیکھ رہا ہے۔ ایسا یقین پختہ ہوا۔ کہ نظر بھی خاص قسم کی بن گئی ہے۔ اور وہ کسی اہل بصیرت کی بات ہی نہیں سنتا۔

اور سُنتے بھی کیسے جو کچھ نگاہ کے سامنے ہے وہ پھر رہا ہے۔ اس کے اپنے دل کے اندر سے خیالی دھاریں موج کی طرح نیچے اوپر آ رہی ہیں۔ دل کے خیال کچھ اور طرح کے بن گئے ہیں۔ کہ جو آنکھوں کے راستے سے نکلتے ہیں وہ سانپ کے خیال کو مضبوط کرتے جاتے ہیں۔ اور یہ غلط اثر جسم کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے۔ افسوس! ایسے آدمی کو کوئی کس طرح سمجھائے کہ ہوش میں آ۔ مگر سانپ کی حقیقت کیا ہے؟ وہمی، خیالی اور فرضی نہیں تو اور کیا ہے؟ اپنے دل کے وہم نے رسی میں سانپ کو پیدا کر لیا ہے۔ رسی ابتدا میں رسی تھی اور آخر میں بھی رسی رہے گی مگر درمیانی حالت میں سانپ دکھائی دے رہا ہے۔ اگر نگاہ ذرا باریک بین ہو جائے تو ابھی وہم کا پردہ آنکھوں سے اُٹھ جائے۔ اور حقیقت کا پتہ لگ جائے۔ مگر کہے کون اور سُنے کون۔ بعینہٖ یہ جہان بھی جو طرح طرح کے دُکھ درد اور دوزخ کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ بالکل فرضی، وہمی اور خیالی ہے۔ ہمارے اپنے خیال نے اسے ایسا سمجھ لیا ہے۔ مگر در اصل ایسا بالکل نہیں۔ ہاں ایک دن وہ ضرور آئے گا کہ تجھے مرشد کامل مل جائے گا۔ اور تو اپنی اصل کی طرف مائل ہو گا۔ اور تجھے تیرا تجربہ ثابت کر دے گا کہ یہ سب لاعلمی اور کج فہمی کے گورکھ دھندے ہیں۔

~ نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لیے ورنہ کوئی حجاب نہیں یار کے لیئے!

جب معرفت حاصل ہو گئی تو خود دیکھ لے گا کہ جس طرح رسی میں سانپ کا وہم و گمان ہوا تھا۔ اور اس سے بچنے کی تدابیر وہمی اور خیالی تھیں۔ اسی طرح دنیا کے جنم مرن اور ترقی و تنزل کی خواہش، بہشت کی اُمید اور دوزخ کا ڈر سب وہمی اور فرضی ہیں اور جو بہشت و دوزخ اہلِ مذاہب نے بیان کیے ہیں۔ وہ انہوں نے تیری ناقص سمجھ کے مطابق بات کی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور حدیث میں ایسا ہی حکم ہے۔

آیت: تُكَلِّمُ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ترجمہ: اے نبی تم لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرو (ورنہ وہ فتنہ میں پڑ جائیں گے)

حدیث: قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اُمِرْنَا اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ۔

ترجمہ: فرمایا حضور علیہ السلام نے انبیاء کو حکم الٰہی ہے کہ لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے بات چیت کرو۔ یہ بات یونہی نہیں کی گئی بلکہ بالکل صحیح ہے۔ مگر آسانی سے اس کا سمجھ لینا معمولی دل

Marfat.com

اور دماغ کے آدمی کا کام نہیں جس کو معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اس کو ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔
آدمی جب خواب دیکھتا ہے اُسے کچھ کا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اسے ہی وہ سچ سمجھتا ہے۔ مگر جب آنکھ کھلی تو وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں:

؎ اہلِ دنیا راہمہ درخواب داں ـــ گشت بیدار آنکہ رفتہ از جہاں

ترجمہ: اہلِ دنیا سب خواب کی حالت میں ہیں جو اس جہاں سے رخصت ہوا وہ بیدار ہوا۔

آیت: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ ترجمہ: ہم اللہ کیطرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔ دنیا میں ہمارا رہنا ایسا ہے جیسا کسی نے خواب دیکھا۔ خواہ وہ اچھا تھا یا بُرا۔ سب وہمی حالت تھی اور بس۔ جب آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہیں۔

؎ ایں جہاں وہم است اندر ظن مایست ـــ گر رود در خواب دستے باک نیست

یعنی یہ جہاں وہم یا خواب ہے۔ اگر خواب میں کسی کا ہاتھ کٹا جائے تو کوئی ڈر کی بات نہیں ہے

؎ گر ببینی خواب در خود را دو نیم ـــ تندرستی چوں بخیزی بے سقیم!

یعنی اگر خواب میں کسی نے کاٹ کر اسکو دو ٹکڑے کر دیا تو جب آنکھ کھلے گی صحیح سلامت سب بدن ہوتا ہے۔

؎ حاصل اندر خواب نقصان بدن ـــ نیست بلکے از دو صد پارا شدن!

خواب میں اگر بدن کو کچھ نقصان پہنچے تو کوئی ڈر نہیں ہے۔ بیشک جسم کا دو سو ٹکڑا ہو جائے

؎ ایں جہاں را کہ بصورت قائم است ـــ گفت پیغمبر کہ حکم نائم است

یہ جہاں جو کہ صورتوں سے قائم و برقرار ہے۔ حضور علیہ السلام کی حدیث ہے کہ یہ نیند کی مانند ہے۔

حدیث: اَلدُّنْيَا نَوْمٌ وَ عَيْشُهَا اِحْتِلَامٌ۔ ترجمہ: دُنیا نیند یا خواب کی مانند ہے اور اس کی عیشیں احتلام کی مانند ہیں جو خواب میں ہو جاتا ہے۔ اور اس کا گناہ نہیں ہے

باز آمدم بر سرِ مطلب

آیت: اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَاِذَا

Marfat.com

سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۔

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جس وقت تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان کو پیدا کروں گا۔ جب اس کی صورت درست کروں تو اس میں اپنی روح داخل کروں گا تو تم اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا۔

سوال: انسان تو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ مٹی کس چیز سے پیدا ہوئی۔ سب سے اوّل سوائے ذاتِ مطلق کے کسی چیز کا وجود نہیں پایا جاتا تو مٹی کہاں سے آگئی؟

جواب: مٹی سے مراد پانچواں مرتبہ عنصری ہے جو ذاتِ مطلق کا ظہور ہے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انسان میں مجازاً میری صفات ہیں۔ جیسا خداوند دیکھتا ہے۔ انسان بھی دیکھتا ہے۔ خدا کریم ہے۔ انسان بھی جو سخی ہے وہ مجازاً کریم ہے۔ خدا رحیم ہے۔ انسان بھی جو رحمدل ہے۔ مجازاً رحیم ہے۔ خدا علیم ہے۔ انسان بھی جو عارف ہے۔ علیم ہے۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ میں انسان کا منہ بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اور کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

سوال: کیا اس کے ہاتھ، پاؤں، ناک اور کان وغیرہ بڑے بڑے ہو جاتے ہیں یا اُن کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے یا اُن میں کوئی اور تغیر آجاتا ہے؟

جواب: ایسا بالکل نہیں ہوتا۔ بلکہ پردۂ ہستی موہومہ اُٹھ جاتا ہے۔ اور جو اصل تھا وہی رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے: مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ۔ یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: اَنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَاَنَا مُقِیْمُ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا عَائِدُ نُطْفَۃٍ فِی الْاَرْحَامِ وَاَنَا بَاعِثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ یعنی میں زندہ رہوں گا نہ مروں گا۔ اور میں قائم کروں گا قیامت کو اور نطفہ سے رحم میں بچہ بناتا ہوں اور میں مُردوں کو قبروں سے اُٹھاؤں گا۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ وَسُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ۔ یعنی میرے سوا کوئی اللہ نہیں پس میری عبادت کرو۔ میں پاک بڑی شان والا ہوں۔

Marfat.com

حکایت

آں فقیر بایزید محتشم ..! ــــ با مریداں گفت نک یزداں منم

یعنی ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے بحالت مراقبہ فرمایا: "میں خدا ہوں"

چوں گذشت آں حال گفتندش صبا ــــ تو چنیں گفتی و ایں نبود روا!

یعنی جب وہ وقت گذر گیا تو مریدوں نے عرض کی کہ جناب نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے جو شریعت میں ناجائز ہے

گفت باز ار من کنم ایں مشغلہ ــــ تیغ اندر من زنید آں دم مرا

یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر میں پھر ایسا کہوں تو تم مجھے تلوار سے مار دینا۔

حق منزّہ از تن و من با تنم ــــ چوں چنیں گویم بباید کشتنم

یعنی اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں جسم رکھتا ہوں جب میں خدائی کا دعویٰ کروں تو مجھے مار ڈالنا

چوں وصیت کرد آں آزاد مرد ــــ ہر مریدے تیغ را آمادہ کرد

یعنی جب آپ نے اُن کو یہ وصیت کردی تو ہر مرید نے تلوار تیار رکھ لی۔

مست گشت او باز آں فراق رفت ــــ آں وصیتہاش از خاطر برفت

یعنی جب آپ پر پھر محویت طاری ہو گئی تو وصیت دل سے بھول گئی۔

عشق آمد عقل او آوارہ شد ــــ صبح آمد شمع او بیچارہ شد

یعنی عشق آجاتا ہے تو عقل جاتی رہتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو شمع بیکار ہو جاتی ہے

چوں پری غالب شود بر آدمی! ــــ گم شود از مرد وصف مردمی!

یعنی جب آدمی پر جن کا سایہ ہو جاتا ہے تو آدمی سے آدمیت کی صفات زائل ہو جاتی ہیں۔

ہر چہ گوید او پری گفتہ بود ــــ زیں سرے نہ آں سرے گفتہ بود

یعنی جو کچھ وہ آدمی کہتا ہے۔ در اصل وہ جن ہی انسان کی زبان پر بولتا ہے۔

چوں پری را ایں دم و قانون بود ــــ کردگار آں پری خود چوں بود

یعنی جب جن کو یہ قوت حاصل ہے تو جو جنات اور انسانوں کے پیدا کرنے والا ہے وہ کیا ہوگا

آدمی رفتہ پری خود او شدہ ــــ ہندی عربی خواندہ عربی گو شدہ

یعنی آدمی اپنے وصف سے نکل کر جن بن جاتا ہے۔ جب ہندی عربی پڑھ لے تو بلاتوقف عربی بولے گا

پس خداوند پری و آدمی! ـــــ از پری کے باشد ش آخر کمی

یعنی خدا جنوں اور انسانوں کا، جنوں سے کیونکر کم ہو سکتا ہے۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ـــــ ہر کہ گوید حق نگفت آں کافر است

یعنی بیشک قرآن مجید حضور علیہ السّلام کی زبان مبارک سے سنا گیا۔ مگر جو کوئی کہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں وہ کافر ہے۔

چوں ہمائے بیخودی پرواز کرد ـــــ آں سخن را بایزید آغاز کرد

یعنی جب بایزید بسطامی پر عشق کا غلبہ ہوا تو وہی بات پھر کہنی شروع کر دی۔

نیست اندر جبّہ ام الاّ خدا ـــــ چند جوئی در زمین و در سما

یعنی میرے جسم میں سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ زمین و آسمان میں کیوں تلاش کرتے ہو۔

آں مریداں جملہ دیوانہ شدند ـــــ تیغہا در جسم پاکش زدند!

یعنی یہ بات سن کر مرید جوش میں آ گئے۔ اور جسم پاک میں تلواریں مارنی شروع کر دیں۔

ہر کہ اندر شیخ تیغے مے زند ـــــ واژگونہ او تن خود مے درد

یعنی جس کسی نے پیر کے جسم میں تلوار ماری۔ اس کے اپنے ہی جسم پر لگی۔

یک اثر نے بر تن آں ذو فنون ـــــ واں مریداں خستہ غرقاب خون

یعنی کچھ اثر بھی پیر کے جسم پر نہ ہوا۔ مریدوں نے اپنے ہی جسم کاٹ ڈالے۔

ہر کہ او سوئے گلوئش زخم برد ـــــ حلق خود ببرید و خوار و زار مرد

یعنی جس کسی نے ان کے گلے کی طرف ماری، اس نے اپنا ہی گلا کاٹ ڈالا۔

وانکہ او از زخم سینہ زند! ـــــ سینہ اش بشگاف و شد مردہ ابد

یعنی جس کسی نے ان کے سینے میں تلوار ماری۔ اس نے اپنا سینہ ہی پھاڑ لیا۔

اور حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں: لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ اِلَّا اللّٰہُ یعنی میرے تن کے جبّہ میں اللہ ہی اللہ ہے۔ اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَاَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ وَھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ۔ یعنی میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں بھلا میرے سوا

Marfat.com

دونوں جہاں میں کون ہے ؟ اور حضرت غوث صمدانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : أَنَا رَءُوفٌ۔ یعنی میں رؤف ہوں ۔ قصیدہ غوثیہ میں یوں ارشاد ہے :

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيِّتٍ   لَقَامَ بِقُدْرَتِ الْمَوْلٰى تَعَالٰى

یعنی اگر میں مُردہ پر نگاہ کر دوں ۔ تو وہ زندہ ہو جاتے گا ۔

غزل (مولانا روم)

۔ آستیں بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی ___ با خودی با خود تماشہ سوئے بازار آمدی

یعنی منہ پر پردہ ڈال کر مکاروں کیطرح تو آیا   اپنا تماشہ دیکھنے کو خود بازار آیا

۔ خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا ___ آئینہ اسمے نہادی خود بظاہر آمدی

یعنی تمام آئینوں میں تو نے اپنا منہ دکھایا   آئینہ نام رکھا اور خود ہی ظاہر ہوا ۔

۔ در بہاراں گل شدی و صحن گلزار آمدی ___ بعد ازیں بلبل شدی با نالہ زار آمدی

یعنی فصل بہار میں پھول بن کر صحن گلزار میں آیا   پھر خود ہی بلبل بن کر نالہ کرتا ہے ۔

۔ گاہ با تسبیح زاہد گاہ بہ زنار آمدی ___ گاہ با کافر نشینی گاہ دیندار آمدی

یعنی کبھی تسبیح گلے میں ڈال کر عبادت کرتا ہے کبھی زنار ڈالتا ہے کبھی کافر اور کبھی مومن کے پاس بیٹھتا ہے

۔ شورِ منصور از کجا و دارِ منصور از کجا ___ خود زدی بانگ انا الحق بر سرِ دار آمدی

یعنی منصور کا شور اور سولی کہاں سے تھی ۔ تو نے خود ہی انا الحق کہا اور خود ہی سولی پر آیا ۔

۔ گفت رومی فقیرے در فنا و در بقا ___ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

یعنی فقیر رومی نے کہا کہ تو فنا و بقا میں خود ہی آزاد تھا اور خود ہی گرفتار ہو کر آگیا ۔

۔ الست بربکم ایز دکرا گفت ___ کہ بود آخر کہ السّاعت بلیٰ گفت

یعنی الست بربکم خداوند نے سوا اپنے کس کو کہا اور کون تھا اس وقت جس نے بلیٰ کہا ۔

قول محی الدین ابن عربی

"اَلْبَاطِلُ مَا سِوَاءُ الْحَقِّ وَهُوَ الْعَدَمُ اَوَّلًا لَا وُجُوْدَ فِي الْحَقِيْقَتِ اِلَّا الْحَق"

Marfat.com

ترجمہ: باطل اللہ تعالےٰ کے غیر کو کہتے ہیں اور غیر کا وجود پہلے سے ہی معدوم اور عدم محض ہے

آیت: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ ترجمہ: فرمادیجیے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے اور وہ دوئی سے پاک ہے۔

آیت: وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ ۝ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا غیر موجود نہیں سب اُسی کا وجود ہے

؎ دو عالم چیست نقشِ صورتِ دوست ___ چہ جائے نقش و صورت بلکہ خود اوست

یعنی دونوں جہاں دوست کے نقش و صورت ہیں۔ نقش و صورت کیا بلکہ خود وہی ہے۔

اہلِ ہنود کی قدیم کتاب وید میں لکھا ہے: ایکو برہم دُویتیو نا شتی۔ یعنی صرف ایک خدا موجود ہے۔ اس کے سوا کسی چیز کا وجود حقیقتاً موجود نہیں۔ اور لکھا ہے: برہم ستّ اننگ جگت متھیا۔ یعنی خدا ہی موجودِ مطلق ہے۔ باقی جہان وہم و گمان اور بھرم ہی بھرم ہے۔ حقیقتاً اُس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ عالم صرف نااہلوں کی نظر کیلیے حجاب بن گیا ہے۔

؎ برہم لوڑے کایاں کے اوہلے ___ برہم بناں کایاں کب لوڑے

شجرہ شریف

خلافت بطریقہ واسطہ

خاندانِ قادریہ غوثیہ محبوبیہ بانوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسمائے بزرگانؒ	تاریخِ وفات	مقامِ مزار شریف
الٰہی بحرمتِ سید پیر محبوب علی عرف نور اللہ شاہ قادریہ غوثیہ	—	—
الٰہی بحرمتِ سید محمود علی عرف قل اللہ شاہ بھڑونچیؒ غوثیہ بانوا	بروز جمعہ ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۹۹ھ صبح ۸ بجے	بھڑونچ گجرات بھارت
الٰہی بحرمتِ سید فضل معصوم علی عرف صل علیؒ شاہ گیلانی غوثیہ بانوا	بروز پیر ۹ شعبان سنہ ۱۳۷۲ھ بوقت عصر	بھڑونچ
الٰہی بحرمتِ سید تبارک اللہ شاہؒ غوثیہ بانوا	نامعلوم	گجرات کاٹھیاوار
الٰہی بحرمتِ سید بسم اللہ شاہؒ غوثیہ بانوا	”	بھڑونچ گجرات
الٰہی بحرمتِ سید گلاب علی شاہؒ غوثیہ بانوا	”	ٹنکسر گجرات
الٰہی بحرمتِ سید یتیم شاہؒ غوثیہ بانوا	”	”
الٰہی بحرمتِ اولی الیقین شاہؒ غوثیہ بانوا	”	بھڑونچ ”
الٰہی بحرمتِ سید تقی شاہؒ غوثیہ بانوا	”	دکن حیدرآباد
الٰہی بحرمتِ سید مظفر شاہؒ غوثیہ بانوا	”	بمبئی۔ بھارت
الٰہی بحرمتِ سید اولی الحسین شاہؒ غوثیہ بانوا	”	پونا۔ ”
الٰہی بحرمتِ سید وہاب شاہؒ غوثیہ بانوا	”	ٹنکسر ”
الٰہی بحرمتِ سید حاجی قاسم سخری شاہؒ غوثیہ بانوا	”	” ”
الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ قادر اولیا شاہؒ غوثیہ بانوا	”	سورت ”
الٰہی بحرمتِ خواجہ حلیم شاہ بھنڈاری شہنشاہ صوفی سلطانؒ غوثیہ بانوا	”	ٹنکسر ”
الٰہی بحرمتِ خواجہ سخنیان شاہؒ غوثیہ بانوا	”	” ”

Marfat.com

اسمائے بزرگان	تاریخِ وفات	مقامِ مزار شریف
الٰہی بحرمتِ سید سیف اللہ شاہؒ غوثیہ بالنوا	نامعلوم	دیوگڑھ باریہ / بھارت
الٰہی بحرمتِ شیخ موسیٰ بیراگ شاہؒ غوثیہ بالنوا	"	حیدرآباد / دکن
الٰہی بحرمتِ سید حسن شاہ حوریؒ دوزخ کی آگ حرام غوثیہ بالنوا	"	بھڑوچ گجرات
الٰہی بحرمتِ سراج الدین عبدالجبار شاہؒ صاحبزادہ چہارم سید عبدالقادر جیلانی غوثیہ بالنوا	بروز پیر مغرب / ۲۷ رجب ۵۰۶ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمتِ نوراللہ نور الحق عین اللہ شاہؒ غوثیہ بالنوا	۱۷ رمضان ۵۷۵ھ	پرانا بغداد شریف
الٰہی بحرمتِ سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بالنوا	۱۷ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ بروز جمعہ / قبل نماز جمعہ	جدید بغداد شریف
الٰہی بحرمتِ سید خواجہ ابو سعید مخزومیؒ مغربی بالنوا	بروز پیر ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۵۱۳ھ فجر	قصبہ واسطہ
الٰہی بحرمتِ خواجہ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہنکاری بالنوا	بروز بدھ ۲۵ محرم سنہ ۴۸۶ھ عصر	ہنکار شریف جانب غرب
الٰہی بحرمتِ شیخ علاؤالدین ابوالفرح طرطوسیؒ سالارِ خانوادہ ہفتم	بروز ہفتہ ۵ محرم سنہ ۴۶۱ھ بعد ظہر	طرطوس
الٰہی بحرمتِ شیخ عبدالواحدؒ بن عبدالعزیز یمنیؒ	جمعہ ۹ جمادی الآخر سنہ ۴۲۵ھ قبل عصر	پرانا بغداد
الٰہی بحرمتِ شیخ ابوبکر شبلیؒ	جمعرات ۲۶ ذوالحجہ سنہ ۳۳۴ھ مغرب	"
الٰہی بحرمتِ سید ابوالقاسم جنید بغدادیؒ	بدھ ۵ ربیع الاول سنہ ۳۲۵ھ تہجد	"
الٰہی بحرمتِ شیخ ابوالحسن سری سقطیؒ	جمعرات ۳ رمضان سنہ ۲۵۰ھ فجر	"
الٰہی بحرمتِ شیخ اسدالدین معروف کرخیؒ	اتوار ۶ محرم سنہ ۲۰۰ھ اشراق	"
الٰہی بحرمتِ خواجہ سلطان داؤد طائیؒ	ہفتہ ۱۹ ذوالقعدہ سنہ ۱۶۲ھ عصر	"
الٰہی بحرمتِ خواجہ حبیب عجمیؒ سردارِ عجم	جمعہ ۱۷ رجب سنہ ۱۳۷ھ صبح صادق	"
الٰہی بحرمتِ خواجہ امام حسن بصریؒ خلیفہ اکبر حضرت علیؓ	ہفتہ ۴ محرم سنہ ۱۱۰ھ فجر	صحرائی بصرہ
الٰہی بحرمتِ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ منبع ولایت	اتوار ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ تہجد شب	نجف اشرف
الٰہی بحرمتِ پیغمبر خدا سیدنا محمد بن عبداللہ	پیر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	حجرہ خاص حضرت عائشہ مدینہ منورہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحقِ جبرائیلؑ بحقِ میکائیلؑ بحقِ اسرافیلؑ بحقِ عزرائیلؑ۔ لحمکَ لحمی۔ جسمکَ جسمی۔ چشمکَ چشمی۔ دمکَ دمی۔ اسمکَ اسمی۔ تختِ ربّ العالمین کے دیکھنے والے۔

Marfat.com

وَالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ ۔ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ فَقُرَّةً عَلَيْهِمْ مَا كَانَ بِهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا طَرِيْقٌ مُّسْتَقِيْمٌ وَاللّٰهُ قَادِرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

منجملہ سلسلہ ہائے طریقت کے بزرگان وطالبین اپنے اپنے سلسلہ کا شجرہ شریف الطریقہ واسطہ روزانہ صبح وشام پہلے ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، پھر سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھنے کے بعد شجرہ شریف پڑھ کر بزرگان الطریقہ واسطہ کی ارواح کیلیے بتوسل حضور محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہدیۃً پیش کیا کرتے ہیں ۔

شجرہ شریف الطریقہ واسطہ کے پڑھنے سے صبح وشام تمام بزرگان سے سلسلہ وار حضور محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک حاضری طالب کی ہوتی ہے جس سے ہر طالب صادق کے دینی ودنیوی امور حل پذیر ہو کر درجات عالیہ روحانی نصیب ہوتے ہیں ۔

لہٰذا ہر طالب پر لازم ہے کہ وہ وظائف واوراد یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد شجرہ شریف الطریقہ واسطہ طریقہ مذکور کیمطابق پڑھا کرے ۔

Marfat.com

منظوم شجرہ شریف
بطریقہ واسطہ
خاندانِ قادریہ غوثیہ محبوبیہ بالنوا

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین
اٰمنوا وکانوا یتقون۔ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔

یا الٰہ العالمین یا انت خیر الراحمین
رحم فرما اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

فضل کر یارب میرے حالِ زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پہ رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر ذرا افضال باز!

تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود و سخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ

تیرے رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
اور تیرے جود و کرم کی انتہا کوئی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کیلیے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کیلیے

صدقہ محبوبِ الٰہی عرف نور اللہ کامل ولی
مقتدا، پیشوا، رہنما کے واسطے

مرشد قل ھو اللہ شاہ صلی علیٰ کے طفیل
تبارک شاہ بسم اللہ نوا کے واسطے

واسطہ شاہ گلاب و یتیم شاہ اولی الیقین
شاہ تقی اور مظفر شاہ سخا کے واسطے

اولی الحسین شاہ وہاب حاجی قاسم کاملین
شیخ قادر شاہ حلیم پارسا کے واسطے

خواجہ بخنیان سیف اللہ بزرگ شاہ
حسن شاہ و عبد الجبار رہنما کے واسطے

منبع جود و سخا نور الحق عین اللہ شاہ
شیخ محی الدین قادر غوث الوریٰ کے واسطے

ابو سعید اور ابو الحسن یعنی علی اور بو الفرح
عبد واحد شیخ شبلی باصفا کے واسطے

حضرت جنید بغداد سری سقطی عرفانِ بحر
معروف کرخی داؤد طائی شاہ بری کے واسطے

پیر کامل حبیب عجمی شناسائے سرِ حق!
خواجگانِ حسن بصری پیشوا کے واسطے

والدِ حسن و حسین زوجِ بتول حضرت علیؓ
مشکل کشا تے مرتضیٰ شیرِ خدا کے واسطے

واسطہ سیدؐ الثقلین کون و مکاں کے واسطے
یٰسین مزملؐ محمد مصطفیٰ کے واسطے

میرا دل رکھ دائماً ذاکر بذکرِ اسمِ ذات
آل اور اصحابِ احمد صؐ مجتبیٰ کے واسطے

وقتِ نزع با ایمان دنیا سے اٹھا نا اے خدا
اور کلمہ طیب ہو زباں پر آخری شفا کے واسطے

قبر میں آرام مجھ کو ابتدا سے ہو عطا
مرشدانِ دینِ پاک مصطفیٰ کے واسطے

کر دعا مملو تے عصلیان . . . کی یہ مستجاب
خواجگانِ قادری غوث الوریٰ کے واسطے

اِلتجا بدرگاہِ خدا

کر قبول برکت سے ان ناموں کی ہر جائز دعا
یا ربّ اپنی رحمتِ بے انتہا کے واسطے

میرا دل رکھ دائماً ذاکر بذکرِ اسمِ ذات
اے خدا جملہ مقدس اصفیا کے واسطے

نیکیوں سے دور رہا در یا معصیاں غرق ہوں
دے رہائی اے خدا مجھ مبتلا کے واسطے

اے خدا مجھ کو تہی دستی کی کلفت سے بچا
اپنے اکمل جود اور فضل و سخا کے واسطے

میرے دشمن کو اے خدا مجھ پر رحم ابنا
اپنی رحمانی رحیمی اور عطا کے واسطے

یا الٰہی کار شیطانی سے مجھکو دور رکھ !
ہر عمل مجھ سے کرا اپنی رضا کے واسطے

اٰمین اٰمین اٰمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اللہ کے دوستوں کی اہانت نہ کرو

حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَ
ترجمہ : جو کوئی شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے میں اس کو اعلان کرتا ہوں کہ وہ میرے
لڑنے کیلیے تیار ہو جاتے ۔ اولیاء اللہ کی شناخت صرف اتنی ہے کہ وہ کتاب و سنت کا متبع

بدعت کا توڑنے والا ہو۔ علم نافع اور پاک رکھتا ہو۔ معارف و اسرار کا حامل ہو اور اُس کی صحبت میں بیٹھنے سے مُردہ دل بھی خدا کی یاد کیلیے تیار ہو جائے۔ وہ اللہ کا ولی ہے۔

انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کے اسمائے ذاتیہ سے اور اولیائے کرام اسمائے صفاتیہ سے اور باقی مخلوق صفات فعلیہ سے ظہور میں آئی ہے۔ سیّد الرسل خاتم الانبیا خدا کی ذات سے مخلوق ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ظہور اُن میں بالذات ہے۔ اور صفات و اسمائے الٰہی کے ظہور کا اقتضا بخوبی ظاہر ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جلالی و جمالی کا ظہور خاص طور پر مسمّیات پر کیا۔

- انبیا و اولیا را حق بداں ! ـــ سرِّ پنہانی بتو گفتم عیاں
یعنی انبیاؑ اور اولیاؒ کو حق جان۔ میں نے تجھے پوشیدہ بھید بتا دیا ہے۔
- چوں خدا اندر نیاید در عیاں ـــ نائب حق اند ایں پیغمبراں !
یعنی چونکہ خداوند تعالیٰ کسی کو نظر نہیں آتے۔ اس لیے اسکے نائب پیغمبروں کو دیکھ لیا کرو
- نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب ! ـــ گر دو پنداری قبیح آمد نہ خوب
یعنی نائب یا منوب دو نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک ہی ہوتے ہیں۔
- چوں بصورت بنگری چشم تو دوست ـــ تو بہ نورش در نگر کہ چشم او ست
یعنی دیکھنے میں آنکھیں دو نظر آتی ہیں۔ مگر نور ہر دو آنکھ کا ایک ہے۔
- آب خواہ از جو بجو خواہ از سبوح ـــ آں صبوح را آب باشد ہم ز جو !
یعنی پانی خواہ دریا سے لو یا گھڑے سے لو۔ وہ دریا کا پانی ہی ہے کیونکہ پانی گھڑے میں بھی دریا کا ہی تاہے
- صحبت شاں خاک را اکسیر کرد ! ـــ لطف شاں بر ہر دلے تاثیر کرد
یعنی اُن کی صحبت خاک کو اکسیر کرتی ہے۔ اُن کی مہربانی ہر دل پر تاثیر کرتی ہے۔
- ہر کہ با ایشاں نشیند یک دمے ـــ روزِ فردا او کجا دارد غمے ! ! !
یعنی جو اُن کے ساتھ تھوڑی دیر بھی بیٹھتا ہے۔ قیامت کے دن وہ بے غم ہو گا۔
- ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ـــ او نشیند در حضورِ اولیاؒ
یعنی جو کوئی خدا کے ساتھ بیٹھنا چاہے وہ اولیا اللہ کے پاس بیٹھے۔
- چوں شوی دور از حضورِ اولیاءؒ ـــ در حقیقت گشتہؑ دور از خدا

یعنی جب تو اولیاء اللہ سے دُور ہُوا۔ درحقیقت تو خدا سے دُور ہُوا۔

تا توانی زا اولیاء رُو برمتاب! جہد کُن واللہ اعلم بالصواب

یعنی اولیاء اللہ سے کبھی رُوگردانی نہ کرنا۔ اُن کی قدر اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

کیونکہ تمام اولیاء اللہ کے دوست ہیں۔ اور جو اللہ کے دوستوں کی صحبت اختیار کرتا ہے وُہ درحقیقت اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے۔

یاد رکھو! کہ غوث جس پر تمام احکاماتِ عالم کا دارومدار ہے۔ وہ ازل سے ابد تک بہ اقتضائے وحدتِ وُجود کے دائرے کا مرکز ہے۔ وہ صرف ایک حقیقتِ محمدیہ ہے۔ اور بہ اقتضائے کثرت و تعدّد کبھی اس کے قائم مقام نبی ہو جاتے ہیں اور کبھی ولی۔ اور جب نبوّت کا دائرہ خاتم النبییّن حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تشریف لانے سے ختم ہو چُکا ہے۔ تو یہ غوثیّت کا مقام اولیاء اللہ کی طرف منتقل ہُوا۔ لہذا ہر زمانے میں ایک ولی اللہ اس غوثیّت کے درجے پر قائم مقام ہو کر انتظامِ امورِ مخلوقات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ چُنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لِکُلِّ قَوۡمٍ ھَادٍ (پ۱۳/ع) یعنی ہر ایک قوم کیلیے ایک نہ ایک ہدایت کرنیوالا ہے۔ اور مزید فرمایا: وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (پ۲۲/ع) اور ہر ایک اُمّت میں حق تعالےٰ کی طرف سے ایک نہ ایک ڈر سنانے والا آیا ہے۔ جیساکہ نبی آخر الزّماںؐ کی شان میں وارد ہے:

اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِیۡرٌ (پ۲۲/ع) یعنی اے رسولؐ بیشک آپؐ قہرِ خدا سے ڈرانے والے ہیں۔

یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہانتک کہ خاتمۂ نبوّت (ولایتِ خاص) ولایتِ عام کا ظہور ہو گا۔ اور پھر قیامت کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ باطنی اسمأ اپنے احکام جاری کرنے کیلیے ظاہری اسماء کا دورہ پورا کرنے کے منتظر ہیں۔ جب ظاہری اسمأ کا دورہ پورا ہو جائے گا۔ تو فوراً جو شے ظاہر ہے۔ وہ باطن کی طرف رجوع کر جائیگی۔ اور جو کچھ باطن میں ہے وُہ ظاہر کی طرف آجائے گا۔ چُنانچہ بہشت اور دوزخ، حشر اور نشر سب کی سب صورتیں جو باطن میں ہیں سب ظاہر ہو جائیگی۔

فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ ط

Marfat.com

نصیحت

عزیزو دوستو یارو یہ دنیا دارِ فانی ہے
دِل اپنا مت لگاؤ تم لحد میں جا بنانی ہے

تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذّاتِ دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری تیری کیسی جوانی ہے

گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ!
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ جن کی تو نشانی ہے

نہ کر بَل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اِس دنیا کی ہر اِک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے

تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم!
کہ آخر میں تیری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے

نہ ہو شیطان کے تابع نہ لے فرمان رب کا ہے
نبیؐ کے در کا خادم بن مُراد اچھی جو بانی ہے

شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا!
بُری حالت ہو ظالم وجود کی جو مردانی ہے

تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نور تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقّی ہے یہ نعمت جاودانی ہے

پکڑ لے پیر کامل کو بیعت بھی ضروری ہے
بجز مُرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے

خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے

Marfat.com

سلوک معرفت

زین السالکین، شمس العارفین، سرتاج الحاذقین، استاذ الحکماء

الحاج سید محبوب علی شاہ
عرف
نور اللہ شاہ قادری نقشبندی

دانیال

Marfat.com